641

پاک وہند میں

علمائے اہل حدیث

کی

خدمات حدیث

مؤلف:

ارشاد الحق اثری

ناشر:

ادارۃ العلوم الاثریۃ فیصل آباد

نام کتاب: پاک و ہند میں علمائے اہلحدیث
کی خدمات حدیث

مؤلف: ارشاد الحق اثری

بار: دوم

تعداد: 2100

تاریخ طباعت: نومبر 2001ء

ناشر: ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد

فون: 642724

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحمدلله والصلوٰة والسلام علیٰ رسول الله، امابعد:

برصغیر پاک وہند میں "اہلحدیث" کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی اسلام کی۔ اسلام کا ابتدائی قافلہ جب وارد ہند ہوا تو اس وقت تقلیدی مذاہب کا کہیں وجود نہ تھا۔ تمام کا ملجا و ماویٰ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

لاتزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق (الحدیث)

کے مطابق تقلید وجمود کے رواج پا جانے کے باوجود یہاں ہر دور میں خال خال ہستیاں ایسی رہی ہیں۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے نقش قدم پر کتاب وسنت کو ہی دین کی اصل بنیاد قرار دیا۔ پھر آخری دور میں حضرت مجدد الفؒ ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بڑے پرحکمت انداز سے یہاں کے جامد ماحول میں تحریراً اور ان کے بعد حضرت امام شاہ محمد اسماعیلؒ شہید اور ان کے رفقاء نے عملاً ایسا ارتعاش پیدا کیا جس کی صدائے بازگشت قریہ قریہ بستی بستی سنائی دینے لگی۔ شرک کی جگہ توحید اور بدعات کی جگہ سنت کا چرچا ہونے لگا۔ مدارس میں (جہاں پہلے حدیث پاک کی ایک آدھ کتاب محض بطور تبرک پڑھائی جاتی تھی) صحاح ستہ کو شامل نصاب کر کے اس کی تعلیم وتدریس کا آغاز کیا گیا۔ اور کتب احادیث کی شروح وحواشی، نیز ان کے تراجم اور ان کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا جانے لگا۔ تاکہ دین اسلام کے دوسرے بڑے ماخذ سے براہ راست تعلق عام اور آسان ہو سکے۔ اس سلسلے میں علمائے اہلحدیث کثرہم اللہ تعالیٰ نے کیا خدمات سرانجام دیں؟ اس اجمال کی ضروری تفصیل آپ کو ان شاءاللہ زیر نظر رسالہ میں ملے گی۔

"ادارۃ العلوم الاثریہ" کے مقاصد میں یہ بات روز اول ہی سے شامل رہی ہے کہ

خدمت حدیث اور اس کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ مسلک اہلحدیث اور اس کے پاسبانوں کی مساعی کو بھی روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ "صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین" اور "امام دار قطنیؒ" اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ ان کے علاوہ علامہ محمد حیات سندھیؒ اور محدث شمس الحق ڈیانویؒ پر مقالات ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور میں شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو رسالہ کی شکل میں انہیں بھی شائع کر دیا جائے گا۔ "امام مالکؒ اور علم حدیث" کے عنوان پر ایک ضخیم کتاب تیاری کے مراحل میں ہے۔ اور زیر نظر رسالہ بھی اسی سلسلے کا ایک اہم حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اور جو حضرات دامے، درمے، سخنے، قدمے اس کار خیر میں ہمارے یمین و یسار ہیں' ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد اسحاق چیمہؒ

بانی ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار
فیصل آباد

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه وعلى من تبعهم أجمعين، أمابعد:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ورجال کی کتابوں سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ بر صغیر پاک و ہند میں اسلام دو راستوں سے آیا ہے۔ایک سندھ کی طرف سے اور دوسرا شمال مغربی جانب سے ،بلکہ پہلے قافلہ میں تو وہ حضرات ہی شامل تھے جن کا شمار صحابہ کرام، مخضر مین و مدرکین میں ہوتا ہے۔ جن کی تعداد 25 شمار کی گئی ہے۔ان کے علاوہ یہاں تابعین کرام اور تبع تابعین نے بھی قدم رنجہ فرمایا۔ جن میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی، اسرائیل بن موسیٰ، حباب بن فضالہ الذہلی، قیس بن ثعلبہ، زیاد بن رباح قیسی بصری، سعد بن ہشام، ربیع بن صبیح بصری،عطیہ عوفی، معاویہ بن قرۃالمزنی اور عبداللہ بن محمد علوی رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے یہاں علم حدیث کا درس دیا۔انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ یہاں کے افراد کا عموماً تعلق براہ راست کتاب و سنت سے تھا۔ چنانچہ مشہور مورخ علامہ بشاری مقدسی احسن التقاسیم میں سندھ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

" یہاں کے ذمی بت پرست اور مسلمانوں میں اکثر اصحاب الحدیث تھے۔
یہاں مجھے قاضی ابو محمد (احمد بن محمد)المنصوری سے ملنے کا اتفاق ہوا جو مذہب داوٗد ظاہری کے پابند تھے۔"(احسن التقاسیم ص 481)

سندھ میں عرب حکومت کمزور پڑ جانے کے بعد شمال مغربی سرحد کی جانب سے جب غزنویوں اور غوریوں کی حکومت یہاں قائم ہوئی تو براہ راست محدثین کی آمد و رفت کم ہوگئی۔ ان کی بجائے خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ کے علماء یہاں فروکش ہوئے۔اس دور میں مذاہب اربعہ کا رواج کسی قدر ہو چکا تھا۔ فاتحین حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ان فقہاء کرام کا تعلق علم حدیث سے نہایت کم تھا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ

محدث دہلویؒ نے صراحت کی ہے۔(1) انہی عوامل کی بنا پر برصغیر میں حنفی مسلک کو فروغ حاصل ہوا۔ یہاں کے عوام کیا علماء کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا رشید احمد ارشد استاذ جامعہ کراچی لکھتے ہیں :

"یہاں کے علماء حدیث کی اعلیٰ تعلیم کو غیر ضروری سمجھنے لگے بلکہ اس فن میں ان کی انتہائی معراج مشارق الانوار اور مشکوٰۃ المصابیح کی تعلیم ہوتی تھی۔ اور یہ تعلیم بھی محض برکت حاصل کرنے کے لئے ہوتی تھی۔ اس کا مقصد مسائل کا استنباط اور فقہی مسائل کا اثبات نہ ہوتا تھا"

(البلاغ کراچی ص22، ذی الحجہ 1387ھ جلد 1 شمارہ 12)

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شیخ شمس الدین ترکؒ جب آٹھویں صدی ہجری میں سلطان علاء الدین خلجی کے دور میں وارد ہند ہوئے تو یہاں کے حالات کے متعلق سلطان وقت سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں :

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں احادیث مصطفی ﷺ کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور فقیہوں کی روایت پر عمل کی دیواریں استوار کی جاتی ہیں۔ تعجب ہے کہ جس شہر میں لوگ حدیث کی موجودگی میں فقہ کی روایت پر عمل کریں۔ وہ شہر تباہ کیوں نہیں ہو جاتا۔ اور اس پر آسمانی مصائب کیوں نہیں ٹوٹنے لگتے ؟"

(تاریخ فیروز شاہی : ضیاء الدین برنی' بحوالہ فقہائے ہند ص223 جلد 1)

علامہ سید سلیمان ندویؒ مرحوم عہد تغلق میں علم حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں :

"اس عہد میں اس ملک میں علم حدیث کے ساتھ لوگوں کو جو بے اعتنائی تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین

---

(1) ان کے الفاظ ہیں : "واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديماً وحديثا" کہ ان کا علم حدیث سے شغل کم رہا ہے، زمانہ ماضی میں بھی اور حال میں بھی ،(الانصاف ص 77) اور اسی حقیقت کا اظہار علامہ لکھنویؒ نے مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ص12، 13 النافع الکبیر ص122، 123 اور ملا علیؒ قاری نے موضوعات کبیر ص74 میں بھی کیا ہے۔ جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔

تغلق کے زمانہ میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لئے علماء کی ایک مجلس منعقد
ہوئی۔ مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین سلطانؒ الاولیاء تھے۔ اور دوسری
طرف تمام علماء تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان
کرتا تھا تو علماء بڑی جرأت اور بے باکی سے کہتے تھے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی
روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ چونکہ اس حدیث سے شافعیؒ نے
استدلال کیا ہے۔ اور وہ ہمارا مخالف ہے اس لئے ہم اس کو نہیں مانتے۔"

(مقالات سید سلیمان ندوی جلد2 ص30,7,6)

یہ واقعہ میر خورد نے سیر الاولیاء میں، مولانا ضیاء الدین صاحب تاریخ فیروز شاہی نے "حسرت نامہ" میں اور قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ فرشتہ میں نقل کیا ہے۔ یہ مجلس مناظرہ چاشت سے سایہ ڈھلنے تک قائم رہی۔

فرشتہ کے یہ الفاظ بڑے عبرت ناک ہیں کہ شیخ کے جواب میں وقت کے قاضی نے کہا:

"قاضی گفت ترا بہ حدیث چہ کار تو مرد مقلدی روایت از ابو حنیفہؒ بیار تا
بمعرض قبول افتاد۔ شیخ گفت سبحان اللہ من حدیث صحیح مصطفویؐ نقل می کنم
و تو ازیں روایت ابو حنیفہؒ می خواہی۔"

اور یہ الفاظ تو مولانا برنیؒ نے بھی نقل کئے ہیں کہ شیخ کے جواب میں علماء نے کہا:

"در شہر ما عمل بر روایت فقہ مقدم ست بر حدیث"(1)

قصہ مختصر کہ اس واقعہ کے ذکر کرنے میں سبھی مورخین متفق ہیں۔ البتہ فرشتہ نے یہ بات زائد لکھی ہے کہ شیخ نے جو حدیث پیش کی اس کے الفاظ تھے۔ "السماع مباح لاهله متمسك" اگر یہ فرشتہ کا وہم نہیں تو اس سے اس عہد کی حدیث

---

(1) یاد رہے کہ سلطان الاولیاء حنفی مسلک کے خلاف قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ جس کی تفصیل ہماری کتاب توضیح الکلام ص 29 جلد 1 میں ملاحظہ فرمائیں۔ نیز حنفی مسلک کے برعکس جنازہ غائبانہ کے بھی قائل تھے۔ (فوائد الفواد ص 291 مترجم بیسویں مجلس)

دانی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب کہ یہ فقرہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں بطور فتوی نقل کیا ہے (مقالات سید ندوی جلد 2 ص 7) اسے حدیث کہنا قطعاً غلط ہے۔

اسی طرح اکبری دور میں متھرا کے قاضی عبدالرحیم نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے سامان جمع کیا۔ لیکن ایک برہمن نے راتوں رات وہ سامان اٹھا کر مندر کی تعمیر میں لگا دیا۔ جب اس سے مسلمانوں نے باز پرس کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے لگا۔ وقت کے صدر الصدور قاضی عبدالنبی کی عدالت میں یہ مسئلہ پیش ہوا۔ تو انہوں نے تحقیق اور تصدیق کے بعد سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ علامہ لکھنویؒ، ملا بدایونیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ صدر الصدور کے اس فیصلہ پر بڑی لے دے ہوئی اور کہا گیا :

" والعجب من مولانا مع كونه من نسل ابى حنيفة كيف ترك مشرب جده"

"یعنی مولانا عبدالنبیؒ پر تعجب ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی نسل سے ہوتے ہوئے اپنے دادا کے مشرب کو کیوں چھوڑ دیا ہے"؟

بلکہ یہ بھی ہوا کہ جب قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے کہا گیا کہ سیاستہً ایسا قتل جائز ہے تو بعض مخالفین نے کہا :

لاعبرة بقول عياض فانه مالكى و عبدالنبى حنفى كيف عمل بخلاف مذهبه." (طرب الاماثل ص 248،249)

قاضی عیاضؒ کے قول کا کوئی اعتبار نہیں وہ مالکی ہے اور عبدالنبیؒ نے حنفی ہوتے ہوئے اپنے مذہب کے خلاف کیسے عمل کیا؟

مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ بھی بدایونی کے حوالہ سے اسی واقعہ کی روئیداد لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"دختران راجہائے عظیم ہند نے بادشاہ کے کان بھرے کہ اس نے ملاؤں کو ایسا سر چڑھا لیا کہ وہ منشا سلطانی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ دربار میں یہ سوال اٹھا کہ

مذہب حنفی میں شاتم رسول کی سزا موت نہیں اس لئے یہ اقدام اس مذہب کے بھی خلاف ہے۔ جس کا قانون اس ملک میں چلتا ہے"

(تاریخ دعوت وعزیمت ص 102 جلد 4)

غور فرمایا آپ نے کہ اس دور میں فقہی جمود کا کیا عالم تھا؟ اور حنفی مسلک کے خلاف دوسرے فقہی مسلک پر فتویٰ و عمل پر رد عمل کیا ہوتا تھا؟ قاضی عبدالنبیؒ گو حنفی عالم تھے۔ اور ہندوستان کے صدر الصدور یعنی شیخ الاسلام تھے مگر جب سرزمین حجاز میں پہنچ کر علم حدیث حاصل کیا، تو بقول علامہ لکھنوی "كان يسلك على مسلك المحدثين" مسلک محدثین اختیار کر لیا۔ (طرب الاماثل ص 247)

سید سلیمانؒ ندوی لکھتے ہیں :

"پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا کئی دفعہ اتفاق ہوا۔ اور وہاں علم حدیث کا درس حاصل کیا۔ لوٹ کر آئے تو وہ کچھ اور ہی چیز ہو گئے۔"

(مقالات سید سلیمان ندویؒ ص 21 جلد 2)

"کچھ اور ہی چیز" بن جانے کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے جمود کو قبول نہ کیا۔ اور گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں وہی فیصلہ دیا جو محدثین کرام رحمہم اللہ کا ہے۔

اسی نوعیت کا ایک اور عبرت ناک واقعہ بھی پڑھ لیجئے۔ گیارہویں صدی ہجری میں برہان پور میں قاضی نصیر الدین المتوفی 1031ھ ایک معروف عالم اور محدث و فقیہ گزرے ہیں۔ جو متبع کتاب و سنت اور پابند احکام شرعیہ تھے۔ حدیث کو قیاس مجتہد پر ترجیح دیتے تھے۔ اور اس کے مقابلہ میں قول امام کو ہرگز قبول نہ کرتے تھے۔ اور نہ قیاس ورائے کے قائل تھے۔ (نزهة الخواطر ص 430 ج 5) دوسری طرف انہی کے سسر شیخ علم اللہ بیجاپوری المتوفی 1024ھ متشدد حنفی تھے۔ ایک مرتبہ شیخ علم اللہ نے کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قول سے استدلال کیا تو ان کے داماد قاضی نصیر الدین نے اس کے مقابلے میں حدیث پیش کی ہے شیخ نہ مانے تو قاضی صاحب نے فرمایا :

"هو رجل و أنا رجل"

کہ "امام ابو حنیفہؒ بھی انسان تھے۔ میں بھی انسان ہوں۔" اصل شے جو ہمارے لئے قابل حجت ہے۔ وہ حدیث رسولؐ ہے۔ اس پر شیخ علم اللہ نے غصہ میں آکر تلوار نکال لی اور اپنے داماد کو قتل کرنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑے لیکن قاضی صاحب نے بھاگ کر جان بچائی۔ (مآثر رحیمی وغیرہ بحوالہ فقہائے ہند ص254، 383 جلد 4 حصہ دوم)

ان کے علاوہ اور واقعات بھی ہمارے پیش نظر ہیں۔ جن سے مولانا رشید احمد ارشد کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے کہ اس دور میں :

"حدیث کی تعلیم محض برکت حاصل کرنے کے لئے ہوتی تھی۔ اس کا مقصد مسائل کا استنباط اور فقہی مسائل کا اثبات نہ تھا۔"

اس عمومی حالت کے باوجود یہاں خال خال ہستیاں ایسی بھی نظر آتی ہیں۔ جنہوں نے اس بے اعتدالی اور جمود کو قبول نہیں کیا۔ ان میں شیخ حسن بن محمد صغانی (1) شیخ علی المتقی (2) شیخ محمد طاہر پٹنی (3) شیخ ابوالحسن سندھی (4)، شیخ محمد حیات سندھی (5) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

---

(1) کنیت ابو الفضائل نام حسن تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا خاندان ماوراء النہر اور غزنین سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر والد محترم نے ہندوستان سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ 557ھ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن کے اعتبار سے صغانی اور مولد کے اعتبار سے لاہوری معروف ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی۔ اور تکمیل حجاز، یمن اور عراق کے شیوخ سے کی۔ اور شیخ شرف الدین دمیاطی، ابن الصباغ، برہان الدین محمود جیسے اعیان کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ اپنے وقت کے عظیم محدثین وفقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف کا دائرہ' حدیث، فقہ اور لغت تک وسیع ہے۔ جن کی تعداد دو درجن کے قریب ہے۔ جن میں سب سے مشہور" مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ" ہے۔ جو صحیحین کی صرف قولی احادیث کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں مولانا خرم علی بلہوری المتوفی 1270ھ کے ترجمہ اور تشریح کے ساتھ لکھنو سے 1252ھ میں شائع ہوئی۔ حالات کے لئے دیکھئے۔ (نزہتہ الخواطر جلد 1 ص 137، ابجد العلوم، اتحاف النبلا، مآثر=

آخری دور میں شیخ احمدؒ سرہندی یعنی مجدد الف ثانی نے بھی عموماً اپنی تعلیمات کی بنیاد کشف والہام اور مشرب مرشد کی بجائے کتاب و سنت پر رکھی۔ علامہ سید سلیمانؒ ندوی رقمطراز ہیں :

=الکرام اور تذکرہ علمائے ہند وغیرہ)۔

(2) حضرت شیخ علی بن حسام الدین بن عبدالملک المتقی 885ھ میں برہان پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پھر ملتان میں شیخ حسام الدین المتقی کے ہاں دو سال رہ کر علوم کی تکمیل کی۔ غالباً المتقی کا لقب انہیں استاد کی نسبت سے حاصل ہوا۔ پھر حجاز مقدس پہنچ کر وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا جن میں شیخ ابن حجر مکی، شیخ ابوالحسن بکری اور محمد بن محمد سخاوی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد طاہر پٹنی، شیخ عبدالوہاب متقی، شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حدیث کا معروف دائرۃ المعارف جو "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ جو علامہ سیوطی کی جمع الجوامع اور الجامع الصغیر وغیرہ کی تبویب و تہذیب ہے۔ جس کے بارے میں انہی کے شیخ ابوالحسن الشافعی کا قول معروف ہے کہ :

"علامہ سیوطیؒ کا تمام علماء پر احسان ہے اور علامہ علی متقی کا علامہ سیوطیؒ پر احسان ہے۔" (شذرات۔ اخبار الاخیار وغیرہ)

(3) شیخ محمد بن طاہر پٹنی المتوفی 986ھ "پٹن" احمد آباد (گجرات ہند) کے پاس ایک قصبہ کا نام ہے۔ اور اب تک آباد ہے اسی پٹن کو معرب کر کے "فتن" کہتے ہیں۔ اور اسی نسبت سے وہ "فتنی" کہلاتے ہیں۔ شیخ علیؒ متقی کے ارشد تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار' تذکرۃ الموضوعات، قانون الموضوعات اور مغنی فی اسماء الرجال ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ اور مطبوع ہیں۔ ان کی تصنیفات سے ان کی طبیعت میں تقلید و جمود کے برعکس تحقیق اور اتباع سنت کا رجحان عیاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مادہ "قطر" کے تحت "توضأ وعليه عمامة قطرية" حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وفيه ابقاء العمامة حال الوضوء وهويرد على كثير من =

= الموسوسين ينزعون عمائمهم عند الوضوء، وهو من التعمق المنهي عنه وكل خير فى الاتباع وكل شرفى الابتداع"

(مجمع بحارالانوار جلد 3 ص 156)

"یعنی اس حدیث میں حالت وضو میں پگڑی سر پر رکھے رہنے کا ثبوت ہے اور اس میں بہت سے ایسے لوگوں کی تردید ہوتی ہے۔ جو وسوسے کا شکار ہیں اور وضو کے وقت اپنی پگڑیوں کو اتار لیتے ہیں۔ یہ ایسا تکلف ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ تمام تر بھلائی اتباع میں ہے۔اور تمام تر شر بدعت میں ہے۔"

اسی طرح مادہ "بطل" کے تحت مشہور حدیث کہ "جس عورت نے بغیر ولی کے نکاح کیا۔اس کا نکاح باطل ہے" کے تحت لکھتے ہیں :

قد اضطرفيه الحنفية فتارة يتجاسرون بالطعن فى سنده من غير مطعن"الخ (مجمع بحار الانوار جلد1ص 99)

"اس حدیث کے بارے میں حنفیہ بڑے مجبور ہوئے ہیں۔ کبھی بلاوجہ اس حدیث کی سند پر طعن کی جسارت کرتے ہیں۔"

اس کے بعد انہوں نے اسی "جسارت" پر مبنی دوسرے مطاعن کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ان کے الفاظ ہیں "الأصح أنه يستحب الركعتان وعليه السلف" کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ دو رکعتیں مستحب ہیں اور اس پر سلف کا عمل رہا ہے۔ (تکملة مجمع البحار ص 106)

علامہ طحاویؒ نے حدیث "اسفروا بالفجر" کی بنیاد پر غلس یعنی اندھیرے میں نماز فجر پڑھنے کی روایات کو منسوخ قرار دیا ہے مگر علامہ فتنیؒ فرماتے ہیں۔

"وهو وهم فقدثبت أنه صلى الله عليه وسلم واظب على تغليس حتى فارق الدنيا" (تكملة ص 90) =

نتیجہ یہ ہوا کہ علم حدیث اور شمائل کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہو گئی"
(مقالات ص 37 جلد 2) (1)

="یہ علامہ طحاویؒ کا وہم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ہمیشہ اندھیرے میں نماز پڑھی یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے"۔

"ذکاة الجنین ذکاة امه" کہ جنین کا تزکیہ اس کی ماں کا تزکیہ وذبح ہے مذبوحہ مادہ کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کو ذبحہ کرنا ضروری نہیں اس حدیث پر ہی اکثر فقہاء کا عمل ہے علامہ طاہرؒ فتنی فرماتے ہیں۔

"قیل لم یرو عن احد من الصحابة ومن بعدهم أنه یحتاج إلی ذبح مستأنف غیر ماروی عن أبی حنیفة"

(مجمع البحار ص 442 ج 1)

کہا گیا ہے کہ سوائے امام ابو حنیفہ کے کسی صحابی اور ان کے بعد کسی سے یہ فتوی نہیں کہ از سر نو جنین ذبحہ کا محتاج ہے۔ علامہ پٹنی کی یہ تصریحات و تبصرے اس بات کے غماز ہیں کہ وہ فقہی مکاتب میں سے کسی ایک مکتب فکر کے دلدادہ نہ تھے۔ بلکہ اتباع حدیث کا رجحان ان میں غالب تھا۔

(4) آپ کا نام محمد کنیت ابو الحسن اور لقب نور الدین تھا۔ محمد بن عبد الهادی السندی التتوی ثم المدنی۔ سندھ کے مرکز علم ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔ اسی کو معرب کر کے "تتوی" کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ یہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر حجاز مقدس کا سفر کیا اور مدینہ طیبہ میں شیخ ابراہیمؒ کورانی، سید محمد بن عبد الرسول برزنجی اور شیخ عبد اللہ بن سالم وغیرہ سے استفادہ کیا اور سند حاصل کی۔ پھر حرم نبوی ہی میں تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دینا شروع کر دیا۔ سنہ وفات میں اختلاف ہے بعض نے 1141ھ بعض نے 1139ھ اور بعض نے 1138ھ اور بعض نے 1136ھ بیان کی ہے۔ ان کی تصنیفات میں "الصحاح الستہ" پر حواشی کو خاصی شہرت حاصل ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی اور ابن ماجہ پر حواشی طبع ہو چکے ہیں۔ سنن ابی داؤد پر حاشیہ بنام "فتح الودود" حضرت مولانا سید محب اللہ راشدیؒ سندھ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور=

اسی دور میں شیخ عبدالحق دہلوی کو خدمات حدیث اور اس کی تدریس و تالیف کے

= جامع ترمذی پر حاشیہ ناقص ہے۔ اس کے علاوہ مسند امام احمد، الاذکار للنووی اور شرح نخبة الفکر لابن حجر پر حواشی نیز فقہ کی مشہور کتاب ھدایہ کی شرح فتح القدیر لابن ہمام پر بھی حاشیہ لکھا۔ جو کتاب النکاح تک ہے۔ گو بعض نے انہیں حنفی لکھا ہے مگر شیخ محمد عابد سندھی لکھتے ہیں :

"کان الشیخ عاملا بالحدیث لایعدل عنه الی مذهب"
"کہ شیخ ابوالحسن حدیث پر عمل پیرا تھے حدیث کے علاوہ کسی مذہب کو قابل اعتناء قرار نہیں دیتے تھے"

آپ کو نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کے "جرم" میں وقت کے قاضی نے جیل بھیج دیا تھا جس کا تفصیلی تذکرہ شیخ محمد عابد سندھی نے ہی "تراجم الشیوخ" میں اور انہی کے حوالہ سے "مسلک الانصاف" میں حضرت مولانا سید رشد اللہ شاہ سندھی پیر آف جھنڈا نے اور حضرت علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ نے "التعلیق المنصور علی فتح الغفور" میں کیا ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں۔

(فقہاء ہند ص 174، 175، 176 جلد 5 حصہ دوم)

بلکہ نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ کے حواشی سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ آپ عامل بالحدیث اور فقہی حدبندیوں سے بیزار تھے۔

(5) شیخ محمد حیات سندھی کا شمار بارہویں صدی ہجری کے نامور محدثین و فقہاء میں ہوتا ہے۔ عادل پور تعلقہ گھوٹکی ضلع سکھر سندھ میں پیدا ہوئے۔ سندھ کے مشہور مردم خیز شہر ٹھٹھہ میں مولانا محمد معین سندھی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ اور پھر حجاز مقدس پہنچ کر مدینہ طیبہ میں دوسرے شیوخ کے علاوہ شیخ ابوالحسن سندھی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد انہی کے جانشین بنے اور ان کی مسند پر 24 سال حدیث کا درس دیتے رہے۔ تمام تذکرہ نگار ان کی جلالت اور علو مرتبت پر متفق ہیں۔

سلسلہ میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ ان تمام اوصاف کے باوجود نقل روایت میں علامہ سیوطیؒ کی طرح محتاط نہیں۔ بلکہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے تو لکھا ہے کہ

26 صفر 1163ھ میں مدینہ طیبہ ہی میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ کے تلامذہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ، شیخ محمد فاخر زائر الٰہ آبادیؒ، سید میر غلام علی آزاد بلگرامیؒ، شیخ محمد صادق سندھیؒ مشہور محدث امیر محمد بن اسمٰعیل یمانیؒ صاحب سبل السلام اور سید حاجی فقیر اللہ علوی شکار پوریؒ زیادہ مشہور ہیں۔ ایک درجن سے زائد کتابیں لکھیں۔ حضرت الشیخ سندھی کا تفصیلی تذکرہ اس ناچیز کے قلم سے ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور بابت ماہ فروری، مارچ 1979ء میں طبع ہو چکا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو (فقہاء ہند جلد 5 ص 137) ان کی تصنیفات "الایقاف علی سبب الاختلاف" اور تحفۃ الانام فی العمل حدیث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام" سے ان کے مسلک کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ کس طرح تقلید سے متنفر اور اتباع سنت کے جذبہ سے مسرور و معطر تھے۔ بلکہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں ان کا رسالہ "فتح الغفور فی وضع الایدی فی الصلوٰۃ علی الصدور" مشہور ہے۔ شیخ کے معروف شاگرد مولانا محمد فاخر زائر الٰہ آبادی نے استاد کی تعریف میں جو نظم کہی اس سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ وہ مقلد نہ تھے۔ چنانچہ اس نظم کا ایک شعر یہ ہے :ـ

رستہ از حبس ربقہ تقلید   بستہ بر اجتہاد رائے مزید

(اتحاف النبلاء ص 404)

یعنی شیخ محمد حیات تقلید کی رسی سے آزاد تھے۔ اور اجتہاد کے قائل تھے۔

حاشیہ صفحہ 11- (1) حضرت مجدد صاحب نے اتباع سنت کا صور جس ہمت سے پھونکا اس کا اندازہ ان کے مکتوبات سے کیا جا سکتا ہے۔ خانقاہی نظام میں کشف والہام اور اقوال صوفیاء کو جو درجہ دے دیا گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں احیائے سنت اور قرآن و سنت کی پابندی کا جو ڈنکا بجایا۔ اس سے کون ناواقف ہے۔ فرماتے ہیں :

"کلام محمد عربی علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والسلام در کار است نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین قونوی و عبدالرزاق کاشی۔ مارا بہ نص کار است نہ بفص، فتوحات =

ان کی تصانیف سے عیاں ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرات محدثین کی طرح علم حدیث
= مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است"

(مکتوبات دفتر اول نمبر 100 بنام ملا حسن کاشمیری)

"ہمیں کلام محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار ہے نہ کہ کلام محی الدین ابن عربی، صدرالدین قونوی اور شیخ عبدالرزاق کاشی، ہم کو نص (یعنی نص شرعی) سے کام ہے نہ کہ فص (یعنی فصوص الحکم) سے۔ فتوحات مدینہ نے فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔"

بدعت کی تقسیم حسنہ وسیئہ کی بڑی شدت سے مخالفت کی۔ اور اسے قطعی طور پر غلط قرار دیا۔ حضرت موصوف گورائج الوقت کے مطابق مسلکاً حنفی تھے۔ مگر اس میں تشدد کے روادار نہ تھے۔ جس کی تائید خواجہ محمد ہاشم کشمیری کے درج ذیل بیان سے ہوتی ہے :

"اس حقیر نے جب یہ دیکھا کہ حضرت مجددؒ صاحب فرائض امامت خود انجام دیتے ہیں۔ تو ایک روز دل میں خیال گذرا کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے ؟ اسی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنا سوال پوچھا۔ جواب میں فرمایا۔ شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک سورت فاتحہ کے بغیر نماز درست نہیں ہے۔ لہذا وہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور صحیح احادیث بھی اس پر دلالت کناں ہیں۔ لیکن ہمارے امام، امام ابو حنیفہؒ امام کی فاتحہ کو مقتدی کی فاتحہ قرار دیتے ہیں۔ اور امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے اور جمہور فقہائے حنفیہ بھی اس پر عامل ہیں۔ مگر احناف سے بعض مرجوحہ روایات فاتحہ خلف الامام کے جواز کے متعلق بھی موجود ہیں۔ تاہم جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ممکن حد تک تمام مذاہب فقہیہ میں عملی تطابق کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اس معاملے میں ہمارے نزدیک جمع و تطابق کی یہی صورت ہے کہ خود فریضہ امامت انجام دیں۔

("زبدۃ المقامات ص 197، 198)

بلکہ خواجہ محمد ہاشم نے آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ : =

حاصل نہیں کیا۔ان کا مدار اجازہ اور استجازہ پر تھا۔ان کے الفاظ ہیں :

"لم یکن یعرف علم الحدیث علی وجهه بل علی جهة الاجازة والاستجازة کما یلوح ذلك من مصنفاته، (ابجد العلوم ص 901)

اسی دور میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں بھی تقلید جامد سے بیزار نظر آتے ہیں. گو وہ عمومی طریقہ کے مطابق حنفی تھے۔ مگر مسائل حنفیہ کے خلاف صحیح حدیث مل جاتی ہے' توامام کے قول کو ترک کر دیتے تھے۔اور جو لوگ، حدیث چھوڑ کر روایات فقھیہ پر عمل کرتے ان پر اظہار تعجب کرتے۔ سید عبدالحی" نقل کرتے ہیں کہ :

"بڑے تعجب کی بات ہے کہ صحیح اور غیر منسوخ احادیث پر تو عمل نہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے معصوم عن الخطا پیغمبر سے چند ثقہ راویوں سے' مروی ہیں۔اور اس کے برعکس ان فقہی روایات کو معمول بہا ٹھہرایا جائے۔ جوامام غیر معصوم سے قضاۃ اور ارباب فتویٰ نے ایسے متعدد واسطوں سے نقل کی ہیں جن کا عدل وضبط بھی معلوم نہیں"

(نزہۃ الخواطر ص 57 جلد 6)

کورانہ تقلید سے بیزاری ہی کا نتیجہ تھا کہ سری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔"(الیانع الجنی ص 96)

دلیل کی بنیاد پر انتقال مذہب کے بارے میں ان کے ارشادات ان کے مکتوبات'

= "وفاتحہ خلف الامام ہمی خواندو آن را مستحسن شمرد ند" (ایضاً ص 209)

کہ آپ فاتحہ خلف الامام پڑھتے تھے اور اسے مستحسن شمار کرتے تھے۔"

مولانا محمد اسحاق بھٹی نے فقہاء ہند جلد چہارم حصہ اول ص 111، 112 میں اور مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ نے تاریخ دعوت وعزیمت (جلد 4 ص 176) میں بھی "زبدۃ المقامات" کے حوالہ سے یہی بات نقل کی ہے اس ناچیز نے فارسی عبارت کا ترجمہ مولانا محمد اسحاق بھٹی کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔اس عبارت کے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمایئے۔ مقلد محض کیا اس کی اجازت دے سکتا ہے؟ کلا ثم کلا .

کلمات طیبات ص 28 تا 30 مکتوب 16 میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ جس میں انہوں نے اپنے شیخ علامہ محمد حیات سندھی کے رسالہ کو فارسی میں ملخص کر دیا ہے' نیز دیکھئے (نزھۃ الخواطر)

اور اس میں تو کسی مورخ کو قطعاً کوئی شک و ریب نہیں کہ بر صغیر میں حدیث کا جو چرچا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خانوادہ سے ہوا۔ اس میں کوئی بھی ان کا سہیم و شریک نہیں۔ وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے پوری قوت سے شرک و بدعات کے سامنے بند باندھا اور کورانہ تقلید کی بجائے کتاب و سنت کی اتباع کو رواج دیا۔ اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ بر صغیر میں آج جہاں بھی قال اللہ و قال الرسول کی آواز سنائی دیتی ہے وہ اسی خانوادے کی مرہون منت ہے۔ اور انہی کی کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ مگر حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ سنت صحیحہ کی پیروی کی تمام تر دعوت کے باوجود جس کا اظہار انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں جا بجا فرمایا ہے۔ عملی میدان میں خم ٹھونک کر سامنے نہ آ سکے بلکہ حالات اور ظروف کی مصلحتوں کے پردہ میں دبے رہے۔ جس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے جو ان کے اور شیخ سید محمد فاخر زائر الہ آبادی (1) مرحوم کے مابین ہوا۔ جسے مولانا ابو یحیٰ امام خاں نوشہروی نے یوں رقم فرمایا ہے :

---

(1) آپ شیخ محمد حیات سندھی کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ 1120ھ میں ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ آغاز عمر ہی میں اپنے والد مکرم شیخ محمد یحیٰی اور برادر اکبر شیخ محمد طاہر سے علم حاصل کیا۔ والد گرامی کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور ان کی مسند تدریس کو زینت بخشی 1149ھ میں عازم حرمین شریفین ہوئے۔ وہاں مدینہ طیبہ میں علامہ محمد حیات سندھی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ سید غلام علی آزاد بلگرامی بھی آپ کے ہم سبق تھے۔ جگری دوست تھے۔ تمام مورخین ان کی عظمت پر متفق ہیں۔ سید عبدالحی لکھتے ہیں کہ :

واتفق الناس على الثناء عليه والمدح لشمائله وصار مشاراً اليه فى هذا الباب وكان لايتقيد بمذهب ولايقلد فى شىء من امور دينية بل كان يعمل بنصوص الكتاب والسنة ويجتهد برأيه =

حضرت زائر دہلی تشریف لائے جامع مسجد میں ایک نماز جہری میں
باآواز بلند آمین کہہ ڈالی۔ دہلی میں یہ پہلا حادثہ تھا عوام برداشت نہ کر سکے۔

= وھواھل لذلک۔ (نزھة الخواطر ج6ص241)
کہ تمام لوگ ان کی تعریف پر متفق اور ان کے حسن کردار کے معترف تھے۔
اس باب میں ان کی شخصیت مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ وہ کسی ایک فقہی مذہب
کے پابند نہ تھے۔ بلکہ کتاب و سنت کی نصوص پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے
تھے اور وہ اس (اجتہاد) کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔"
نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں :
وے رحمہ اللہ تعالی امام ائمہ متبعین (سنت) سرزمین ہند و شیخ الشیوخ اکابر
علمائے ارجمند" تقصار جیود الاحرار ص115)
کہ وہ رحمہ اللہ سرزمین ہند میں آئمہ متبعین سنت کے امام اور اکابر علمائے
مشاہیر میں شیخ الشیوخ کا درجہ رکھتے تھے۔"
شیخ محمد فاخر نے فارسی اشعار میں اپنے مسلک کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

ما اہل حدیثیم دغارا نہ شناسیم — صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست
زائر از کشکول اہل رائے نتواں لقمہ خورد — بر سر خوان رسول اللہ مہمانیم ما
از احادیث رسول آوردہ ام اسرار دیں — نیست غیر از گوہر شہوار در دکان ما

ان کی تصانیف "نور السنة" اور "قرة العينين در اثبات سنيت رفع اليدين"
میں سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا جو طریقہ بتلایا گیا ہے وہ وہی ہے جس پر اہلحدیث عمل پیرا
ہیں۔ دونوں رسالے منظوم ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ بہر حال حضرت زائر
مرحوم التوفی 1164ھ بارہویں صدی ہجری میں ایک جلیل القدر عالم محدث اور فقیہ گزرے
ہیں جو تقلید کی بجائے اتباع سنت اور عمل بالحدیث کے داعی تھے۔ اور غالباً یہ تمام تراثر تھا علامہ
محمد حیات سندھی کی تربیت کا۔

حضرت زائر کے تلامذہ میں مولانا شاہ ابو اسحاق محدث لہراوی التوفی 1234ھ کا نام =

جب آپ کو گھیر لیا تو فرمایا اس سے فائدہ نہ ہوگا۔ تمہارے شہر میں جو سب سے بڑا عالم ہو اس سے مسئلہ دریافت کرلو۔ لوگ آپ کو حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہؒ صاحب کی خدمت میں لے گئے۔ دریافت مسئلہ پر آپ نے فرمایا کہ حدیث سے تو بآواز آمین کہنا ثابت ہے۔ مجمع یہ سن کر چھٹ گیا۔ اب صرف مولانا محمد فاخر زائر اور حضرت شاہؒ صاحب بصورت قران السعدین باقی تھے۔ شاہ محمد فاخرؒ نے عرض کیا۔ آپ کھلیں گے کب؟ فرمایا اگر کھل گیا ہوتا تو آج آپ کو کیسے بچا لیتا؟ (تراجم علمائے حدیث ہند ص 53-278)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد ان کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ قرار پائے۔ لیکن کوشش کے باوجود والد گرامی کی طرح ماحول کے سانچے سے باہر نہ نکل سکے۔ جس کا اندازہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ کے حسب ذیل بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

مولانا آزادؒ لکھتے ہیں :

= معروف ہے۔ اتباع سنت کا جذبہ انہیں اپنے شیخ زائر مرحوم سے ملا تھا۔ آپ کی تصانیف میں ایک رسالہ عربی زبان میں "نور العینین فی اثبات رفع الیدین" ہے۔ اسی رسالہ کے الفاظ ہیں۔

لما اتبعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ابال نعمان والسفيان والزهرى۔

(تذکرہ علمائے مبارکپور ص 695۔ تراجم علمائے حدیث ص 31)

کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرلی تو پھر مجھے امام ابو حنیفہؒ، امام سفیانؒ اور امام زہریؒ کی پرواہ نہیں۔

اس کا قلمی نسخہ پٹنہ میں مولانا محمد سعیدؒ مغل پوری کے کتب خانہ میں تھا۔ اور ایک روایت کے مطابق مولانا شمس الحقؒ ڈیانوی کے کتب خانہ میں تھا۔ (ایضاً)

اور مولانا امام خاںؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ حضرت مولانا عبیداللہؒ صاحب مبارک پوری کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص 13)

شاہ عبدالعزیزؒ اور قبولیت عوام کا فتنہ :

شاہ عبدالعزیزؒ کو شہرت و قبولیت کی عالمگیر سند ملی، بنگال سے لے کر بخارا و سمر قند تک ان کی عظمت و استادی کا سکہ چلنے لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مقبولیت عام کی راہوں سے بے پرواہ ہو کر کام نہ کر سکے۔ اور شاہراہ عام پر چلتے رہنے کے سوا چارہ کار نہ دیکھا۔ اوائل میں ان کا قلم بے اختیار اپنے والد کے مسلک پر چلنے لگا تھا۔ پھر رک گئے۔ اور احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانے لگے۔ اور تفسیر میں بہ ضمن تفسیر "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلي " تقلید مذاہب کے باب میں کیا واشگاف لکھ گئے ہیں (1) لیکن پھر جب مولوی عبدالرحمٰنؒ لکھنوی نے استفسار کیا تو گول مول لکھ گئے۔ قراءۃ فاتحہ خلف امام کے بارے میں ان کا فتویٰ موجود ہے۔ لیکن جب شور و ہنگامہ ہوا تو اس پر اصرار چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ کے خواب والے معاملے میں صاف صاف لکھ گئے ہیں کہ میں نے پوچھا مذاہب اربعہ میں کونسا مذہب پسندیدہ ہے ؟ فرمایا کوئی نہیں ۔

مصلحت دید من آن ست کہ یاراں ہمہ کار
بہ گزارند و خم طرہ یارے گیرند

حضرت علیؓ نے یہ فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو۔ لیکن یہ خود شاہ صاحب کی ذہنی معنویت کی صدا ضرور تھی۔ مگر جب لوگ اس پر پریشان خاطر ہوئے تو اس کی تاویلیں کرنے لگے۔ تفسیر "ما اهل به لغير الله" پر جو فتنہ اٹھا تھا۔ اس سے اندازہ کرنا چاہئے کہ وقت کی حقیقت فراموشیوں کا کیا حال تھا؟ اگر اپنے والد کے مسلک پر رہتے تو قبولیت عوام سے دست بردار ہونا پڑتا۔ افسوس یہی قبولیت عوام ہمیشہ علماء کے لئے سب سے بڑا فتنہ رہی۔ والد مرحوم فرماتے تھے جب شاہ ولی اللہؒ کا انتقال ہوا، اور شاہ عبدالعزیزؒ مسند درس و ارشاد پر بیٹھے تو مولانا فخر الدینؒ نے ان کے سر پر دستار فضیلت باندھی تھی۔ جب پگڑی

---

(1) تقلید کے خلاف شاہ صاحب کے ارشادات تفسیر عزیزی میں جابجا پائے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل اکمل البیان ص 13 تا 16 میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

باندھ چکے تو کانوں میں کہا تمہارے والد بزرگوار کے دامن پر ایک دھبہ لگ چکا ہے تمہارا کام یہ ہے اسے صاف کر دو۔ دھبے سے مقصود شاہ صاحب کا مجتہدانہ مسلک اور تقلید مذاہب سے انکار تھا۔ اس وقت تک وہابیت وغیرہ کے تلقب تو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ نہ کوئی خاص جماعت اس مسلک کی ملک میں موجود تھی۔ اس لئے عامہ علماء مختلف طریقوں سے اسے تعبیر کرتے تھے۔ عام طور پہ اعتزال کا تلقب اختیار کر لیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ اعتزال کی طرف میلان رکھتے تھے۔ حالانکہ کجا معتزلہ واعتزال اور کجا مشرب اصحاب سلف و حدیث، بینهما مفاوز تنقطع فیها اعناق المطی ۔ بہر حال شاہ عبدالعزیزؒ سے یہ درخواست کی گئی تھی اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے پوری کر دی۔ (نقش آزادؒ ص318، 319)

مولانا آزاد رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کے جس خواب کا ذکر کیا وہ ان کے فتاویٰ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

عرض نمود کہ از مذاہب فقہاء کدام یک مختار و پسند جناب است فرمودند کہ ہیچ مذہب پسند ما نیست :۔ الخ (فتاویٰ عزیزی ص80)

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ ص 160 جلد 1 میں حدیث کو رد کرنے کے جو تقلیدی اصول ذکر کئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیزؒ کے فتاویٰ ص66 میں بھی ان کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ مشہور اختلافی مسئلہ فاتحہ خلف الامام میں ان کی رائے والد گرامی سے بھی آگے بڑھ کر یہ تھی کہ:

"نزد فقیر ہم قول شافعیؒ راجح است و اولیٰ"

"کہ میرے نزدیک امام شافعیؒ کا قول راجح اور اولیٰ ہے"

جس کی تفصیل راقم کی کتاب توضیح الکلام ص34، جلد 1 اور تراجم علمائے حدیث ہند ص 79 میں دیکھی جا سکتی ہے مگر جیسا کہ مولانا آزادؒ نے فرمایا دستار فضیلت باندھتے ہوئے جو درخواست کی گئی تھی۔ وہ انہوں نے پوری کر دی اور قبولیت عوام کے فتنہ میں پھنس کر شاہراہ عام پر چلنے میں ہی عافیت سمجھی۔ ان کے برعکس شاہ ولی اللہؒ کے

پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ سنت کی ترویج اور عمل بالحدیث کے بارے میں جو اشارے جابجا شاہ صاحب مرحوم نے کیئے تھے۔ ان کی عملاً تکمیل کی۔ مولانا آزاد مرحوم رقمطراز ہیں :

"دعوت و اصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دیئے تھے۔ اب اس سلطان وقت و اسکندر عزم کی بدولت شاہ جہان آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا۔ اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی۔ وہ اب بر سر بازار کی جارہی اور ہو رہی تھیں۔" (تذکرہ ص 245: 1967ء)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد ولی اللہٰی مسند علم کو ان کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاقؒ نے رونق بخشی۔ آپ کے حلقہ درس سے بے شمار شائقین علم کو فائدہ پہنچا۔ جن میں شاہ عبدالغنیؒ مجددی۔ شیخ الکل میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی، شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آباد، مولانا شیخ محمد تھانویؒ، مولانا شیخ احمد علی سہارنپوری، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد ابراہیم نگر نہسوی، نواب قطب الدین خاں رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت شاہ عبدالغنی مجددی مرحوم نے شاہ مخصوص اللہ مرحوم سے بھی کسب فیض کیا۔ دہلی میں ان کا حلقہ درس بھی جاری تھا۔ ان کے تلامذہ میں جن حضرات کو سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی وہ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی اور حضرت مولانا رشیدؒ احمد گنگوہی ہیں۔ اور اس بات سے تو ہر منصف مزاج مورخ یقیناً متفق ہو گا کہ حضرت شاہ اسحاق نے جب 1258ھ میں بیت اللہ الحرام کے قصد سے ہجرت کی تو جسے ان کی جانشینی کا شرف حاصل ہوا، اور ولی اللہٰی فکر کی تکمیل و اشاعت کا فریضہ جس نے سرانجام دیا۔ اس مبارک ہستی کا نام سید میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی ہے۔ جنھوں نے پورے

60 سال درس حدیث کی وجہ سے شیخ الکل کا لقب پایا۔ چنانچہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں۔

"مدرسے کے دوسرے معلم مولوی عبدالخالق کے داماد، شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین تھے جن کے علم و فضل کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی نے ہجرت کے وقت افادہ و افتاء اور تدریس کی خدمت ان کے سپرد کر کے خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تھا" (مولوی نذیر احمد دھلوی احوال و آثار ص 46)

اسی طرح شاہ شہید رحمہ اللہ نے جس محنت و کاوش سے تقلیدی جمود کا نظری و عملی طور پر استیصال کیا تھا۔ آگے بڑھ کر حضرت شیخ الکل اور پھر ان کے تلامذہ و رفقاء ہی نے اس مشن کی تکمیل کی۔ شرک کی جگہ توحید' تقلید و بدعت کی بجائے اتباع سنت' اوہام پرستی کی جگہ ایمان و یقین کی دولت، غلامی کی بجائے آزادی و حریت کا جو درس ان حضرات نے دیا۔ اس سے کون واقف نہیں ؎

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

ہم یہاں زیادہ تفصیل میں جائے بغیر صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث کی نشر و اشاعت اور ترویج میں ان حضرات کا کیا حصہ ہے۔ پہلے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت میاں صاحب نے 60 سال تک دہلی میں بیٹھ کر ہنگامہ درس جاری کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ :

"میں نے تو صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں کر دیا ہے"

آپ کے تلامذہ کی تعداد آپ کے سوانح نگار نے پانچ سو تک نام بنام لکھی ہے۔ اور محدث ڈیانوی اور مولانا عبدالحی الحسنی نے محققین کاملین کی تعداد ایک ہزار اور باقی تلامذہ کی کئی ہزار ذکر کی ہے۔ (مقدمہ غایۃ المقصود ص 13 'نزھۃ الخواطر ص 526 ج 8)
ظاہر ہے کہ جس محدث نے دہلی جیسے مرکز علم میں 60 سال تک درس دیا ہو۔ اس کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں کیا ہزاروں تک کیوں نہ ہو گی۔ حضرات آتے اور حسب

استعداد کسب فیض کر کے اپنے اپنے مقام مقدر پر جا کر تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جاتے۔ یوں تو ان بزرگوں نے بیسیوں مراکز قائم کئے (1) لیکن وہ مقامات جنہیں مرکزی حیثیت حاصل ہوئی اور جن سے قال اللہ و قال الرسول کی صدا ہر سو پھیلی۔ ان کی ضروری تفصیل حسب ذیل ہے۔

امر تسر

صوبہ پنجاب کا اہم مقام ہے۔ جہاں امام الہدیٰ و الیقین، رئیس الا تقیاء و الکاملین، خلاصۃ اہل العرفان والمتخلق بمقام الاحسان' حضرت الشیخ العلامہ' قدوۃ اہل الاستقامہ' مولانا عبد اللہ غزنویؒ جلوہ افروز تھے۔ اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ان کا مولد و مسکن قلعہ بہادر خیل تھا جو غزنی کے مضافات میں واقع ہے۔ 1230ھ بمطابق 1811ء میں پیدا ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام محمد اعظم رکھا۔ مگر آپ نے اپنا نام عبد اللہ رکھ لیا' فرمایا کرتے تھے۔

"محمد کا اسم گرامی حضور علیہ السلام ہی کو زیبا ہے جو تمام کائنات سے زیادہ عظمت رکھنے والے اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں میرا نام عبد اللہ ہی بہتر ہے۔"

بچپن میں غزنی کے علماء سے تعلیم کا آغاز کیا۔ تکمیل شیخ حبیب اللہ قندھاری مرحوم سے کی۔ جو حضرت شاہ شہیدؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ توحید اور اتباع سنت پر ثابت قدمی کے نتیجہ میں علماء سوء نے حکام سے سازباز کر کے انہیں جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔ پھر اس راہ میں جو اذیتیں اٹھائیں، ان کے تصور سے دل دہل جاتا ہے۔ غزنی سے نکل کر سوات، وہاں سے کوٹھہ اور پھر ہزارہ تشریف لے گئے۔ اسی سفر کے دوران حضرت

---

(1) مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مرحوم نے 1935ء میں جو رپورٹ اس سلسلے میں مرتب کی۔ اس میں انہوں نے دو سو سے زائد مدارس کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں "اہلحدیث کی علمی خدمات"

مولانا غلام رسولؒ قلعہ میہاں سنگھ سے ملاقات بھی ہوئی۔ مضافات گجرات میں ایک فقیر منش بزرگ کی خدمت میں پہنچے تاکہ ان سے دریافت کیا جائے کہ حدیث کہاں سے پڑھیں جب اس نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا :

"دو شخص محمدیؐ نمونہ صحابہ کرامؓ چلے آتے ہیں، مجھے کپڑا دو، اور ان کے لئے فرش بچھا دو۔ ملاقات پر اس بزرگ نے دہلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جنت اس طرف ہے۔ اس شخص کے لباس کو دیکھ کر بھول نہ جانا۔ وہ مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسینؒ ہے اس سے پڑھنا"(1) (سوانح مولانا غلام رسولؒ ص52)

بالآخر دونوں بزرگ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ 1857ء کا زمانہ تھا۔ قتل و غارت کا بازار گرم تھا بلکہ مسجد کے صحن میں گورا فوج کی گولیاں آتیں مگر یہ بزرگ نہایت اطمینان سے حدیث پڑھنے میں مصروف رہتے۔ فراغت کے بعد وطن واپس لوٹے مگر دوبارہ جلاوطن کر دیئے گئے کچھ مدت پشاور قیام کیا۔ پھر بعض احباب کی درخواست پر امرتسر میں ڈیرے ڈال دیئے اور توحید و سنت اور عقائد صحیحہ کی ترویج و اشاعت اور تعلیم و تعلم میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مدرسہ کا نام دارالتدریس رکھا۔ جو بعد میں مدرسہ غزنویہ کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کے دور اول میں حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور حضرت امام عبدالجبار غزنویؒ بھی اساتذہ کی صف میں شامل تھے۔ عبادات اور ذکر و اذکار میں ان کی محویت کا تذکرہ زبان زد عام ہے۔ یہی کیفیت درس حدیث میں بھی تھی۔ علامہ اقبال مرحوم نے 19 دسمبر 1922ء کو ایک مکتوب محمد دین

(1) حضرت میاں صاحب کے فضائل و مناقب اور علو مرتبت کی تفصیل کا نہ یہ موقعہ ہے اور نہ ہی اس مختصر رسالے میں اس کی گنجائش ہے۔ ہم یہاں صرف دو قول ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ جن سے حضرت میاں صاحبؒ کی جلالت شان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان میں ایک قول معروف پیر صوفی خواجہ غلام فرید کا ہے۔ خواجہ صاحب کے اقوال اور مجالس کا تذکرہ "اشارات فریدی" کے نام سے مطبوع ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے مگر چند سال قبل صوفی فاؤنڈیشن بہاولپور کی طرف سے اس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس میں منقول ہے : =

فوق کے نام ان کے بیٹے کی تعزیت کے سلسلے میں لکھا ہے۔ جس میں وہ تحریر کرتے ہیں :

"مولوی عبداللہ غزنویؒ درس حدیث دے رہے تھے کہ ان کو اپنے
بیٹے کے قتل کیے جانے کی خبر ملی(1) ایک منٹ تأمل کیا۔ پھر طلباء کو

= حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے ؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آجکل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کی کوئی نظیر نہیں۔ نیز وہ اس قدر بے نفس ہیں کہ اہل اسلام کے کسی فرقے کو برا نہیں کہتے۔ اگرچہ لوگ ان کو منہ پر برا بھلا کہتے ہیں۔ لیکن وہ کسی کو برا نہیں کہتے۔ (اشارات فریدی مترجم مکتوب نمبر85ص796)

ان کے علاوہ مولانا سید امیر علی حنفی مرحوم اپنی سند بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

إن إسنادى اتصل إلى الشيخ الإمام المصنف رحمه الله تعالى عن شيخنا الإمام شرف الانام الزاهد العابد العالم الربانى الذى ما أحسبنى رأيت مثله بعينى هاتين مولانا سيد نذير حسين الدهلوى (........) الخ (التذنیب ص34)

یعنی میری سند شیخ امام مصنف (تقریب التہذیب حافظ ابن حجرؒ) تک ہمارے شیخ مولانا سید نذیر حسینؒ کے واسطہ سے پہنچتی ہے وہ ایسے امام زاہد، عابد اور عالم ربانی ہیں کہ میری آنکھوں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔"

انہی دو اقوال سے حضرت میاںؒ صاحب کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان کے تذکرہ حمیدہ کے لئے ع

سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

(1) قتل نہیں بلکہ وفات کی خبر کہنا چاہئے۔ ملاحظہ ہو (فقہاء ہند تیرہویں صدی ہجری جلد دوم ص180)

مخاطب کر کے کہا "برضائے اوراضی ہستیم بیائید کہ کار خود کنیم" (ہم اس کی رضا پر راضی ہیں، آؤ ہم اپنا کام کریں) یہ کہہ کر پھر درس میں مشغول ہو گئے۔" (انوار اقبال ص 71، 72)

حضرت مولانا عبداللہ غزنویؒ کے بعد اس مدرسہ کا انتظام و انصرام ان کے صاحبزادوں اور غزنوی خانوادے نے کیا۔ جن میں حضرت الامام عبدالجبار غزنویؒ، مولانا عبدالاول غزنویؒ، مولانا عبدالواحد غزنویؒ، مولانا عبدالرحیم غزنویؒ رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یوں تو سارے ابنائے غزنویہ اپنے والد گرامی کے صحیح جانشین تھے۔ مگر ان میں سے حضرت مولانا عبدالجبارؒ غزنوی سب سے فائق تھے۔ تقویٰ و طہارت، زہد وورع، علم و فضل میں ان کی نظیر مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔ زبان و بیان میں تاثیر کا یہ عالم تھا کہ علامہ شبلی نعمانیؒ جب ایک بار ان کی مجلس سے واپس لوٹے تو اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"جس وقت وہ شخص اپنی زبان سے اللہ کا نام لیتا تھا۔ تو بے اختیار جی چاہتا تھا کہ سر ان کے قدموں پر رکھ دیجئے" (پرانے چراغ ص 276 جلد 2 وغیرہ)

اس مدرسہ سے جن حضرات نے کسب فیض کیا۔ ان میں ابنائے غزنویہ کے علاوہ خانوادہ علمائے خان پور، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا عطاء اللہ لکھوی، مولانا نیک محمد، مولانا محمد حسین ہزاروی، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالکریم فیروز پوری، مولانا فیض اللہ بھوجیانی، مولانا فقیر اللہ مدراسی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بلکہ پنجاب میں تو کوئی صاحب علم ایسا نہیں جس کا بالواسطہ یا بلاواسطہ اس "مدرسہ غزنویہ" کے فیض یافتگان میں شمار نہ ہوتا ہو۔ آج بھی لاہور میں شیش محل روڈ پر "تقویۃ الاسلام" اپنی یاد تازہ کر رہا ہے۔ مگر اب وہ رونق کہاں۔

لکھو کے ضلع فیروز پور

یہ گاؤں علاقہ پنجاب کے مشہور ضلع فیروز پور سے بہ جانب مغرب 14 میل دور واقع ہے۔ جہاں خاندان لکھویہ کے جد اعلیٰ حضرت حافظ احمد بن حافظ محمد امین فروکش ہوئے۔ انہی کے گھر 1201یا1202ھ بمطابق 1786ء حافظ بارک اللہ پیدا ہوئے جہاں حافظ احمد نہایت متقی اور پرہیز گار عالم دین تھے وہاں ان کی اہلیہ محترمہ بھی نہایت صالح خاتون تھیں۔ جس کا اندازہ آپ اسی سے لگا لیجئے کہ وہ اپنے لخت جگر بارک اللہ کو ہمیشہ باوضو ہو کر دودھ پلایا کرتی تھیں۔ پورا گھرانہ بلکہ خاندان نسلاً بعد نسلٍ علم و عمل کا گہوارہ چلا آرہا تھا۔ خیر و صالحیت کے اسی ماحول میں موصوف پروان چڑھے اور بالآخر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ اور ہر معاملہ میں درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کی اولاد میں سب سے بڑے صاحبزادے کا نام محمد تھا۔ جو بعد میں حافظ محمد لکھویؒ کے نام سے معروف ہوئے۔ سنہ پیدائش 1221ھ تا 1225ھ کے درمیان ہے۔ ابتدائی علوم گھر پر اپنے والد گرامی سے پڑھے۔ پھر کچھ عرصہ لدھیانہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے فراغت کے بعد دہلی پہنچ کر حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ، ان کے بعد مولانا احمد علیؒ سہارنپوری سے سند حدیث حاصل کی۔ انہی دنوں دہلی میں شیخ الکل میاں نذیر حسینؒ کا غلغہ درس بپا تھا۔ ان کی خدمت میں پہنچے تو بس پھر انہی کے ہو رہے۔

توحید کا سبق تو ورثہ میں ملا تھا۔ اب اس کے ساتھ ساتھ اتباع سنت کا جذبہ بھی بھڑک اٹھا۔ واپس اپنے گاؤں پہنچے تو باقاعدہ "الجامعۃ المحمدیہ" کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جس سے بے شمار حضرات نے کسب فیض کیا۔ اور برصغیر کے اطراف واکناف میں جا کر اصلاحی، تبلیغی، تدریسی اور تصنیفی خدمات سرانجام دیں۔ جن میں انہی کے صاحبزادے مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھویؒ، ان کے برادرزادے مولانا عبدالقادر بن حکیم محمد شریف بن حافظ بارک اللہ رحمہم اللہ، مولانا رحیم بخشؒ لاہور، مولانا عبدالاول غزنویؒ، مولانا عبدالتواب ملتانیؒ، مولانا محمد، مصحح مطبع انصاری، مولانا غلام نبی

سوہدرویؒ، مولانا حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ، مولانا الٰہی بخشؒ، مولانا ابو داوٗد عبداللہ بن احمد بابر خانویؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت حافظ محمد لکھوی مرحوم نے تبلیغ و تدریس کے علاوہ قرآن پاک کی تفسیر پنجابی نظم میں بعنوان تفسیر محمدی لکھی۔ احوال الآخرت، زینت الاسلام بھی آپ کی مشہور زمانہ تصانیف ہیں اور علاقہ پنجاب کے تقریباً ہر گھر میں پڑھائی جاتی رہی ہیں ان کے علاوہ حواشی سنن ابی داوٗد اور تعلیقات علی مشکوٰۃ المصابیح کا ذکر بھی ان کی تصانیف میں ملتا ہے۔ جن کا تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ اپنے مقام پر آئے گا۔

حافظ صاحب موصوف 1311ھ میں انتقال فرما گئے۔ ان کے بعد ان کی مسند پر ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن جلوہ افروز ہوئے جو حضرت مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کے تربیت یافتہ اور حدیث میں حضرت میاںؒ صاحب کے تلمیذ تھے۔ اور اکابر اصحاب علم و عمل میں شمار ہوتے تھے۔ مگر ایک سال بعد 1312ھ میں حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو 13 صفر 1313ھ مدینہ منورہ میں بحالت نماز سجدہ میں وفات پائی۔ ان کے بعد "المدرسۃ المحمدیہ" کی مسند حافظ محمد لکھویؒ صاحب کے برادرزادے مولانا عبدالقادر نے سنبھال لی۔ وہ عمر میں مولانا عبدالرحمٰن سے بڑے تھے۔ بلکہ جب کوئی شخص ان سے مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوتا تو آپ مولانا عبدالقادر صاحب کی خدمت میں بھیج دیتے اور فرماتے کہ :

"وہ علم و عمل میں مجھ سے بڑے ہیں۔ اور مسائل کو خوب حل فرماتے ہیں' ان سے مسئلہ دریافت کرو"۔

مولانا عبدالقادر لکھوی مرحوم نے 50 سال تک درس دیا اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ علمی و روحانی کیا۔ جن میں امام عبدالوہاب دہلویؒ' حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ، شیخ الوقت مولانا کمال الدینؒ، سید محبوب شاہؒ، حافظ غلام محمدؒ، مولانا خدا بخشؒ، مولانا نور احمد لکھویؒ' آپ کے صاحبزادگان مولانا سعد اللہ لکھویؒ صاحب ترکیب القرآن' شیخ پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھویؒ، مولانا عبداللہ کھپیانوالیؒ ، مولانا محمد حسین

لکھویؒ، صاحبزادہ حضرت حافظ محمد لکھویؒ جیسے اعیان شامل ہیں۔

محدث پنجاب مولانا عبدالقادرؒ کے بعد انہی کے صاحبزادے شیخ پنجاب حضرت مولانا عطاء اللہ لکھویؒ نے اس مسند کو رونق بخشی۔ جنہیں صرف و نحو، فقہ ومعانی، منطق اور فلسفہ پر مجتہدانہ بصیرت حاصل تھی۔ 40 سال تک تدریسی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ بلکہ لکھوی خاندان کی تدریسی شہرت آپ ہی کی مرہون منت ہے۔ بے شمار حضرات اور بڑے بڑے اعیان نے آپ سے استفادہ کیا۔ جن میں مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ، مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانیؒ، مولانا عبداللہ بھوجیانیؒ، سید مولا بخش کومویؒ، میاں محمد باقرؒ، مولانا عبدالقادر حصاریؒ، مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالویؒ، مولانا محی الدین لکھویؒ، مولانا معین الدین لکھویؒ، مولانا عبدالقادر زیرویؒ، مولانا حافظ احمد اللہ بڈھیمالویؒ، مولانا محمد اسحاق گوہڑویؒ، مولانا محمد کنگن پوریؒ زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ 40 سال کے طویل عرصہ میں کسب فیض کرنے والوں کا شمار کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ 7 ربیع الاول 1372ھ بمطابق 26 نومبر 1952ء اوکاڑہ میں انتقال فرمایا۔ ان کے بعد آج بھی اوکاڑہ میں یہی جامعہ محمدیہ اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے صاحبزادوں میں سے مولانا حبیب الرحمٰن کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب، مولانا حافظ شفیق الرحمٰن صاحب اور مولانا حافظ عزیزالرحمٰن صاحب نے ان کی مسند کو آراستہ کیا اور اب بھی مولانا حافظ شفیق الرحمٰن صاحب رینالہ خورد میں درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ خاندانی روایات کے مطابق قائم کئے ہوئے ہیں۔

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کی زمین علماء کے مولد و مسکن کے اعتبار سے بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے۔ حضرت مولانا سید میر حیدرؒ، مولانا غلام رسولؒ قلعہ میہاں سنگھ، مولانا غلام نبی سوہدرویؒ واولادہ، مولانا فضل الٰہیؒ، مولانا صوفی محمد عبداللہؒ، مولانا علاؤالدینؒ جیسے

اعیان واقران اسی سر زمین کے درخشاں ستارے ہیں اور خاص طور پر وزیر آباد کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب محدث پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنانؒ نے وہاں آکر ڈیرا ڈالا تو اس چھوٹے سے قصبہ کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی۔

حافظ عبدالمنانؒ صاحب 1267ھ میں بمقام کرولی تحصیل پنڈ دادن خاں (جہلم) میں پیدا ہوئے۔ سات سال کے تھے کہ والدین نے سکول میں داخل کروادیا۔ لیکن دوسرے سال ہی نزول الماء کے عارضہ میں نظر سے محروم ہو گئے۔ چند سال بعد والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو حصول علم کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ ابتدائی تعلیم دریائے جہلم کے کنارے ایک گاؤں احمد آباد میں مولانا قادر بخشؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد سید فاضل شاہؒ سے کنز قدوری اور مولوی برہان الدین سے کافیہ' شافیہ، شرح ملا جامی اور کچھ منطق کے رسائل پڑھے۔ پھر بنوں کے موضع "چکی شیخ" میں مولانا گل احمد سے ملاں حسن اور خیالی جیسی منطق و عقائد کی کتابوں کی تکمیل کی۔ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

وہاں سے فارغ ہو کر حج بیت اللہ کے ارادہ سے کالا باغ کا رخ کیا۔ وہاں سے بذریعہ کشتی سندھ میں پیر محفوظ اللہؒ صاحب کی خدمت میں پہنچے جو حضرت مجدد سرہندیؒ کے خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہی کی معرفت میر مراد علی خاںؒ والی ریاست خیر پور پہنچے۔ جنہوں نے سفر حج کے لئے پانچ صد روپے ہدیۂ پیش کئے۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ اس وقت آپ کی عمر 17 سال کی تھی۔ حج سے فارغ ہو کر بمبئی پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات شیخ سلیمان شریفؒ یمنی سے ہوئی۔ جنہیں بخاری شریف حفظ تھی۔ اسی سے انہیں بھی حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہوا تو حدیث کی مشہور کتاب مشارق الانوار کو صرف 41 دنوں میں ازبر کر لیا۔ جب کہ روزانہ اسے یاد کرنے کیلئے صرف ایک گھنٹہ دیتے تھے۔ بمبئی کے بعد آپ مدراس اور مالابار بھی گئے۔ اور وہاں کے متعدد علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ جن میں مولانا عبدالشکورؒ تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، مولانا عبدالرحمنؒ پانی پتی، مولانا بشارت اللہ کابلیؒ، مولانا

عبدالحق بنارسیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبدالحق بنارسیؒ علامہ شوکانیؒ کے شاگرد تھے۔اور بڑے پائے کے عالم تھے۔ان سے استفادہ بھی کیا۔اور سند بھی حاصل کی۔ مولانابنارسیؒ نے ایک تعارفی خط حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب کے نام لکھ دیا۔ چنانچہ ایک سال بھوپال میں گزارا۔ وہاں سے دہلی کارخ کیا۔ جہاں حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کا غلغہ درس جاری تھا۔ دوران سفر کانپور میں مولانا شہدالدینؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے میاں صاحب کی طرف سفارشی خط بھی لکھ دیا۔ بالآخر 1288ھ 21سال کی عمر میں حضرت میاںؒ صاحب سے سند فضیلت حاصل کی۔ وہاں سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں قرولی پہنچے تو علاقہ کے علماء سے خوب خوب مباحثوں کا آغاز ہوا۔ کچھ دن وہاں قیام کے بعد لاہور تشریف لے گئے وہاں ایک سال مسجد چینیاں والی میں درس دیتے رہے۔ پھر حضرت مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کی خدمت میں امر تسر پہنچے۔ اور پورے دو سال ان سے کسب فیض کرتے رہے۔ یہاں ان کی ملاقات مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھویؒ سے بھی ہوئی۔ وہاں سے واپسی کے بعد بمانوالہ ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوئے۔اور سلسلہ درس شروع کیا۔ مولاناامام خاں نوشہروی رقمطراز ہیں :

"بمانوالہ کسی زمانہ میں علم و تبلیغ کا بے مثل ادارہ تھا"

(اہلحدیث کی علمی خدمات ص181)

چوہدری محکم الدینؒ اس کے بانی اور سرپرست تھے۔اس کے بعد انہوں نے وزیر آباد کو اپنا مرکز بنایااور "دارالحدیث" کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں 42سال تفسیر و حدیث کا درس دیا۔35 مرتبہ سے زیادہ صحاح ستہ مکمل پڑھائی۔ پنجاب کے علاوہ سندھ ،بنگال، بہار، کابل اور شام تک کے تشنگان علم حاضر ہو کر کسب فیض کرتے۔

اسی دوران ایک بار اپنے شیخ حضرت میاںؒ صاحب کی ملاقات کے لئے پھر حاضری دی۔ ان دنوں حضرت میاںؒ صاحب کی بینائی جاتی رہی تھی۔ حافظ صاحب نے پوچھاکہ کیا مجھے پہچان لیاہے تواس پر میاںؒ صاحب نے فرمایا :

"میں نے تمہیں پہچان لیا ہے تم عبدالمنان ہو۔ پنجاب میں تین شخص

میرے دل کی راحت کا باعث بنے ہیں۔ ایک عبدالمنانؒ تم ہو دوسرے عبدالجبار غزنویؒ اور تیسرے مولوی محمد لکھویؒ۔ سب شاگردوں سے بڑھ کر ان ہی تلامذہ نے میرے فیض کو چاروں طرف پھیلایا ہے۔ اس کے بعد حافظ صاحبؒ کی درخواست پر میاںؒ صاحب نے اپنی پگڑی اتار کر حافظ صاحب کے سر پر رکھی اور فرمایا عبدالجبار کرتا لے گیا تھا تم یہ پگڑی لے جاؤ۔" (الاعتصام 12 اپریل 1974ء)

بے شمار حضرات نے زانوئے تلمذ طے کئے۔ مولانا سید عبدالحئؒ لکھتے ہیں:

"اخذ عنه خلق لا يحصون بحد وعد"

کہ ان سے بے حد وحساب خلق خدا نے علم حاصل کیا۔ (ثقافت ہند ص 142)

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ ساقی کوثر سنت وزیر آباد میں آیا
اٹھا کر فیض دہلی سے یہاں پنجاب میں آیا

یہ چشمہ آب رحمت کا وزیر آباد سے نکلا
ثنائی ابر رحمت بھی اسی سے آب لے نکلا

ثناء اللہ اس گلزار کا گلچیں نظر آیا
براہیمی بھی اسی سے رنگ دکھلایا

وہ نابینا تھا لیکن بیناؤں کا رہبر تھا
عصا توحید رکھتا تھا ضیاء سنت سے انور تھا

گویا ان کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ شیر پنجاب حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ میر سیالکوٹی جیسے یگانہ روزگار بھی انہی کے فیض یافتگان میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ پورا پنجاب جن کے فیوض وبرکات سے متاثر ہے' انہی کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ جن میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، مولانا محمد علی لکھویؒ، مولانا

عبدالمجیدؒ سوہدروی، مولانا قاضی عبدالرحیمؒ قاضی کوٹ، مولانا عبدالعزیزؒ بن مولانا غلام رسولؒ قلعہ میہاں سنگھ مولانا نوراحمدؒ شورکوٹی، مولانا محمد عبداللہؒ کھپیانوالی، میاں محمد باقرؒ، مولانا عمر دینؒ وزیر آبادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حافظ صاحبؒ کے بعد ایک وقت تک ان کی مسند پر مولانا عمر دینؒ صاحب نے درس دیا۔ مولانا دونوں ٹانگوں سے محروم مگر علم و فضل سے معمور اور اپنے اسلاف کی یادگار تھے۔ معذوری کے باوجود اپنا کام خود کرتے۔ اپنے کپڑے خود صاف کرتے بلکہ چاندی کے ورق کوٹ کوٹ کر گزر اوقات کرتے اور تعلیم و تعلم کا کوئی معاوضہ کسی سے وصول نہ کرتے۔ مگر اب ع

ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

مدرسہ احمدیہ آرہ

اپنے دور میں اہلحدیث صوبہ بہار کی یونیورسٹی تھی جس کی بنیاد 1880ء میں حضرت مولانا ابو محمد ابراہیمؒ آروی المتوفی 1320ھ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔ مولانا آرویؒ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا فضل حسینؒ بہاری لکھتے ہیں کہ :

"وہ نہایت بااخلاص، نیک نیت، سچے اور جوشیلے آدمی تھے۔ جس وقت جو امر حق ان کے ذہن میں ثابت ہو گیا۔ ایک منٹ کے لئے بھی اس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرتے تھے۔ اور نہ اس کی پرواہ کرتے کہ لوگ مضحکہ اڑائیں گے۔ ان کی نماز ان کا وعظ ایسا پر اثر تھا کہ اب ان کو نہ صرف آنکھیں بلکہ دل ڈھونڈھتا ہے۔" (الحیات بعد الممات ص 664)

سید سلیمان ندویؒ رقمطراز ہیں :

"مولوی نذیر حسینؒ کے شاگردوں میں مولوی ابراہیمؒ صاحب آروی خاص حیثیت رکھتے تھے۔ وہ نہایت خوشگوار اور پردرد واعظ تھے۔ وعظ کہتے تو خود روتے اور دوسروں کو رلاتے۔ نئی باتوں میں اچھی باتوں کو پہلے قبول

کرتے۔ چنانچہ نئے طرز پر انجمن علماء اور عربی مدرسہ اور اس میں دارالاقامہ کی بنیاد کا خیال ان ہی کے دل میں آیا۔ ان ہی نے 1890ء (1) میں "مدرسہ احمدیہ" کے نام سے ایک مدرسہ آرہ میں قائم کیا۔ اور اس کے لئے جلسہ مذاکرہ علمیہ کے نام سے ایک مجلس بنائی۔ جس کا سال بہ سال جلسہ آرہ میں ہوتا۔الخ" (حاشیہ حیات شبلی 382)

"مدرسہ احمدیہ" کے ابتدائی شیوخ میں مولانا محمد سعیدؒ محدث بنارسی کا نام آتا ہے۔ مولانا آروی سے کچھ اختلاف ہوا تو آرہ کو چھوڑ کر بنارس میں جا کر مدرسہ سعیدیہ قائم کیا۔ بلکہ ان کے زیر درس طلباء بھی ان کے ہمراہ بنارس چلے گئے۔ مولانا بنارسیؒ کے علاوہ یہاں وقتاً فوقتاً مولانا محمد اسحٰقؒ فخر غازی پوریؒ، مولانا عبدالعزیزؒ روانوی اعظم گڑھی۔ مولانا عبدالغفار مہدانوی مولانا عبدالنور دربھنگویؒ، مولانا نذیرالدین احمد بنارسیؒ، مولانا عبدالقادرؒ مئو کے علاوہ مولانا قاضی محمدؒ مچھلی شہری اور استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ نے بھی درس دیا۔ 1314ھ میں جب قاضی محمد صاحبؒ نے آرہ کو اپنی آمد کا شرف بخشا تو :

"مدرسہ مرجع خلائق بن گیا۔ حوالی اور مدرسہ کے اساتذہ ہار بنے ہوئے تھے جس میں حدیث کا یہ چاند ضیاپاشی کر رہا تھا۔"

(تراجم علمائے اہلحدیث ص 307)

استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہؒ غازی پوری پہلے "مدرسہ چشمہ رحمت" غازی پور میں پڑھاتے تھے۔ اس مدرسہ کے بانی مولانا رحمت اللہ فرنگی محلی تھے۔ اور مسلکاً حنفی تھے۔ اور یہ مدرسہ بھی احناف کے عظیم مدارس میں شمار ہوتا تھا۔ خود حافظ صاحب مولانا رحمتؒ اللہ کے شاگرد تھے اور اپنے شیخ کے نقش قدم پر تھے۔ 1290ھ تک عموماً یہی حالت تھی۔ مگر اس کے بعد طبیعت میں براہ راست اتباع سنت کا جذبہ موجزن ہوا۔ جس

(1) 1890ء نہیں بلکہ 1297ھ تقریباً 1880ء میں قائم ہوا۔ دیکھئے روئیداد جلسہ مذاکرہ علمیہ منعقدہ آرہ 26، 27 شوال 1318ھ۔

کا سبب خود انہوں نے یوں بیان فرمایا کہ :

" مولوی تلطف حسین عظیمؒ آبادی، مولوی نعمت اللہ عظیم آبادیؒ، مولوی محمد سعیدؒ بنارسی کچھ طلباء ایسے یکے بعد دیگرے آتے گئے جو اصول فقہ حنفی پر اور فقہ حنفی پر مناقشات شروع کر دیتے اور تحقیق کا پہلو ڈھونڈنے لگے۔ اس سے پہلے کئی بار اصول فقہ پڑھا چکا تھا تو میں اس قدیم روش کے مطابق جیسے ادہار کھائے بیٹھا ہوں۔ خواہ نخواہ ہر ایک مسئلہ ہر ایک بات ہر ایک اصول اگرچہ وہ تحقیق سے گرا ہوا ہو' جواب دیتا رہا۔ پھر میں نے سوچا جو بات تحقیق سے گری ہوئی ہے خواہ مخواہ اس کی تائید کرنا یہ عقل و عدل دونوں سے بعید ہے۔ اور احادیث سے متعلق یہ کہہ دینا کہ یہ شوافع کے موافق ہے۔ اور یہ حنفیوں کے، جیسا کہ عام دستور ہے۔ اور انہی نصوص سے جو ہمارے سامنے موجود ہیں' ان اصول کو مستنبط کرتے۔ علاوہ بریں یہ اصول بھی اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان سے کام لیا جائے۔ پس ان خیالات کی وجہ سے خود بخود تقلید سے کنارہ کشی اور علم حدیث کی طرف توجہ ہوتی گئی۔ (اہلحدیث امر تسر 23 جنوری 1920ء ص 7)

خوش قسمت کہ انہی ایام میں کچھ رؤیائے صادقہ نے بھی دستگیری کی۔ تو عمل بالحدیث پر جم گئے۔ اسی کا نتیجہ ہوا پھر اہل مدرسہ اور اہل شہر سے نبھا نہ ہو سکا۔ تو مولانا عبد العزیزؒ رحیم آبادی اور مولانا حافظ ابو محمد ابراہیمؒ آروی کے اصرار پر "مدرسہ احمدیہ آرہ" کی قیادت منظور فرمائی۔ جہاں بیس سال تک یہ چشمہ رحمت جاری رہا۔ مولانا [illegible] کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ کا قیام بھی آرہ میں نہ رہ سکا تو وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔

مدرسہ احمدیہ آرہ کی عظمت کا اندازہ آپ اس سے لگا لیجئے کہ 1311ھ میں جب ندوۃ العلماء کا پہلا اجلاس ہوا جس میں مولانا آرویؒ بھی شامل تھے۔ اس کے آخری اجلاس میں علامہ شبلیؒ نعمانی نے ایک تجویز یہ بھی پیش کی کہ :

"اس امر میں سعی کی جائے کہ مدارس اسلامیہ جو کثرت سے جابجا قائم

ہیں۔ ان کو ایک سلسلہ میں مربوط کرنے کے لئے دو تین بڑے بڑے مدرسے مثل مدرسہ دیوبند، مدرسہ فیض عام کانپور، مدرسہ احمدیہ آرہ وغیرہ بطور دارالعلوم کے قرار دیئے جائیں۔ اور چھوٹے چھوٹے مدرسے ان کی شاخیں قرار دی جائیں۔ الخ" (حیات شبلی ص 382)

مولانا سید سلیمانؒ ندوی لکھتے ہیں :

"کہ 190ء میں میرے والد مرحوم مجھے اسی مدرسہ میں بھیجنا چاہتے تھے مگر تقدیر کچھ اور تھی۔"

اس مدرسہ سے جن حضرات نے کسب فیض کیا۔ ان میں مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی، مولانا شاہ عین الحق پھلواریؒ، مولوی عبدالغفورؒ حاجی پوری، مولانا ابوبکر محمد شیث جونپوریؒ جیسے اکابر علماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسی مدرسہ آرہ کا سالانہ جلسہ جب 1906ء میں منعقد ہوا۔ جس میں سینکڑوں علماء کرام نے شرکت فرمائی تو مولانا محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی نے ملک گیر کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ ان تمام اکابرین کی موجودگی میں "اہلحدیث کانفرنس" کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ جس کے پہلے صدر وہی استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہؒ غازی پوری مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ ؒ امر تسری منتخب ہوئے۔ کانفرنس کے مقاصد میں دوسرے امور کے ساتھ ساتھ تبلیغ و تدریس کا مشن بھی شامل تھا۔ چنانچہ اس کے تحت 22 عظیم الشان کانفرنسیں پورے بر صغیر کے اہم مقامات پر منعقد ہوئیں۔ 66ہزار 5صد (66500) کے قریب دینی کتب مفت تقسیم کی گئیں۔ اور 88 مدارس و مکاتب اس کی سرپرستی میں کتاب و سنت کی تعلیم دیتے رہے۔

حافظ صاحبؒ "مدرسہ احمدیہ" سے گئے تو اس کی رونق اجڑ گئی۔ بالآخر یہ مدرسہ ضلع دربھنگہ منتقل کر دیا گیا۔ اور "دارالعلوم احمدیہ سلفیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کی تاسیس مولانا عبدالعزیزؒ رحیم آبادی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی جو ہندوستان کی

عظیم درسگاہوں میں شمار ہونے لگا۔ جہاں سے سینکڑوں علماء مستفیض ہوئے۔ بلکہ آج بھی یہ اپنی روایات کو زندہ و تابندہ کئے ہوئے ہے۔ جس میں طلباء کی تعداد تین سو، مدرسین کی تعداد 25 سے زائد ہے، دارالعلوم کی طرف سے پندرہ روزہ الہدیٰ بھی شائع ہوتا ہے پہلے یہ ہفت روزہ تھا مگر بعد میں اسے پندرہ روزہ کردیا گیا۔ یہ اخبار 1940ء سے مسلسل دین وملت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

دارالحدیث رحمانیہ دہلی

دہلی عرصہ قدیم ہی سے علوم وفنون کا مرکز رہا ہے۔ یہیں مدرسہ رحیمیہ کا آغاز حضرت شاہ عبدالرحیم والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کیا۔ جس سے خاندان ولی اللہی کے علاوہ سینکڑوں تشنگان علوم نے اپنی پیاس بجھائی۔ شاہ محمد اسحاق ؒ جب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو ان کی مسند پر حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے پہلے مدرسہ پنجابی کٹڑہ میں اور پھر 1857ء کے کچھ عرصہ بعد پھاٹک حبش خاں میں درس دیا۔ اور یہاں آپ کا یہ مدرسہ، مدرسہ میاںؒ صاحب کے نام سے مشہور تھا جہاں خلق کثیر "ومایعلم جنود ربك الا هو" نے کسب فیض کیا۔ اس کے علاوہ یہاں مدرسہ علی جان "مدرسہ ریاض العلوم، مدرسہ سبل السلام، مدرسہ دارالسلام، مدرسہ سعیدیہ، مدرسہ دارالکتاب والسنۃ، مدرسہ محمدیہ، مدرسہ زبیدیہ اور مدرسہ فیاضیہ" اپنے اپنے دور میں علم کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ لیکن آخری دور میں جو شہرت "دارالحدیث رحمانیہ" کو ملی وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آسکی۔ "وذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔"

"دارالحدیث رحمانیہ" کا قیام 1339ھ بمطابق 1921ء میں امیر المجاہدین حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی تجویز اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی تحریص پر ہوا۔ اس کے بانی شیخ عبدالرحمٰنؒ اور شیخ عطاء الرحمٰنؒ رؤسائے دہلی تھے۔ جنہوں نے زرکثیر صرف کر کے باڑہ ہندوراؤ کے اندر عالیشان بلڈنگ تعمیر کروائی۔ جس

میں دارالتعلیم اور دارالاقامہ علیحدہ علیحدہ تھے۔ طلباء کے خورد و نوش کا ذمہ دار مدرسہ تھا۔ کھانا عمدہ اور اساتذہ کو معقول تنخواہ دی جاتی تھی۔ مولانا ابو یحییٰ نوشہروی لکھتے ہیں :

اس وقت ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کے تین ایسے مدرسے ہیں۔ جنہیں مدارس کے موجودہ پیمانے کے مطابق کالج کہنا چاہئے۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی، مدرسہ احمدیہ دربھنگہ..... دارالسلام عربیہ عمر آباد مدراس۔"(اہلحدیث کی علمی خدمات ص 121)

دارالحدیث کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ اس کے پہلے مدرس مقرر ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اپنے یہاں کا مدرسہ مع کتب خانہ و اساتذہ و طلبہ یہاں منتقل کر دیا۔ اس مدرسہ نے تھوڑے ہی دنوں میں معقول و منقول کی ایسی بہترین نصابی تعلیم کا ثمر پیش کیا کہ ہندوستان کے ہر خطہ سے طلباء صرف رحمانیہ کا رخ کرنے لگے۔ بلکہ حجاز و نجد سے بھی طلبہ یہاں پڑھنے آتے۔ طلبہ کے علاج معالجہ کی ذمہ داری بھی مدرسہ پر تھی۔ مدرسہ کے ممتحن حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث روپڑی تھے۔ اور 22 برس تک اس کے ممتحن رہے۔ امتحانات میں اول آنے والے طلبہ کو انعام دیا جاتا۔ اسی طرح جو پورے مدرسہ میں ممتاز ہوتا یا سال کے اندر نماز باجماعت کی پابندی میں سبقت لے جاتا اسے بھی انعامات سے نوازا جاتا۔ طلبہ کی سیر و تفریح کے اخراجات اس سے الگ تھے۔ یوں ہزاروں روپیہ کا ماہانہ خرچ صرف ایک مخلص شیخ عطاء الرحمٰن برداشت کرتے تھے۔

دارالحدیث کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ یہاں طلبہ کے لئے فن سپاہ گری کا بھی انتظام تھا۔ اور اس کی تربیت کے لئے باقاعدہ ایک استاد فن کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ جو عصر کی نماز کے بعد طلباء کو عملی تعلیم دیتا اس کا سبب صرف یہ تھا کہ دارالحدیث کے بانی شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ عطاء الرحمٰن برادران کو حضرت مولانا عبدالعزیزؒ محدث رحیم آبادی سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کا قیام دہلی میں عموماً انہی

برادران کے ہاں ہوتا۔ مولانا رحیم آبادی جہاں بے مثال عالم، عدیم النظیر مناظر اور قادر الکلام خطیب تھے وہاں ان کا تعلق جماعت مجاہدین سے بھی تھا۔ یہی جذبہ جہاد ان برادران میں بھی تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دارالحدیث علم کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی یادگار بھی تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اس کے پہلے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ میر سیالکوٹی مرحوم تھے۔ ان کے علاوہ یہاں استاذ الاساتذہ مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیثؒ تلمیذ رشید حضرت میاں صاحب دہلوی رحمہ اللہ' جامع المعقول والمنقول مولانا غلام یحییٰ صاحب کانپوریؒ، ادیب شہیر مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرنہسویؒ جیسی شخصیتیں مسند درس کی زینت تھیں' اسی دارالحدیث سے حضرت مولانا نذیر احمد رحمانیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ رحمانیؒ صاحب المرعاۃ، مولانا محمد شفیعؒ آروی، مولانا عبیداللہ پیغمبر پوریؒ، مولانا ولایت حسین، مولانا عبدالرؤف مرشد آبادیؒ، مولانا عبدالرؤف جھنڈانگریؒ، مولانا محمد عبدالرحمٰن مئویؒ وغیرہ جیسے صاحب مسند و تدریس نے استفادہ کیا۔ اسی شان بان سے یہ مدرسہ 1947ء تک قائم رہا۔ تقسیم ہند کے موقعہ پر دہلی جب ہولناک انقلاب کا شکار ہوا تو یہ مدرسہ بھی ان تباہ کاریوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ مدرسہ کے مہتمم صاحبان جناب شیخ عبدالوہاب اور شیخ حبیب الرحمٰن پسران جناب شیخ عطاء الرحمٰن مرحوم المتوفی 1938ء نے مدرسہ کی لائبریری جامعہ ملیہ کے حوالے کر دی۔ اور خود مع اہل و عیال کراچی پہنچ گئے۔ جہاں آج بھی یہ مدرسہ جمعیت اہلحدیث کراچی کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ مگر اب پہلی سی بہار کہاں۔

دارالحدیث رحمانیہ میں تعلیم و تعلم کے علاوہ ایک ماہنامہ "محدث" بھی بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا تھا۔ جس کے ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم ناظم صدیقی تھے۔ 1935ء میں ان کے انتقال کے بعد یہ فریضہ حضرت مولانا نذیر احمد رحمانی مرحوم نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اور یہ صحیفہ بھی جناب شیخ عطاء الرحمٰن کی جود و سخا کا نتیجہ تھا۔ جو صرف محصول ڈاک کے عوض ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر تقسیم ہوتا تھا۔ اس ماہنامہ

کی افادیت و اہمیت کا اندازہ آپ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مرحوم کے الفاظ سے کر سکتے ہیں :

"میں جب تک محدث کے استفسارات اور ان کے جوابات پڑھ نہیں لیتا مجھے نیند نہیں آتی۔"

مگر 1947ء کے حادثہ فاجعہ کے بعد ع

آن قدح بشکست و آن ساقی نہ ماند

مدارس ہندوستان

1947ء کے فسادات میں جو تباہی و بربادی مسلمانان ہند پر آئی وہ کسی صاحب علم و خبر سے مخفی نہیں۔ اس کی لپیٹ میں صرف مسلمان اور ان کے مساکن ہی نہیں آئے۔ بلکہ ان کے علمی و تعلیمی مراکز بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کا درد رکھنے والے حضرات نے ہمت نہ ہاری بچے کھچے افراد نے دین کی شمع اسی طرح جلائے رکھنے کا عزم کیا۔ جس طرح پہلے سر زمین ہند مسلسل اس کے نور سے منور ہوتی رہی تھی۔ چنانچہ حال ہی میں "الجامعۃ السّلفیہ بنارس" کی جانب سے "جماعت اہلحدیث کی تدریسی خدمات" کے عنوان سے جو رسالہ شائع ہوا ہے اس کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ آج بے سر و سامانی کے عالم میں بھی وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلک اہلحدیث کے چار سو سے زائد مدارس و مکاتب کتاب و سنت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور ان میں سے "الجامعۃ السّلفیہ بنارس" جامعہ رحمانیہ بنارس، جامعہ محمدیہ مالیگاؤں، جامعہ دارالسلام عمر آباد (جس کا ذکر خیر پہلے اشارۃً آچکا ہے۔ جس میں اب بھی عموماً پانچ صد طلباء زیر تعلیم رہتے ہیں) الجامعۃ الندویہ، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ (جس کا ذکر خیر پہلے بھی ہو چکا ہے) جامعہ اصلاح المسلمین پٹنہ، مدرسہ شمس الھدی بہار، مدرسہ اسلامیہ رگھوانگر، جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر، جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو، الجامعۃ الاسلامیہ فیض عام مئو اعظم گڑھ اور مدرسہ عالیہ مئو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مگر ان میں سے الجامعۃ السّلفیہ بنارس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جس کا قیام 1963ء میں عمل میں آیا۔ اور اب ان دنوں 900 سے زائد طلباء علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور 38 اساتذہ کرام قرآن و سنت اور دیگر عصری علوم کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔ الجامعۃ کی طرف سے 140 سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں مرعاۃ المفاتیح جیسی مشکوٰۃ کی عظیم شرح کی نو جلدیں بھی شامل ہیں۔ الجامعہ کا اپنا پریس ہے اور وہاں سے دو ماہنامے ایک عربی میں اور دوسرا اردو میں "مجلّہ الجامعۃ السّلفیہ" اور "صوت الجامعہ" کے نام سے شائع ہو رہے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

مدارس پاکستان

1947ء کے بٹوارے میں مسلمان لٹ پٹ کر سرزمین پاکستان وارد ہوئے اس تقسیم میں جہاں لاکھوں جانوں کی قربانی دینی پڑی وہاں مدارس علمیہ اور عظیم الشان کتب خانوں کا جو حشر ہوا وہ بجائے خود ایک المیہ ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں جب ہمارے اکابر یہاں وارد ہوئے تو دین کی حفاظت اور کتاب و سنت کی تعلیم و ترویج کو اپنے ذاتی مفاد پر فوقیت دیتے ہوئے بوریہ نشینوں کی طرح شہر بشہر اور قریہ بقریہ مدارس و مکاتب قائم کئے۔ نامساعد حالات اور سراسیمگی و پریشانیوں کے باوصف انہوں نے کتاب و سنت کی اس شمع کو مدھم نہ ہونے دیا۔ جسے ایک مدت سے ان کے اسلاف نے اپنے خون جگر سے روشن کر رکھا تھا۔

اس وقت پاکستان میں بحمد اللہ اہلحدیث مدارس و مکاتب کی تعداد دو سو سے زائد ہے جن میں الجامعۃ السّلفیہ فیصل آباد، مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور، جامعہ لاہور الاسلامیہ، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، جامعہ اثریہ جہلم، الجامعۃ الاثریہ پشاور، کلیہ دار القرآن والحدیث فیصل آباد' مرکز تربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد، جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، جامعہ رحمانیہ و جامعہ محمدیہ ملتان، دار الحدیث محمدیہ جلالپور پیروالا، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، جامعہ ابی بکر و جامعہ ستاریہ کراچی اور جامعہ سلفیہ دعوۃ الی الحق کوئٹہ خاص

طور پر قابل ذکر ہیں۔

مگر ان تمام میں سے مرکزی حیثیت الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد کو حاصل ہے۔ جو مسلک اہلحدیث کا جماعتی ادارہ ہے۔ اور وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کا صدر مقام ہے۔ جس میں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق و فلسفہ، صرف و نحو وغیرہ۔ علوم دینیہ کے علاوہ ریاضی، سیاسیات اور انگریزی زبان کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ اور تجوید و قراءت بھی موجود ہے۔ اس وقت بیس سے زائد اساتذہ کرام اور ہزار کے قریب طلبہ کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔ ضرورت اس بات کی شدید مقتضی ہے کہ کوئی صاحب ہمت اٹھے اور پاکستان بھر کے سلفی مدارس و مکاتب کا تفصیلی جائزہ مرتب کرے۔ ہمارے لئے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آزادی اور وسائل کے باوجود آج تک ہم یہ کام سرانجام نہیں دے سکے' ہندوستان کے سلفی حضرات صد مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے غلامانہ دور میں اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ اور خوب دیا۔ جنہوں نے نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے سلفی مدارس کا جائزہ بلکہ ان کی تصنیفی خدمات پر بھی ٹھوس مواد شائع کر دیا ہے۔ اور اس حقیقت کا بھی ہمیں کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہئے کہ تدریسی میدان ہی میں نہیں تصنیفی میدان میں بھی وہ ہم سے بہت سبقت لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں ان سے سبق سیکھنے، انتشار اور تفریق و تشتت سے بچا کر دین حنیف کی خدمت کی توفیق بخشے' آمین۔

قارئین کرام! برصغیر پاک و ہند میں اکابر علمائے اہلحدیث کی حدیث کی تعلیم و تعلم کے سلسلہ کی یہ مختصر داستان ہے۔ ورنہ ع

عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

خلاصہ کے طور پر حضرت میاں صاحب محدث دہلویؒ کے تلامذہ کے پہلے طبقہ میں سرفہرست جن حضرات کا نام آتا ہے۔ وہ چار ہیں۔

1۔ استاذ العلماء مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ جن کے بارے میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ :

"مولانا سید نذیر حسینؒ صاحب کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا
مجمع ان کے سوا کسی اور کو ان کے شاگردوں میں نہیں ملا۔"

(مقدمہ تراجم علمائے اہلحدیث ہند ص 33)

2- شیخ الوقت حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ۔

3- صاحب العلم والعرفان حضرت مولانا محمد لکھوی رحمہ اللہ۔

4- استاذ پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ۔

موخر الذکر تینوں حضرات کا تعلق علاقہ پنجاب سے تھا۔ اس علاقہ میں کتاب و سنت سے وابستگی اور ان کی نشرو اشاعت کا جتنا کام ہوا، سب انہی حضرات کی بالواسطہ یا بلاواسطہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان اکابرین کے بعد گو بے شمار اصحاب نے درس و تدریس کے ذریعہ علم حدیث کی خدمت کی اور خلق کثیر نے ان سے استفادہ کیا' مگر تین حضرات ان سب میں ممتاز ہیں۔ جناب مولانا محمد اسحاق صاحب بھٹی کا بیان بالکل بجا ہے کہ :

"پنجاب کے تمام مدارس میں جو مدرسین کئی سالوں سے تعلیم دے
رہے ہیں۔ وہ صرف تین بزرگوں کی تعلیم و تربیت کا ثمرہ ہیں۔ حضرت
مولانا عطاء اللہ لکھویؒ، حضرت مولانا نیک محمدؒ اور حضرت مولانا حافظ محمد
گوندلویؒ۔ اس حیثیت سے یہ تینوں بزرگ بجا طور پر استاذان پنجاب ہیں"

(الاعتصام 3 فروری 1950ء جلد 1 شمارہ 19)

اول الذکر کا تذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ثانی الذکر امر تسر میں مدرسہ غزنویہ کے سر تاج تھے۔ اور مؤخر الذکر کے بارے میں کون ناواقف ہے ع

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

آج بھی ان کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں مدارس و مکاتب کی جو بچی کھچی رونق ہے' اسے دیکھ کر یہ شعر یاد آتا ہے ؎

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

درس حدیث کا نتیجہ

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے قبل حدیث پاک سے وہ وابستگی نہ تھی جو بعد میں پیدا ہوئی۔ درس نظامی میں کتب احادیث کے اضافہ سے سنت کا شوق دن بدن موجزن ہوا۔ مولانا سید سلیمانؒ ندوی اپنے معاصر مولانا مناظر احسنؒ گیلانی کی ایک کتاب پر نقد و تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"صحاح ستہ کی تعلیم ہی کا یہ اثر ہے کہ شاہؒ صاحب کے عہد سے آج تک بحمد اللہ اس ملک میں بدعات کا زور گھٹ رہا ہے۔ اور سنت کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اور اب فقہاء بلکہ صوفیا بھی ہر عربی عبارت کے ٹکڑے کو حدیث کا رتبہ نہیں دیتے۔ اور نہ اقوال تابعین و مرسلات و منقطعات کو حدیث مرفوع و متصل کا ہم پایہ سمجھا جاتا ہے۔"

(معارف 6 جلد 54 ذی الحجہ 1363ھ دسمبر 1944ء)

درس نظامی اور طریقہ درس

آپ حیران ہوں گے کہ درس نظامی کے نام سے جو نصاب رائج الوقت تھا اس میں حدیث کی صرف ایک کتاب مشکوٰۃ تھی۔ اور تفسیر میں جلالین اور بیضاوی کے صرف اڑھائی پارے یعنی صرف سورہ بقرہ اور فقہ میں ہدایہ اور شرح وقایہ پڑھائی جاتیں۔ ان کے علاوہ چالیس پچاس کتابیں معقولات کی تھیں۔ (1) مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے

(1) یاد رہے کہ درس نظامی کے بانی بارہویں صدی ہجری کے نامور عالم ہندی ہیں۔ جو شیخ نظام الدین انصاری سہالوی المتوفی 1161ھ کے نام سے معروف ہیں۔ بات اگر صرف ان کے مرتب کردہ نصاب تعلیم تک محدود رہتی تو اس میں قدرے معقولیت تھی۔ مگر ہوا یوں کہ بعد کے دور میں اس میں بہت کچھ اضافہ ہوا، اور ان اضافہ شدہ تمام کتب کو بھی درس نظامی ہی میں باور کیا جانے لگا۔ مولانا گیلانی مرحوم نے لکھا ہے کہ اگر ان تمام کو شمار کر لیا جائے تو شاید تعداد=

"پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت "(ص 187، 188 جلد 1) میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ خالص دینیات و اسلامیات کی کل تین یا چار کتابوں پر قناعت کی جاتی تھی۔ اور پھر مشکوٰۃ یا اس سے پہلے ایک دور میں = پچاس سے آگے بڑھ جائے۔ نصاب تعلیم کی اس بے اعتدالی کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ شبلیؒ نعمانی فرماتے ہیں :

"افسوس اور سخت افسوس ہے کہ منطق اور فلسفہ جس سے اسلام کو بہت کم تعلق ہے' اس کے لئے تو صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، قال اقول، میزان، منطق، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی' میبذی، ملا حسن، ملا جلال، میر زاہد، غلام یحییٰ، حمد اللہ، قاضی مبارک، صدرا، شمس بازغہ اور شرح تجرید، یہ تمام دفتر لازمی اور ضروری قرار دیا جائے۔ اور قرآن مجید کے لئے جو مدار اسلام ہے جلالین اور بیضاوی کے اڑھائی پارے کافی سمجھے جائیں۔ واللہ تلك قسمة ضیزی"
(خطبات شبلی ص 26)

صرف اڑھائی پارے جلالین یا بیضاوی کے پڑھ لینے، اگر قرآن مجید کی بلاغت اور اس کے اعجاز و معانی کو سمجھنے کے لئے ناکافی اور یقیناً ناکافی ہیں تو حدیث میں صرف مشکوٰۃ یا مشارق الانوار پڑھ لینے سے کیا صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابو داؤد اور ترمذی کی تفہیم کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے ؟ صحیح بخاری کے تراجم اور امام ترمذیؒ کی اصطلاحات اور تفصیل مذاہب سے مکمل واقفیت ہو جاتی ہے ؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مشکوٰۃ کے بعد صرف ان امہات الکتب کے "دورہ" کا کیا مطلب ؟ اور یہ دورہ بھی ضروری نہیں بلکہ "اختیاری" طور پر چنانچہ مولانا گیلانی ہی رقمطراز ہیں :

دارالعلوم دیوبند اور اس کے متعلقہ مدارس میں حدیث کا جو دورہ ہوتا ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ حادثہ (مراد اہلحدیث اور ان کی زبان میں ترک تقلید کا فتنہ ہے۔ مگر اس "فتنہ حادثہ" کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ آخر میں خود گیلانیؒ مرحوم اور دیگر علماء ہند کے الفاظ میں پڑھ لیجئے) کے مقابلہ میں جو غیر مقلدیت کی شکل میں نمایاں ہوا۔ بطور "اختیاری مضمون" کے =

مشارق الانوار کادرس دیاجاتا تو عموماً :

"محض برکت حاصل کرنے کے لئے، اس کا مقصد مسائل کا استنباط اور فقہی مسائل کا اثبات نہ ہوتا تھا"

جیساکہ "البلاغ کراچی" کے حوالہ سے ہم پہلے نقل کر آئے ہیں۔

شیخ عبدالحق جو محدث دہلویؒ کے لقب سے معروف ہیں نے عموماً احادیث کو فقہ حنفی کے خلاف پاکر تاویل احادیث کی جو راہ اختیار کی اس کا ذکر کرتے ہوئے معروف دیوبندی عالم مولانا عبیداللہ سندھیؒ لکھتے ہیں :

اننا قرأنا اولاًالفقه الحنفی اصولا وفروعا ثم اشتغلنا بالصحاح الستة من كتب الحديث فوجدنا فيها روايات كثيرة تخالف فقهنا الذی قرأناه فرأينا الفقهاء المحدثين من الحنفية مختلفين فی امر ذلك، طائفة منهم تؤول الاحاديث الصحيحة إلى اقوال الفقهاء وآراء امامهم منهم فی بلادنا الشيخ عبدالحق الدهلوی المحدث بل وعامة اهل بلادنا"الخ

(الهام الرحمن فی تفسير القران ص ۱۲۹)

"الہام الرحمٰن" کا ترجمہ "ادارہ بیت الحکمۃ للامام ولی اللہ الدہلوی" کبیر والا ضلع ملتان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس عبارت کا جو ترجمہ حنفی مترجم نے کیا ہے وہی نقل کر دیں۔ الفاظ یہ ہیں :

ہم نے پہلے فقہ حنفی پڑھی، اصول و فروع فقہ کے، اس کے بعد صحاح ستہ حدیث کا علم حاصل کیا۔ ہم نے ایسی روایات پائیں جو ہماری فقہ سے مختلف

=حدیث کے دورے کا افتتاح کیا ....وہی دورہ گنگوہ والا دیوبند میں جاری ہے۔" (پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت ص 90 جلد2)

غور فرمایا آپ نے کہ صحاح ستہ کا دورہ بھی محض "اختیاری مضمون" کے طور پر مجبوراً جاری کیا گیا۔ تف بر تو وبر انداز تو۔

تھیں۔ اس کے بعد فقہاء حنفیہ و محدثین کا بھی آپس میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ احادیث کی تاویل کر کے فقہاء کے اقوال سے ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس قسم کا امام ہمارے ملک ہندوستان میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہے اور ہندوستان کی اکثریت علماء اسی طریقہ پر ہے"

(الہام الرحمٰن مترجم ص 57 جلد 1)

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تائید خود شیخ عبدالحقؒ کے افکار سے بھی ہوتی ہے۔ "ارجحیت صحیحین" کے اصول پر متقدمین محدثین متفق ہیں۔ جیسا کہ علامہ لکھنویؒ نے "الاجوبۃ الفاضلہ" میں صراحت کی ہے۔ مگر سب سے پہلے اس کی مخالفت علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں کی اور انہی کی رائے کو بعد کے عموماً حنفی علماء نے سینہ سے لگایا۔ شیخ عبدالحقؒ صاحب جب سفر السعادۃ کی شرح لکھنے بیٹھے تو تقلید و جمود کی حمایت میں انہوں نے صاف صاف اس اصول کو اپنایا۔ اور اس کی غرض و غایت کا اظہار بھی کر دیا' لکھتے ہیں :

"وایں سخن نافع و مفید است در غرض از شرح ایں کتاب کہ اثبات و تائید مذاہب ائمہ مجتہدین است خصوصاً مذہب حنفی و غرض شیخ ابن ہمامؒ نیز ہمیں ست" (شرح سفر السعادۃ ص 15 مطبوعہ 1292ھ)

یعنی یہ بات (کہ اختلاف روایات کی صورت میں صحیحین کی روایت کو ترجیح نہیں ہو گی) اس کتاب کی شرح میں بڑی نفع بخش اور مفید ہے' آئمہ مجتہدین خصوصاً مذہب حنفی کے اثبات و تائید کیلئے' شیخ ابن ہمامؒ کی (غرض ارجحیت کی مخالفت میں) بھی یہی ہے۔

لیجئے جناب یہ ہے مقصد اس متفقہ اصول سے انحراف کا' شیخ ابن ہمامؒ نے گو اس کا اظہار اس دور کی مصلحت کی بنا پر نہیں کیا۔ لیکن شیخ عبدالحقؒ نے اس حقیقت سے پردہ اٹھا ہی دیا ہے۔ تو اب یہی کہا جا سکتا ہے ؎

نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں
فقیہ مصلحت بین سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

فقہاء کے اقوال کو صحیح ثابت کرنے کے لئے احادیث کی تاویل کا یہ انداز شیخ عبدالحقؒ ہی کا نہ تھا، بلکہ مولانا عبیداللہ سندھی فرماتے ہیں کہ :

"ہندوستان کے اکثر علماء کی روش بھی یہی تھی"

مگر اس روش کو حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی نے ترک کر کے حدیث کو ہی اصل ماخذ قرار دیا ہے۔ اور حدیث کی بجائے فقہاء کے اقوال کی تاویل کا طریقہ اختیار کیا۔ آئمہ مجتہدین میں سے جس کسی کا قول حدیث کے موافق سمجھا اپنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث اور احناف کے مابین جو متنازعہ فیہ مسائل ہیں۔ عموماً ان میں شاہ صاحب کی رائے اہل حدیث کے موافق ہے۔ چنانچہ طہارت اور پانی کے مسائل کے علاوہ رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، وتر کی ایک رکعت، جمع بین الصلاتین، تکبیرات عیدین اور جمعہ فی القریٰ کے بارے میں شاہ صاحب کی رائے ڈھکی چھپی نہیں ہے شاہ صاحب کے اسی انداز کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھیؒ فقہاء کے طریقہ کار کی نشاندہی کے ضمن میں لکھتے ہیں :

"دوسرا گروہ فقہاء کے اقوال کی تاویل کر کے حدیث سے ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر تاویل نہیں کر سکتا تو فقہاء کا قول ترک کر کے امام مالک کا قول لے لیتا ہے۔ یا اس کے علاوہ کسی اور فقیہ کا قول لے لیتا ہے۔ طرہ یہ کہ وہ حنفی کے حنفی ہی رہتے ہیں۔" (الہام الرحمٰن مترجم ص 57)

اس کے بعد الفاظ ہیں :

"وامام هذه الطائفة الامام ولى الله"

کہ "اس جماعت کے امام شاہ ولی اللہ ہیں"

شاہ صاحب کے بعد یہی انداز عموماً ان کے تلامذہ کا ہے۔ (1) رہی سہی کسر حضرت

(1) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے انداز کی وضاحت ہم پہلے کر آئے ہیں۔ اسی طرح شاہؒ صاحب کے ایک اور نامور شاگرد بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (جنہیں حضرت مرزا مظہر جانؒ =

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے نکال دی۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر آئے ہیں۔ اور آگے چل کر یہی انداز حضرت میاںؒ صاحب محدث دہلوی اور ان کے تلامذہ کا رہا۔ جیسا کہ کسی بھی باخبر سے مخفی نہیں۔

= جاناں سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔ مرزا صاحب انہیں علم الہدیٰ اور شاہ عبدالعزیز انہیں بیہقی وقت کہہ کر پکارتے تھے۔

وہ بھی اپنے شیوخ کی طرح حنفی نقطہ نظر سے دلائل کی بنیاد پر دست کش ہو جاتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ چنانچہ تفسیر میں ایک جگہ لکھتے ہیں :

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مرفوع اور تعارض و نسخ سے محفوظ حدیث مل جائے۔ اگر امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ اس کے خلاف ہو اور دوسرے آئمہ میں سے کسی ایک امام کا رجحان اس حدیث کے موافق ہو، تو ایسی صورت میں اپنے مذہب پر اڑے نہیں رہنا چاہیے بلکہ حدیث کا اتباع واجب ہے تاکہ قرآن کے ارشاد کے انطباق سے بچا جائے کہ "بعض لوگوں نے بعض لوگوں کو رب بنا لیا ہے"۔ (تفسیر مظہری ص 62 جلد 2)

اطناب سے بچنے کیلئے ہم نے عربی عبارت کے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ ان کے اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنے آخری ایام میں وصیت فرمائی کہ :

"بعد تکبیر اولیٰ سورہ فاتحہ ہم خوانند"

"کہ میرے جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ بھی پڑھی جائے۔"

(وصیت نامہ مطبوعہ در مجموعہ وصایا اربعہ ص 146)

تفسیر المظہری ہی میں مسئلہ تحریم الضب کے بارے میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ :

"امام ابو حنیفہؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ "الضب" حشرات الارض میں سے ہے تو یہ نص صحیح صریح کے مخالف ہے۔ صاحب ہدایہ نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے میں نے اسے کہیں نہیں دیکھا۔" (المظہری ص 34 جلد 3)

تفسیر میں اسی نوعیت کی متعدد مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اکابرین دیوبند کا انداز تدریس

لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ شاہ صاحب کی اس کوشش کو نظر انداز کر کے اکابر علمائے دیوبند (جو ابھی صرف حنفی تھے) نے عموماً وہی طریقہ اختیار کیا جو شیخ عبدالحق ؒ کا تھا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر ؒ مکی جو حضرت میاں ؒ صاحب کے معاصر بلکہ مخالفین میں سر فہرست تھے۔ انہوں نے جو روش شمائم امدادیہ میں اختیار کی۔ اسے کسی صورت محمود قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جس کی تفصیل کا یہ موقعہ و محل نہیں۔ شیخ محمد اکرام مصنف سلسلہ کوثر نے ان کے انہی خصائل کی بنا پر صاف طور پر لکھا ہے کہ :

قیاس کہتا ہے کہ آپ کی وجہ سے بعض ارباب دیوبند میں وہ اصلاحی جوش جو ولی اللہٰی مسلک کی تہ میں پنہاں ہے اور شاہ اسماعیل ؒ شہید جیسے بزرگوں کی زندگی میں خاص طور پر نمایاں تھا کسی قدر کمزور پڑ گیا" (موج کوثر ص 197 مطبوعہ 1968ء)

ظلم کی انتہا دیکھئے کہ حاجی صاحب موصوف ہی کے ایک رفیق مولانا رحمت اللہ کیرانوی جب 1857ء کے ہنگامہ سے گھبرا کر مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے تو وہاں جا کر درس حدیث کو روکنے کے لئے کیا کیا کرتے رہے ؟ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے الفاظ میں پڑھیئے لکھتے ہیں :

"ایک بزرگ شیخ محمد ؒ نامی حرم محترم میں حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ اس نے ان کو حکماً اس سے ہٹا دیا۔ پھر وہ ایک مدت تک ایک حلوائی عبداللہ ؒ نامی کی دکان کی ایک کوٹھڑی میں چھپ کر حدیث پڑھاتے رہے۔ اس کو بھی اس نے جب مطلع ہوا بند کر دیا۔"

ایک دفعہ حدیث کی کتاب "سفر السعادۃ" (تصنیف علامہ مجد الدین صاحب قاموس) مکہ میں آئی اور شائقین حدیث نے اس کی ترویج واشاعت چاہی تو اس کو بھی اس نے جاری نہ ہونے دیا۔ خاکسار نے مکہ مکرمہ میں چار

مہینے رہ کر اکثر ان حالات کو۔۔۔۔۔ بچشم خود ملاحظہ کیا ہے۔ صرف سنی سنائی باتوں کو بیان نہیں کر دیا۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد 6 نمبر 10 ص 289 بحوالہ اہلحدیث اور سیاست' ص 381 طبع دوم 1986ء)

لیجئے جناب بلد امین میں بلکہ عین حرم محترم میں حدیث کا درس بند کروایا جاتا ہے۔ اور حدیث و سیرت کی کتاب سفر السعادۃ کی نشر و اشاعت میں بھی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہی ہیں۔ یہی وہ بزرگ ہیں کہ جب میاںؒ صاحب محدث دہلوی حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنے رفقاء سے مل کر انہیں گرفتار کرانے، پریشان کرنے بلکہ قتل تک کے منصوبے بنائے۔ حدیث کی اتباع میں زندگی گزارنے کا عزم رکھنے والوں کے ساتھ یہ انداز آخر کیوں اختیار کیا جاتا ہے۔ حدیث کی تعلیم اور اس کی اشاعت میں روڑے کیوں اٹکائے جاتے ہیں ؟ ۔

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

حضرت مولانا سید میاںؒ نذیر حسین محدث دہلوی کے انداز تعلیم و تدریس کا ہی نتیجہ تھا کہ چارو ناچار اکابر علمائے دیوبند کو بھی حدیث کی طرف توجہ دینا پڑی۔ ماہنامہ البلاغ کراچی کے حنفی مضمون نگار رقمطراز ہیں :

"آخری زمانہ میں حدیث کی تدریس و اشاعت سے ہندوستان میں اہل حدیث کا ایک فرقہ (1) پیدا ہو گیا تھا۔ جو آئمہ کی تقلید کی مخالفت کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے حنفی علماء میں بھی کتب حدیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ اور وہ فقہی مسائل کو احادیث کی روشنی میں ثابت کرنے پر متوجہ ہوئے۔ الخ

(البلاغ ص 25 جلد 1 شمارہ 12)

مولانا عبد الحی لکھنویؒ کے ہاں حدیث کی تعلیم کا انتظام تھا۔ خود انہوں نے حدیث

(1) اہلحدیث فرقہ نہیں۔ ان کے افکار وہی ہیں جو سلف و خلف کے ہیں۔ جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔ (الاثری)

ہی کی بنا پر بیسیوں مسائل میں علمائے احناف سے ڈنکے کی چوٹ اختلاف کیا(2)۔۔۔۔ مگر دیگر علماء احناف کو ان کا یہ انداز پسند نہ آیا تو فتویٰ داغ دیا گیا :

"الا ان له بعض آراء شاذة لاتقبل فی المذهب ۔"

"کہ ان کی بعض آراء شاذ ہیں جو مذہب میں قابل قبول نہیں۔"

ان کے برعکس انہی کے شاگرد رشید علامہ ظہیر احسنؒ نیموی نے جب اپنے استاذ سے اختلاف کرتے ہوئے علمائے احناف کی عمومی روش کو اختیار کیا تو علمائے احناف نے ان کی "مساعی" کو مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا کفارہ قرار دیا۔

(برہان دہلی جولائی 1951ء ص55)

حنفی مسلک کی تائید میں ان کی بے قراری قابل دید ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کا ایک رسالہ "ردالسکین"جو 1312ھ میں قومی پریس لکھنو سے طبع ہوا۔ اس میں ایک اشتہار اور اعلان یوں رقم فرماتے ہیں :

"یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث میں پہلے بلوغ المرام یا مشکوٰۃ شریف پڑھائی جاتی ہے۔ اور ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ ان کتابوں میں زیادہ وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعیؒ کی مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر معلم در پردہ غیر مقلد ہوتے ہیں۔ بے چارے اکثر طلبہ یہ ابتدائی کتابیں پڑھ کر مذہب حنفی سے بد عقیدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب صحاح ستہ کی نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں۔ علماء حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل درس تالیف نہیں کی کہ جس میں مختلف کتب احادیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہو۔ پھر بے چارے طلباء ابتدا میں پڑھیں تو کیا؟ اور ان کے عقائد درست رہیں تو کیونکر؟ آخر بے چارے غیر مقلد نہ ہوں تو کیا ہوں؟ فقیر نے انہی خیالات سے حدیث شریف میں آثار السنن کے نام سے ایک کتاب کی بنائے تالیف

(2) ملاحظہ فرمائیں "مسلک احناف اور مولانا عبدالحی لکھنوی" مطبوعہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد۔

ڈالی ہے۔اور ارادہ ہے کہ کتب متداولہ کے علاوہ عرب و عجم کی نایاب کتب احادیث سے حدیثیں انتخاب کر کے جمع کروں اور حاشیہ میں اسناد لکھ دوں"

قارئین سے درخواست ہے کہ علامہ نیموی کی اس "دل سوزی" پر ذرا غور فرمائیں نتیجہ کیا ہے ؟

1-بلوغ المرام اور مشکوٰۃ کے مصنفین شافعی المسلک ہیں۔اور ان میں زیادہ وہ حدیثیں ہیں جو مذہب حنفی کے خلاف ہیں۔

2-ان کو پڑھانے والے اکثر معلم غیر مقلد ہوتے ہیں۔

3-ان کتابوں کو پڑھ کر طلبہ "مذہب حنفی سے بد عقیدہ" ہو جاتے ہیں۔

4-صحاح ستہ پڑھنے سے تو ان کے خیالات اور بھی پختہ ہو جاتے ہیں۔

5-بالآخر وہ بے چارے غیر مقلد نہ ہوں تو اور کیا ہوں ؟

6-"عقائد درست" رکھنے کے لئے میں نے آثار السنن حنفی مذہب کی تائید میں لکھ دی ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ذرا یہی سوچئے کہ "عقائد درست" کرنے کے لئے جو آثار السنن لکھی گئی۔اس میں کون سے "عقائد" کے مسائل پر بحث کی گئی' اور اپنے عقیدہ کے مطابق احادیث جمع کی گئیں۔وہ طہارت اور صرف نماز کے مسائل کے متعلق ہیں یا عقائد کے ؟ مشکوٰۃ پڑھنے سے طلبہ "بد عقیدہ" ہو جاتے ہیں۔تو بتلایا جائے کہ "شافعی المسلک" کیا ہوا؟انہی احادیث پر شافعیؒ عمل کر لیں تو عقیدہ درست اور اگر نظریہ تقلید سے ہٹ کر ان پر عمل کر لیا جائے تو "بد عقیدہ" ہو جائیں۔آخر ظلم و ستم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

میں تو مصنفؒ مشکوٰۃ کی کرامت ہی سمجھتا ہوں کہ اس قدر ڈھول پیٹنے کے باوجود آج تک مشکوٰۃ داخل نصاب ہے۔اور اس کے بر عکس آثار السنن یا اسی نوعیت کی دوسری کتابوں کو وہ پذیرائی نہیں ہوئی۔جو مشکوٰۃ اور بلوغ المرام کو حاصل ہے۔ان کے مصنفین نے جو کیا' فرقہ واریت سے ہٹ کر نہایت اخلاص سے خدمت حدیث کے جذبہ سے کیا۔جس کا نتیجہ ظاہر ہے مگر علامہ نیمویؒ اور ان ہی کی اتباع میں بعض دوسرے حنفی

حضرات نے جو کیا۔ اس سے فرقہ واریت کی کھلم کھلا بو آتی ہے۔ " ہماری حدیثیں اور تمہاری حدیثیں" یہ تکرار اور انداز مشکوٰۃ یا بلوغ المرام میں قطعاً نہیں۔ ان سے ہر قاری اپنے لئے جواہرات منتخب کر لیتا ہے۔ اسی لئے ان کو جو مقام ملا وہ فرقہ وارانہ نقطہ نظر سے لکھی گئی کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکا۔

یہی انداز فکر عموماً ارباب دیوبند نے اپنایا۔ انہیں شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کے افکار سے کوئی اتفاق نہیں۔ اگر ہے تو محض زبانی جمع خرچ، دارالعلوم دیوبند کی اساس ہی دراصل شاہ صاحب کے اثرات کو کم کرنے کے لئے رکھی گئی۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا انور شاہؒ صاحب کاشمیری مرحوم کے فرزند ارجمند جناب مولانا سید انظر شاہ صاحب کاشمیری کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے ماہنامہ "الرشید" لاہور کے دارلعلوم دیوبند نمبر میں رقم فرمایا ہے چنانچہ حضرت موصوف "دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث" کے عنوان کے تحت ایک ذیلی عنوان "حنفیت اور اس کی تائید" کے تحت لکھتے ہیں :

"دارالعلوم دیوبند کے ایک نامور فاضل اور مجاہد جلیل مولانا عبید اللہ سندھیؒ صاحب نے مسلک دارالعلوم کا ایک مرتبہ تجزیہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ دارالعلوم کا اساسی مقصد حنفیت کی تائید ہے۔ بے تکلف عرض ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی کے درس سے یہ اہم مضمون اپنی مطلوبہ واقعیت کے ساتھ منصوص نہ ہو سکا تھا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ حنفی نقطہ نظر سے ہم آہنگی کے باوجود کیونکہ خود اجتہاد کا دعویٰ رکھتے تھے اس لئے حنفیت کو حضرت شاہ صاحب کی غزارۃ علمی سے ممکن و متوقع فائدہ نہیں پہنچ سکا۔ لیکن اس کمی کی دارالعلوم دیوبند نے بھرپور تکمیل کی۔ حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ نے حنفیت کی تائید کے لئے اپنے درس و تصنیف میں بے مثال کام سرانجام دیا۔ لیکن اس حقیقت کے اظہار میں بھی کوئی تامل نہ ہونا چاہئے کہ سیدنا الامام کشمیری نے

اپنی عبقریت خاص اسی مقصد شریف کے لئے اس طرح صرف فرمائی۔ کہ بقول آپ کے "میں نے حنفیت کو اس طرح مستحکم کر دیا کہ اب ان شاء اللہ سو سال تک اس کی بنیادیں غیر متزلزل رہیں گی (1) بلکہ حنفی مکتبہ فکر کی تائید میں جو کام خدا تعالیٰ نے آپ سے لیا اس کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو اس حقیقت کے بیان میں کوئی تامل نہیں تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس عہد میں حنفیت کے استحکام کے لئے پیدا کیا ہے۔" الخ

(دار العلوم دیوبند نمبر ص 314 فروری، مارچ 1976ء)

لیجئے جناب یہ ہے دار العلوم کے قیام کا اساسی مقصد۔ اس کے بعد ان حضرات کی "خدمت حدیث" کا پس منظر مخفی نہیں رہتا۔

یادش بخیر "خدمت حدیث" کا یہ پس منظر نیا نہیں پرانا ہے۔ علامہ علی قاریؒ اپنی شرح مشکوٰۃ کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"فأحببت أن اذكر أدلتهم وأبين مسائلهم وأدفع عنهم مخالفتهم لئلايتوهم العوام الذين ليس لهم معرفة بالادلة الفقهية ان المسائل الحنفية تخالف الدلائل الحنيفية"

(مرقاة ج 1ص 3)

"کہ میں نے پسند کیا کہ امام صاحب کے دلائل ذکر کروں ان کے مسائل کی وضاحت کروں اور مخالفت کرنے والوں سے ان کا دفاع کروں تاکہ عوام جو فقہی دلائل سے بے خبر ہے اس وہم کا شکار نہ ہو جائیں کہ حنفی مسائل دلائل حنیفیہ کے خلاف ہیں۔"

گویا حدیث کی شروح و حواشی کا اصل پس منظر حنفیت کی تائید و حمایت ہے۔ دین حنیف کی خدمت نہیں۔

علامہ رشید رضا مصر کے معروف عالم اور علامہ جمال الدین افغانیؒ کے تلمیذ خاص

(1) نفحۃ العنبر ص 90 میں علامہ بنوری مرحوم نے بھی ان کا یہ قول ذکر کیا ہے۔

تھے۔1912ء میں جب وہ ہندوستان تشریف لائے تو دارالعلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے۔انہوں نے وہاں کے طرز تدریس کے بارے میں بعض اساتذہ سے سوال کیا تو ادھر سے جواب ملا کہ یہاں درسی خصوصیت یہ ہے کہ جو حدیث نبوی بظاہر حنفی مذہب کے خلاف ہوتی ہے۔کوشش کی جاتی ہے کہ حنفی مذہب کو حدیث کے موافق بنایا جائے اور دونوں کے مابین تطبیق کی کوشش کی جائے۔علامہ رشید رضاؒ نے حیران ہو کر فرمایا "وهل ذلك في كل حديث" کیا ہر حدیث سے یہی معاملہ ہوتا ہے۔توانہوں نے جواباً کہا "نعم" جی ہاں۔ جس پر علامہ رشیدؒ خاموش نہ رہ سکے برجستہ فرمایا هل الحديث حنفي کیاحدیث بھی حنفی ہو گئی ہے۔یہ محض عصبیت ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

یہ ساری تفصیل نفحۃ العنبر میں دیکھی جا سکتی ہے۔جس سے دارالعلوم دیوبند کی درسی خصوصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے یہی وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف واظہار مولانا سیداحمد رضا بجنوری نے بڑے فخر سے یوں کیا ہے۔

> " تقریباً30 سال تک احادیث ورجال کا مطالعہ فرما کر حنفی مذہب کی ترجیح و تقویت کا اتنا سامان اور مواد فراہم کر دیا ہے کہ آپ سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی" (ملفوظات محدث کاشمیری ص250)

چند صفحات بعد حضرت کاشمیریؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

> "میں نے حنفیہ کے لئے اس قدر سامان جمع کیا ہے کہ آج تک مجموعی طور سے بھی تمام سلف علماء احناف سے نہیں ہو سکا۔" (ایضاً ص259)

علامہ کاشمیریؒ نے اس بارے جس قدر کوشش کی اس کا اندازہ اس سے لگا لیجئے کہ مستدرک حاکم میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں ہے کہ

"كان يوتر بركعة وكان يتكلم بين الركعتين والركعة"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے اور دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان کلام کرتے۔

اس روایت سے وتر کی ایک رکعت ثابت ہوتی ہے جو احناف کے موقف کے خلاف

ہے۔ جس کے جواب میں کیا فرمایا گیا؟ اس کی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں البتہ یہ دیکھئے کہ اس کے جواب کی فکر کس قدر علامہ کاشمیریؒ کو دامن گیر رہی۔ فرماتے ہیں :

"والحديث قوى والحنفية لم يتوجهوا الى جوابه، وهو مشكل، وقد مكثت نحواربع عشرة سنة أتفكر فيه ثم سنح لى جواب يشفي ويكفي "

(معارف السنن ص 264ج 4، العرف الشذى)

"حدیث قوی ہے۔ احناف اس کے جواب کی طرف متوجہ نہیں ہوئے یہ مشکل حدیث ہے اور میں تقریباً چودہ سال اس کے بارے میں غور و فکر کرتا رہا پھر مجھے شافی و کافی جواب سوجھا"

علامہ کاشمیری کی پریشانی ملاحظہ ہو کہ روایت قوی ہونے کے باوجود ابھی تک کسی حنفی نے اس کے جواب کی کوشش نہیں۔ مذہب پر ظاہراً یہ مشکل ہے۔ 14 سال اس کے جواب میں فکر مند رہے۔ پھر کہیں جا کر اس کا جواب سوجھا۔ اور اسی " قوی" حدیث سے جان چھوٹی(2)

حضرت مولانا محمد رسولؒ خاں صاحب کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علماء دیوبند کے ہاں وہ "صاحب العلوم والعرفان، حامی اساطین الموحدین ماحی اساطير الملحدين جامع الفيوض والبركات منبع العلوم والخیرات" کے القاب سے یاد کئے جاتے تھے۔ انہوں نے 1353ھ میں انجمن خدام الملت دیوبند کے سالانہ جلسہ میں وجوب تقلید پر جو کچھ فرمایا وہ رسالہ "قاسم العلوم" دیوبند میں طبع ہوا۔ حضرتؒ اس میں فرماتے ہیں :

"اہل حدیث اور ہم اتنے امر میں شریک ہیں کہ وہ بھی قرآن اور

---

(2) مگر یاد رہے کہ کاشمیری صاحب کے صاحبزادے اور ان کے فیض یافتگان ان کے جس انداز کو قابل فخر قرار دے رہے ہیں۔ آخر دور میں خود کاشمیری صاحب اس پر نادم و پریشان تھے۔ چنانچہ مرحوم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ : =

حدیث پڑھتے ہیں۔ اور ہم بھی۔ مگر فرق یہ ہے کہ ہم حدیث اس وجہ سے پڑھتے ہیں کہ امام کے جن اقوال کا منشا ہمیں معلوم نہیں معلوم ہو جائے۔ یعنی ہم فقہاء کے اقوال کی تائید کے لئے حدیث کا استعمال کرتے ہیں۔"

(قاسم العلوم ص25 جلد1 شمارہ11)

اس تقریر میں اور بھی بہت سی باتیں بڑی دلچسپ اور عبرتناک ہیں۔ جن پر تبصرہ اسی دور میں مرحوم اخبار "اہلحدیث" امرتسر جمادی الاولی 1357ھ بمطابق 29 جولائی 1938ء میں اور "تنظیم اہلحدیث" روپڑ 27 رجب 1357ھ بمطابق 23 دسمبر 1938ء جلد7 شمارہ41 کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ ہمیں یہاں صرف یہی عرض کرنا

"قادیاں کے جلسہ کے موقع پر نماز فجر کے وقت حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت کاشمیری صاحب سر پکڑے مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا ہاں ٹھیک ہی ہے۔ میاں! مزاج کیا پوچھتے ہو عمر ضائع کر دی۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں' دین کی اشاعت میں گزری ہے ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں، مشاہیر ہیں' جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟ فرمایا میں تمہیں صحیح کہتا ہوں عمر ضائع کر دی۔ میں نے عرض کیا حضرت بات کیا ہے؟ فرمایا ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں۔ اور دوسرے آئمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا، اور علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟" الخ (وحدت امت ص18)

اس اظہار ندامت کے بعد علامہ کاشمیری مرحوم تو سرخرو ہو گئے مگر افسوس کہ اب ان کے خلف پھر اسی کو باعث فخر سمجھ رہے ہیں۔ فوااسفا

ہے کہ دیوبند میں حدیث کی تعلیم و تدریس فقہ حنفی کی تائید کے لئے "استعمال" کی جاتی ہے۔ گویا اصل بنیاد حدیث نہیں حنفی فقہ ہے۔ حدیث صرف "استعمال" کے لئے تھی۔
"انا لله وانا اليه راجعون"

اسی نوعیت کی اور بھی کئی باتیں پیش نظر ہیں مگر پوری تفصیل کا یہ موقعہ و محل نہیں۔ ضرورت محسوس ہوئی تو ان شاء اللہ وہ بھی حوالہ قرطاس کر دی جائیں گی۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ جس سے مقصود صرف اس بات کی وضاحت ہے کہ عموماً حنفی اکابر اور دارالعلوم دیوبند کے حضرات حضرت شاہ ولی اللہ کے طریقہ تدریس و تعلیم سے متفق نہ ہوئے۔ انہوں نے اعتدال کی راہ کی بجائے پھر سے تقلید و جمود کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ حدیث کی تعلیم و تصنیف اور شروح و حواشی میں حنفیت کی ترویج و تائید اصل مقصد تھا۔ جیسا کہ ہم ماہنامہ "الرشید" کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں۔

علمائے اہلحدیث کا طریقہ

اس کے برعکس علمائے اہلحدیث نے وہی مشن اختیار کیا جو شاہ ولی اللہ ان کے صاحبزادوں اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے رواج دیا تھا۔ شاہ شہیدؒ اور ان کے رفقاء کا وہ طریقہ کیا تھا؟ مولانا عبید اللہ سندھیؒ لکھتے ہیں :

> "جب مولانا محمد اسماعیلؒ شہید نے حجۃ اللہ البالغہ امام عبد العزیزؒ سے پڑھی تو اپنے جد امجد کے طریقہ پر عمل شروع کر دیا۔ انہوں نے اپنی ایک خاص جماعت بھی تیار کر لی۔ جو حجۃ اللہ البالغہ پر عمل کرے یہ لوگ شافعیہ کی طرح رفع الیدین اور آمین بالجہر کرتے تھے۔ جیسا کہ سنن میں مروی ہے۔ اس لئے دہلی کے عوام میں شورش پھیلتی رہی۔ مگر حزب ولی اللہ کا کوئی عالم مولانا اسماعیل شہیدؒ اور ان کی جماعت پر معترض نہ ہو سکتا تھا۔" (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ طبع ثانی ص 105)

یہی بات مولانا سندھیؒ نے آگے چل کر (ص 130) پر بھی کہی ہے۔ نتیجہ واضح ہے کہ شاہ صاحبؒ کے طریقہ کے مطابق شاہ شہیدؒ نے جو جماعت تیار کی۔ ان کی مخالفت حزب ولی اللہ کا کوئی فرد نہیں کرتا تھا۔ مگر علمائے دیوبند کی ان افکار سے مخالفت ڈھکی چھپی نہیں۔ لہذا انہیں شاہ شہیدؒ اور شاہ ولی اللہ کے افکار کا امین کیوں کر باور کیا جا سکتا ہے؟

شاہ صاحبؒ کے اسی طریقہ ترک تقلید اور اتباع سنت کو حضرت مولانا سید میاں نذیر حسینؒ صاحب محدث دہلوی اور ان کے رفقاء و تلامذہ نے جاری و ساری رکھا۔ اور حدیث کی ایسی خدمات سر انجام دیں جنہیں بر صغیر کے علماء ہی نہیں بلکہ بلاد عرب کے علماء بھی خراج تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے۔

علماء اہلحدیث کی خدمات کا اعتراف اور ان کی تحسین

چنانچہ علامہ رشید رضا مصری مرحوم لکھتے ہیں:

"ولو لاعناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فى هذاالعصر لقضى عليها بالزوال من امصار الشرق۔" الخ

(مقدمہ مفتاح کنوز السنہ ص ق)

"یعنی اگر اس زمانہ میں ہمارے بھائی ہندی علماء علوم حدیث سے اعتناء نہ کرتے تو مشرقی ممالک سے علم حدیث زوال پذیر ہوتا۔"

ماضی قریب کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے کون واقف نہیں۔ ایک بار ان سے مولانا عبدالوہاب خلجی حفظہ اللہ نے انٹرویو لیا اور دوران انٹرویو ان سے یہ بھی سوال کیا کہ "مارأى فضيلتكم عن خدمات علماء اهل الحديث فى الهند" کہ علمائے اہل حدیث ہند کی خدمات حدیث کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے برجستہ جواب دیا۔

"انا حسنة من حسنات اهل الحديث فى الهند"

کہ میرا وجود علمائے اہلحدیث ہند کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

(علوم الحدیث مطالعہ وتعارف ص 57-58 مطبوعہ علی گڑھ ہند)

بر صغیر کے علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث کے حوالہ سے علامہ البانیؒ کا یہ تاریخی جملہ بلاشبہ یہاں کے علماء کے لئے باعث فخر ہے۔ مولانا خلجی کا بیان ہے کہ یہ انٹرویو آج بھی میرے پاس ٹیپ ریکارڈ میں موجود ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی نے "مفتاح السنۃ" میں تو کھلے لفظوں میں نہ صرف علماء ہند کی خدمات حدیث کا اعتراف کیا۔ بلکہ اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ اس جماعت کے مشہور اعلام میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت نواب صدیق حسن خان جیسے اعیان شامل ہیں۔ نیز یہ بھی کہ :

"وفی الهند الآن طائفة كبيرة تهتدی بالسنة فی كل امور الدين ولاتقلد احداً من الفقهاء ولا المتكلمين وهی طائفة المحدثين۔"

"یعنی اب بھی ہندوستان میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو تمام امور دین میں سنت سے رہنمائی حاصل کرتی ہے اور فقہاء و متکلمین میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتی۔ اور یہ محدثین کی جماعت ہے۔"

بلکہ انہوں نے اس بحث کے اوائل میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ :

ولايوجد فی الشعوب الاسلامية علی كثرتها واختلاف أجناسها من وفی الحديث قسطه من العناية فی هذا العصر مثل اخواننا مسلمی الهند اولئك الذين وجد بينهم حفاظ لسنة دارسون لها علی ملكانت تدرس فی القرن الثالث حرية فی الفهم ونظراً فی الاسانيد" (مفتاح السنه ص 169)

"یعنی ممالک اسلامیہ کی کثرت اور ان کی اجناس مختلف ہونے کے باوجود ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں پایا جاتا جس نے اس زمانہ میں ہمارے ہندی

مسلمانوں کی مانند حدیث سے تعلق کا تقاضا پورا کیا ہو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن میں
سنت کے حافظ پائے جاتے ہیں۔ اور وہ اس طرح حریت فکر اور اسانید پر نگاہ
رکھتے ہوئے درس دیتے ہیں۔ جیسے قرن ثالث میں دیا جاتا تھا۔"

اور یہ بات بلاریب درست اور حق ہے کہ اس طریقہ درس کا آغاز شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کیا۔ اور اسی طریقہ کو ان کی مسند کے امین حضرت مولانا سید نذیر حسینؒ صاحب محدث دہلوی اور ان کے تلامذہ ورفقاء حضرت مولانا نواب صدیق حسن خاں اور شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی رحمہم اللہ نے اپنایا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے دلائل سے ثابت کر آئے ہیں۔

اہل حدیث کی تصنیفی خدمات

حدیث کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ حدیث کی نشر واشاعت اس کی شروح و حواشی اور اس کے تراجم پر بھی خصوصی توجہ دی گئی تاکہ عربی اور اردو دان دونوں طبقوں کا براہ راست تعلق سنت سے جوڑ دیا جائے۔ ان کی انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ علامہ محمد منیر دمشقی مرحوم اسی طائفہ مبارکہ کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وهي نهضة عظيمة اثرت على باقي البلاد الاسلاميه فاقتدى
بها غالب البلاد الاسلامية فى طبع كتب الحديث والتفسير"
(النموذج من الاعمال الخيرية ص 468)

"یعنی یہ عظیم تحریک دوسرے بلاد اسلامیہ پر موثر ہوئی تو اکثر بلاد
اسلامیہ نے کتب احادیث و تفسیر کی طباعت میں ان کی اقتداء کی۔"

اس کے بعد انہوں نے حضرت نوابؒ صاحب کا نام خاص طور پر لکھتے ہوئے کہا ہے کہ :

"حاسدین اگرچہ ان کے شرف و فضل کا انکار کریں۔ مگر علم و علماء کی
خدمات میں ان کا حصہ واضح اور روشن ہے۔"

ہم یہاں اسی طائفہ مبارکہ کی حدیث پاک کے بارے میں تصنیفات اور جہود علمیہ کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں اس عنوان میں ان تصنیفات کو شامل نہیں کیا گیا۔ جو گو فی الجملہ حدیث

لور طریقہ سلف کی تائید و حمایت میں ہیں۔ مگر وہ فقہی مسائل میں باہم علمائے احناف کے ردو قدح لور مناظرہ کے زمرہ میں شمار ہوتی ہیں۔ ہم اس کا آغاز بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے کرنا چاہتے ہیں کہ وہی یہاں بر صغیر میں حریت فکر کے سب سے پہلے نقیب تھے۔ جن کی کوششوں کی بدولت مسلمانان بر صغیر حقیقی معنوں میں سنت سے آشنا ہوئے۔ جہاں پہلے درس میں صرف مشکوٰۃ یا مشارق الانوار پر اکتفاء کی جاتی تھی۔ لور معقولات کی چالیس پچاس کتابیں پڑھادی جاتی تھیں۔ اب ان کی جگہ صحاح ستہ نے لے لی۔ تقلید و جمود کی بجائے اتباع سنت کا جذبہ پیدا ہوا۔ جیسا کہ پہلے بالوضاحت گزر چکا ہے۔ تو کیوں نہ یہاں اس بحث و عنوان کا آغاز حضرت شاہؒ صاحب سے کیا جائے۔

اس تفصیل کو بیان کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت بھی کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن حضرات نے اس سلسلے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کی کوششوں کے نتائج کا ذکر ان کے اعلام کے تحت کر دینا مناسب ہوگا۔ لور باقی مساعی کا تذکرہ آخر میں کیا جائے گا۔

(وبیدہ التوفیق)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ صاحبؒ نے حدیث کی ترویج و اشاعت جس طرح درس و تدریس کے ذریعہ سرانجام دی۔ اسی طرح تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی حدیث کی خدمت کی۔ کتب حدیث میں سے لمام مالکؒ کی موطأ کو کسی بھی بڑی حدیث کی کتاب سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ اسے صحیح بخاری پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ ان کے ہاں موطا کا مقام کیا تھا؟ اس کا اندازہ آپ اس سے لگالیجئے کہ وہ اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں :

"چوں قدرت بزبان عربی یافت موطأ بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بخواند و ہرگز آن را معطل نگزارند کہ اصل علم حدیث است و خواندن آن فیض ہا دارد ما را اسماع آن مسلسل است"

(وصیت نامہ ص 50 مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکادمی سندھ)

"یعنی جب طالب علم میں عربی زبان پر قدرت حاصل ہو جائے تو موطأ امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی پڑھائی جائے اور ہر گز اسے نہ چھوڑا جائے۔ کیونکہ یہ علم حدیث کی اساس اور اصل ہے اور اس کے پڑھنے میں بہت سے فیوض ہیں اور ہمیں اس کا مسلسل سماع حاصل ہے۔

موطأ کی اسی اہمیت کی بنا پر انہوں نے اس کی دو مختصر شرحیں لکھیں۔

1-"المسویٰ" یہ عربی میں ہے جس میں غریب الفاظ کی وضاحت اور مختصراً اختلاف مذاہب کا تذکرہ ہے۔

2-"المصفیٰ" یہ موطأ کی فارسی میں شرح ہے جس میں شاہ صاحبؒ نے امام مالکؒ کے اقوال اور ان کی بعض بلاغات کو حذف کر دیا ہے۔ دونوں شرحیں گو مختصر ہیں مگر مجتہدانہ نکات کی حامل ہیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ ان دونوں شرحوں کی طباعت کا شرف سب سے پہلے فکر ولی اللہی کے امین حضرت مولانا سید نذیر حسینؒ محدث دہلوی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا سید محمد بن عارف باللہ الشیخ عبداللہ غزنوی کو حاصل ہوا۔ چنانچہ "المسویٰ" جو عربی میں ہے، پہلی بار "المصفیٰ" کے حاشیہ پر دہلی سے طبع ہوئی۔

3-"شرح تراجم ابواب البخاری" صحیح بخاری کے ترجمۃ الباب کی اہمیت سے تمام اہل علم واقف ہیں۔ تمام شارحین بخاری نے ان پر خاص توجہ دی ہے۔ بلکہ ان کے حل کے لئے مستقل رسائل لکھے ہیں۔ بخاری کے تراجم کی اہمیت کی بنا پر شاہ صاحبؒ نے بھی ان کی شرح عربی میں لکھی ہے جو 1323ھ میں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے طبع ہوئی۔ اس کے بعد اصح المطابع دہلی کی طرف سے جو صحیح بخاری شائع ہوئی اس کے شروع میں بھی اسے بطور مقدمہ چھاپ دیا گیا۔

4-"تراجم البخاری" یہ رسالہ شرح تراجم ابواب البخاری کے علاوہ ہے جو مجموعہ رسائل اربعہ میں مطبوع ہے۔ اور صرف ایک ورق پر مشتمل ہے۔

5-"اربعون حدیثاً" چالیس احادیث جمع و حفظ کرنے کے بارے میں ایک حدیث

ہے کہ جس نے میری امت کے فائدہ کے لئے چالیس احادیث یاد کیں۔ وہ قیامت کے روز فقیہ وعالم بنا کر اٹھایا جائے گا۔ اور میں اس کی سفارش کروں گا۔ یہ حدیث معمولی اختلاف الفاظ سے تقریباً تیرہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی سند صحیح نہیں۔ علامہ ابن جوزی نے العلل المتناهية (ص 111، 122، جلد 1) میں ان پر تفصیلاً نقد کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ (التلخیص ص 269) حافظ سخاوی (المقاصد الحسنۃ ص 411) وغیرہ علماء نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہر دور میں محدثین و اہل علم حضرات نے "الاربعین" کے نام سے مختلف مضامین کی یا کسی ایک ہی عنوان کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے امام عبداللہؒ بن مبارک کی تصنیف کا ذکر ملتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے بھی یہ خدمت سر انجام دی۔ ان کی یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا عبداللہ صاحب نے کیا۔ ان کے اور مولانا محمد احسن نانوتویؒ کے پریس مطبع صدیقی بریلی سے اور پھر مولانا عبدالاحد المتوفی 1920ء نے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع کیا ہے۔

6- "الفضل المبين فی المسلسل من حديث النبی الامين" انواع واقسام علوم الحدیث میں ایک نوع حدیث المسلسل ہے جس میں سند کے تمام راوی حدیث بیان کرتے ہوئے کسی مخصوص حالت یا مخصوص عمل کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث المسلسل بالمشابکۃ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں شبك بيدی ابو القاسم صلی الله عليه وسلم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی انگلیاں میرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کئے ہوئے تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا ہے اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی اسی طرح اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے شاگرد کے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا ہوا تھا۔ جسے تشبیک کہتے ہیں اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے ان کے شاگرد اور بعد کی سند کے راویوں نے اسی طرح تشبیک کی حالت میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

اس اعتبار سے مسلسل احادیث کی متعدد قسمیں ہیں۔ علامہ الکتانیؒ نے لکھا ہے کہ

مسلسل احادیث کی تعداد چار سو سے زائد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ دہلوی نے اس موضوع کی احادیث کو "الفضل المبین" میں جمع کیا ہے۔ اور یہ رسالہ مطبوع ہے۔

7-"النوادر من احادیث سید الاوائل والأواخر" اس میں جنات، خضر علیہ السلام اور بعض شرف صحبت میں مختلف فیہ معمرین کی روایات کو جمع کیا گیا ہے جنہیں وہ خود قابل حجت قرار نہیں دیتے۔ یہ رسالہ مطبوع ہے اور اس کی کچھ روایات اتحاف النبیہ ص 92 میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

8-"اتحاف النبیه فی مایحتاج الیه المحدث والفقیه "(فارسی) شاہ صاحبؒ نے سلاسل تصوف اور اس کے متعلقات کا تذکرہ اور اسناد کتب حدیث اور ان سے متعلقہ فوائد علیہ پر مشتمل "انتباه فی سلاسل اولیاء الله واسانید وارثی رسول الله" صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں سلاسل اولیاء کا تذکرہ ہے۔ اور دوسرے حصہ میں احادیث اور فقہ مذاہب اربعہ کی بعض کتابوں کی سندوں کا بیان ہے اور تیسرے حصہ میں فقہ اور اجتہاد کے متعلقہ مباحث ہیں۔

پہلا حصہ 1311ھ میں طبع ہوا تھا۔ مگر دوسرا اور تیسرا حصہ جو "اتحاف النبیہ" کے نام سے ہے۔ وہ پہلی بار ربیع الثانی 1389ھ بمطابق جولائی 1969ء میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کے حواشی اور مقدمہ سے "المکتبۃ السلفیہ لاہور" سے طبع ہوا۔

9-"الارشاد الی مهمات الاسناد" یہ بھی حدیث کی اسناد کے متعلق ہے۔

10-"الدر الثمین فی مبشرات النبی الأمین" اس میں ان مبشرات کا ذکر ہے۔ جو خواب کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود شاہ صاحبؒ کو یا ان کے نسبی و روحانی بزرگوں کو حاصل ہوئے۔ یہ رسالہ بھی مطبوع ہے۔ اس کی بعض روایات اتحاف النبیہ ص 92 میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

11-"انسان العین فی مشائخ الحرمین" حضرت شاہ صاحبؒ جب 1143ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں تقریباً دو اڑھائی سال قیام فرمایا۔ اسی

دوران حرمین شریفین کے شیوخ و اساتذہ سے بھی استفادہ کا موقع ملا۔ اور شیخ ابو طاہر سے روایت حدیث کی سعادت حاصل کی۔ انہی حرمین کے شیوخ کے حالات وواقعات "انسان العین" میں جمع کئے۔ جو فی الجملہ ان کے سلسلہ سند سے متعلق ہے۔ اسی لئے ہم اس کتاب کو یہاں کتب احادیث کے ضمن میں ذکر کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ایک مجموعہ میں مطبوع ہے۔

12- "حجة الله البالغة" یہ شاہ صاحبؒ کی نہایت اہم تصنیف ہے۔ جس میں اسرار دین کی وضاحت کے ساتھ ساتھ کتب احادیث، طریقہ محدثین اور فقہی ابواب پر مشتمل مباحث میں بہت سی احادیث کی شرح بیان کر دی گئی ہے۔ نواب صاحب لکھتے ہیں :

"ایں کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار دراں کردہ"

"کہ یہ کتاب گو علم حدیث کے متعلق نہیں مگر اس میں بہت سی احادیث کی شرح کر دی گئی ہے "(اتحاف النبلاء ص 71)

بلکہ مولانا مناظر احسنؒ گیلانی لکھتے ہیں :

"بظاہر وہ شاہ صاحبؒ ولی اللہ محدث دہلوی کی کوئی مستقل کتاب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اپنے تجربہ و تتبع کی بنیاد پر میرا یہ خیال ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مشکوٰۃ ہی کو سامنے رکھ کر ہر باب کی حدیثوں کو مجموعی نقطہ نظر سے کچھ اس طرح مرتب فرمادیا ہے کہ اسلام ایک فلسفہ کی شکل میں بدل گیا ہے۔ ایسا فلسفہ جس کی طرف نہ رہنمائی پہلوں کو میسر آئی اور نہ پچھلوں کو، اسی لئے میں حجۃ اللہ البالغہ کو عموماً مشکوٰۃ ہی کی ایک خاص شرح قرار دیتا ہوں"

(پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ص 131 جلد 1)

اہل علم کی انہی شہادتوں کی بنا پر ہم نے حجۃ اللہ البالغہ کو احادیث کی کتابوں میں شمار کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار حضرت نواب صاحب کے سسر محمد جمال الدین خاں بہادر نائب ریاست بھوپال نے اپنے خرچ سے 1285ھ میں مطبع صدیقی بریلی سے شائع کی تھی۔ اس کے بعد یہ مختلف مطابع سے شائع ہوئی۔ جب کہ 1395ھ (1975ء) میں اسے "مکتبہ سلفیہ لاہور" نے خوبصورت کاغذ و طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ "حجۃ اللہ البالغہ" کی احادیث کی

تخریج حضرت مولانا محمد مچھلی شہری مرحوم نے کی جس کا ذکر خیر آئندہ ان شاء اللہ اپنے محل پر آئے گا۔ حجۃ اللہ کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

ان کے علاوہ بھی شاہ صاحبؒ کی چھوٹی بڑی چالیس کے قریب تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن مضمون کی تنگ دامنی اس تفصیل کو بیان کرنے سے مانع ہے۔ اور نہ ہی اس کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق ہے۔

حضرت نواب صدیق حسنؒ خاں قنوجی

حضرت نواب صاحبؒ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ صدر الافاضل علامہ مفتی صدر الدینؒ، شیخ عبد الحق محدث بنارسیؒ تلمیذ علامہ شوکانیؒ، شیخ قاضی حسین بن محسن انصاریؒ(1) خزرجی، شیخ یحییٰ بن محمد الحازمی قاضی عدن، علامہ سید خیر الدین آلوسی زادہ جیسے اعلام اور اعیان سے کسب فیض کیا۔ عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں دو سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔

---

(1) آپ کا سلسلہ نسب انصار کے مشہور قبیلہ خزرج سے جا ملتا ہے۔ اسی لئے آپ حسین بن محسن انصاری خزرجی کی نسبت سے معروف ہیں۔ 1245ھ میں یمن میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں علامہ سید حسنؒ بن عبد الباری کی خدمت میں پہنچے اور ان کے پاس مسلسل آٹھ سال رہ کر تفسیر، حدیث، فقہ اور نحو وغیرہ علوم حاصل کئے۔ ان کے علاوہ اپنے بڑے بھائی قاضی محمد بن محسن، قاضی احمد بن امام محمد علی الشوکانی، شیخ محمد بن ناصر الحازمی جیسے اعیان سے کسب فیض کیا۔ تحصیل علم کے بعد پہلے وہیں اور پھر بھوپال میں مسند تدریس قائم کی۔ اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ جن میں حضرت نواب صدیق حسن قنوجی، مولانا علامہ شمس الحق ڈیانوی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا عبد العزیز رحیم آبادی، مولانا سلامت اللہ جے پوری، نواب وقار نواز جنگ، مولانا سید عبد الحی الحسنی لکھنوی، علامہ محمد طیب مکی، شیخ ابو الخیر احمد المکی، شیخ اسحاق بن عبد الرحمٰن نجدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ علامہ ڈیانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں "بحراً ذخاراً لا ساحل له" پایا مولانا سید=

حدیث پاک کی ترویج واشاعت کاایک انوکھا طریقہ یہ اختیار فرمایاکہ : کتب احادیث کے حفظ کااعلان کیا۔اور اس پر معقول انعام مقرر کیا۔چنانچہ صحیح بخاری کے حفظ کرنے پر ایک ہزار روپیہ اور بلوغ المرام پر ایک سو روپیہ انعام مقرر کیا۔جن حضرات نے اس سعادت میں حصہ لیا۔ان میں دو کا ذکر ملتا ہے۔ایک مولانا حکیم عبدالوہابؒ نابینا دہلوی۔ دوسرے مولانا عبدالتوابؒ صاحب غزنوی علی گڑھی۔ مولانا عبدالتواب صاحب نے جب تکمیل کے بعد اطلاع نواب صاحب کو دی توانہوں نے انعام کے علاوہ تاحین حیات تیس روپے ماہوار وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ مگر اس اعلان کے پندرہ روز بعد نواب صاحب داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔"

(تراجم علمائے اہلحدیث ص 247)

= ابوالحسن علیؒ ندوی لکھتے ہیں :

"شیخ حسین بن محسن انصاری کاوجود اور ان کادرس حدیث ایک نعمت خداوندی تھا۔جس سے ہندوستان اس وقت بلاد مغرب اور یمن کاہمسر بناہواتھااور اس نے ان جلیل القدر شیوخ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی' جو اپنے خداداد حافظہ، علو سند اور کتب حدیث ورجال پر عبور کامل کی بناپر خود ایک زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسین بیک واسطہ علامہ محمد بن علی شوکانی صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے اور ان کی سند حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔

یمن کے جلیل القدر اساتذہ حدیث کے تلمذ وصحبت، غیر معمولی حافظہ جو اہل عرب کی خصوصیت چلی آرہی ہے' سالہاسال تک درس اور تدریس کے مشغلہ اور طویل مصاحبت اور ان یمنی خصوصیات کی بناپر جن کے ایمان وحکمت کی شہادت احادیث صحیحہ میں موجود ہے' حدیث کا فن گویاان کے رگ وریشہ میں سرایت کر گیا تھا'اور ان کے دفتران کے سینہ میں سماگئے تھے۔وہ ہندوستان آئے تو علماء وفضلاء جن میں سے بہت سے صاحب درس و تصنیف بھی تھے۔ =

جہاں نواب صاحب نے خود حدیث اور اس کے متعلقات پر بیش قیمت کتابیں تصنیف کیں وہاں متقدمین کی کتابیں بصرف کثیر چھپوا کر قدر دانوں تک مفت پہنچائیں۔ چنانچہ فتح الباری کا قلمی نسخہ پہلے چھ سو روپے میں خرید اپھر اسے 1300ھ میں پچاس ہزار روپے خرچ کر کے مطبع بولاق مصر سے شائع کرایا۔ اسی طرح پچیس ہزار روپے علامہ شوکانی کی نیل الاوطار پر اور تفسیر ابن کثیر بھی مع فتح البیان فی مقاصد القرآن مصنفہ حضرت والا جاہیؒ پر بیس ہزار روپے صرف ہوئے۔ (تراجم علمائے اہلحدیث ص 243)

دوسری طرف صحاح ستہ بشمول موطأ امام مالکؒ کے اردو تراجم و شروح لکھوا کر شائع کرانے کا بھی اہتمام کیا۔ تاکہ عوام براہ راست علوم سنت سے فیض یاب ہوں۔ ان کی انہی کوششوں کی بدولت علمائے مصر بھی اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ جیسا کہ ہم پہلے باحوالہ ذکر کر آئے ہیں۔

حدیث پاک کے سلسلے میں خود نواب صاحبؒ کی تصانیف کا تذکرہ اور ان کا تعارف جائے خود ایک مقالہ چاہتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف ان کے اسماء اور بعض ضروری باتوں کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

1- " مسك الختام شرح بلوغ المرام" (فارسی) یہ حافظ ابن حجرؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام" کی شرح ہے۔ جس کی جلد اول 1288ھ میں اور ثانی 1290ھ میں طبع ہوئی۔ جو 1086 صفحات کو محیط ہے۔

= نے پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی' میرے استاد حدیث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکیؒ شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء جو شیخ صاحبؒ کے شاگرد تھے فرماتے تھے کہ فتح الباری جس کی 13 ضخیم جلدیں ہیں۔ اور ایک مقدمہ کی علیحدہ جلد ہے۔ شیخ صاحب کو تقریباً حفظ تھی۔

(حیات عبد الحی ص 79، 80)

سید عبد الحی نے نزہۃ الخواطر اور علامہ ڈیانوی نے مقدمہ غایۃ المقصود میں آپ کا ترجمہ لکھا ہے۔

2- "فتح العلام بشرح بلوغ المرام" بلوغ المرام کی یہ شرح عربی میں لکھی۔ جو چار جلدوں میں ہے۔ اور علامہ محمد الیمنی کی "البدر التمام" کا اختصار ہے مگر اس میں سے مذہب زیدیہ کی تفصیل ختم کر دی ہے اور اس کی جائے دیگر حدیثی فوائد کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ شرح ان کے صاحبزادے مولانا نور الحسن کی طرف منسوب کی ہے۔

3- "السراج الوهاج" علامہ المنذری نے صحیح مسلم کی تلخیص لکھی ہے۔ حضرت نواب صاحب نے اس تلخیص کی شرح عربی میں لکھی۔ جو 1299ھ میں دو ضخیم جلدوں میں طبع ہوئی۔ اس کا عکس دوبارہ "المکتبۃ الاثریہ" سانگلہ ہل کی طرف سے مولانا سید عبد الشکور صاحب مد ظلہ نے شائع کر دیا ہے۔

4- "عون الباری" علامہ ابو العباس احمد بن عبد اللطیف الشرجی الزبیدی المتوفی 893ھ نے "التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح" لکھی اسی "التجرید" کی شرح "عون الباری" کے نام سے تصنیف کی' جو 1294ھ میں طبع ہوئی۔

5- "الحرز المكنون من لفظ المعصوم المامون" (عربی) اقسام کتب حدیث میں ایک نوع "اربعون" ہے۔ جس میں چالیس احادیث جمع کی جاتی ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ ؒ کی تصانیف کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ نواب صاحب نے اس مجموعہ میں چالیس متواتر احادیث جمع کی ہیں۔ جو 1290ھ میں مطبع سکندری سے طبع ہوئی۔ اور 14 صفحات پر مشتمل ہے۔

6- "اربعون حديثا فی فضائل الحج والعمرة" (عربی) موضوع نام سے ظاہر ہے۔ یعنی حج و عمرہ کی چالیس احادیث اس مجموعہ میں نقل کی ہیں۔ جو کل آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ نواب صاحبؒ نے یہ رسالہ 1284ھ میں لکھا تھا۔

7- "تميمة الصبی فی ترجمة الاربعين فی احاديث النبی" (اردو)

8- خير القرين ترجمة اربعين۔

9- الروض البسام من ترجمة بلوغ المرام۔

10- "الادراك فی تخريج احاديث الاشراك" شاہ اسمٰعیلؒ شہید کے رسالہ

"ردالاشراک" میں جو احادیث ہیں یہ ان کی تخریج ہے جو مطبع نظامی کانپور سے 1290ھ میں شائع ہوئی۔ جو کل 32 صفحات پر مشتمل ہے۔

11- "توفيق البارى لترجمة الادب المفرد للبخارى" امام بخاریؒ کی آداب اسلام کے سلسلہ میں مشہور کتاب "الادب المفرد" کا اردو ترجمہ ہے جو مطبع مفید عام سے 1306ھ میں طبع ہوا' اور 319 صفحات پر مشتمل ہے۔

12- "بغية القارى فى ثلاثيات البخارى" الجامع الصحیح للامام البخاری کی وہ روایات جو تین واسطوں سے مروی ہیں' ان کی شرح ہے۔

13- "نزل الابرار بالعلم المأثور من الادعية والاذكار" (عربی) اس کتاب میں انہوں نے ادعیہ ماثورہ کو جمع کر دیا ہے۔ جو 1301ھ میں قسطنطنیہ سے پہلی بار طبع ہوئی۔

14- "تقوية الايقان بشرح حلاوة الايمان" (اردو) صحیحین کی مشہور حدیث "ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان" الخ' کی اردو شرح ہے۔ جو مطبع مفید عام 1302ھ میں طبع ہوئی۔ یہ 76 صفحات پر مشتمل ہے۔

15- "يقظة اولى الاعتبار فيما ورد من ذكر اهل النار" (عربی) جہنم اور اہل جہنم سے متعلقہ احادیث کو اس مجموعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

16- "فتح المغيث بفقه الحديث" (اردو) فقہ السنۃ پر مشتمل یہ رسالہ مطبع اسکندری سے 34 صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں عبادات و معاملات سے متعلقہ مسائل کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

17- "منهج الوصول الى اصطلاح حديث الرسول" (فارسی) اصول حدیث کے متعلق یہ رسالہ 234 صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع شاہجہانی سے 1291ھ میں طبع ہوا۔

18- "الرحمة المهداة الى من يريد زيادة العلم على حديث مشكوٰة" مشکوٰۃ میں مصنف نے ہر باب کے تحت تین فصلوں میں احادیث جمع کی ہیں۔ نواب

صاحبؒ نے اسی باب کی مزید احادیث کو "الرحمۃ المہداۃ" کے نام سے جمع کیا ہے۔ جسے مشکوٰۃ کے تمام ابواب کی فصل رابع کہنا چاہئے۔ یہ کتاب 1301ھ میں 352 صفحات میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر لوح پر ان کے صاحبزادے مولانا نورالحسن کا نام ہے۔ ممکن ہے "فتح العلام" کی طرح انہوں نے اس کا انتساب بھی بیٹے کی طرف کر دیا ہو۔ مولانا امام خاں نوشہروی نے "تراجم علمائے اہلحدیث" اور علمائے اہلحدیث کی علمی خدمات میں اس کا انتساب نواب صاحب کی طرف ہی کیا ہے۔ واللہ اعلم

19-"الحطة تذكرة للصحاح الستة" (عربی) صحاح ستہ کے مصنفین اور ان کی تصانیف کے متعلق معلومات افزا کتاب ہے۔

20-"اتحاف النبلاء باحياء مآثر المحدثين الفقهاء" (فارسی) ائمہ فقہاء محدثین کے تذکرہ و خدمات پر مشتمل ہے جو 1288ھ میں مطبع نظامی کانپور سے 444 صفحات پر مشتمل طبع ہوئی۔

21- "التاج المكلل من جواهرمآثر الطراز الآخر" (عربی) محدثین و فقہاء کے تراجم پر مشتمل ہے۔ جو پہلی بار 1299ھ میں مطبع صدیقی بھوپال سے طبع ہوئی۔ اور اس کا دوسرا ایڈیشن 1383ھ میں "المطبعة الهندية العربية" کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

22-"الغنية ببشارة اهل الجنية" (عربی) المطبعة المنيرية ببولاق" مصر سے 1302ھ میں طبع ہوئی۔

23- "كشف الكربة عن اهل الغربة" مشہور حدیث "بدأ الاسلام غريباً و سيعود كمابدأ فطوبى للغرباء" کی شرح ہے۔ جو 150 صفحات میں 1302ھ میں مطبع مفید عام سے طبع ہوئی ہے۔

24-"زيادة الايمان باعمال الجنان" اس رسالہ میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ جو اذکار زمانی و مکانی پر مشتمل ہیں۔ یہ رسالہ 150 صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع مفید عام سے 1302ھ میں طبع ہوا۔

25-"حسن الاسوة بماثبت من الله ورسوله فی النسوة" عورتوں سے متعلقہ تقریباً تمام مسائل جو کتاب و سنت میں مروی ہیں۔ نواب صاحبؒ نے اس رسالہ میں انہیں جمع کر دیا ہے۔ جو قابل مطالعہ ہے۔ یہ کتاب 424 صفحات پر مشتمل ہے۔ جو 1301ھ میں المطبعة الجوائب قسطنطنیہ سے طبع ہوئی تھی۔

26-"ضوء الشمس من شرح حدیث بنی الاسلام علی خمس" صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مشہور حدیث "بنی الاسلام علی خمس "الخ" کی شرح ہے۔ جو 130 صفحات میں مطبع مفید عام سے 1305ھ میں طبع ہوئی۔

27- " بلوغ المسئول من اقضیة الرسول" یہ دراصل اعلام الموقعین ص 273 جلد 2 میں وارد وہ روایات وواقعات ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کا بیان ہے۔ ایک جگہ جمع کر کے شائع کر دیئے گئے ہیں جو 71 صفحات میں ہیں۔ اور مطبع علوی لکھنو سے 1292ھ میں نیل المرام کے ساتھ طبع ہوئے۔

28-"مکارم الاخلاق ترجمہ ریاض الصالحین" علامہ نوویؒ کی مشہور کتاب ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ ہے جو مطبع مفید عام سے 1306ھ میں طبع ہوا۔ جو 319 صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا وحید الزمان خاںؒ المتوفی 1338ھ

برصغیر کے نامور علماء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ پہلے متعصب حنفی تھے۔ پھر تحقیق کے بعد تقلید کا زور ٹوٹ گیا تو کتاب و سنت کی تابعداری کا شوق بڑھ گیا۔ البتہ ان کے بعض تفردات سے شیعی عقائد کیساتھ ہم آہنگی کی بنا پر اکابر علمائے اہلحدیث نے پرزور بے زاری کا اظہار کیا ہے۔ علم حدیث حضرت میاں صاحبؒ محدث دہلوی، شیخ حسین بن محسن انصاریؒ، شیخ عبدالحقؒ بنارسی، مولانا محمد بشیر قنوجیؒ وغیرہ جیسے اساطین سے حاصل کیا۔

مولانا وحید الزمانؒ نے 1294ھ میں جب حجاز مقدس میں قیام کا ارادہ کیا تو آپ

کے برادر اکبر مولانا بدیع الزمان صاحبؒ کے ذریعہ حضرت نواب صدیق حسن خاںؒ کو اس کا علم ہوا۔ نواب صاحب مرحوم نہایت زیرک اور مردم شناس انسان تھے۔ حدیث کی نشرو اشاعت کے سلسلہ میں ان کی مساعی کسی سے مخفی نہیں ۔ وہ چاہتے تھے کہ کتب احادیث کے آسان اردو میں تراجم شائع ہوں تا کہ عوام الناس براہ راست اس سے استفادہ کر سکیں۔

چنانچہ اس کے لئے انہوں نے مولانا وحید الزماںؒ اور ان کے برادر اکبر مولانا بدیع الزماںؒ کو منتخب فرمایا۔ اور صحاح ستہ کے ترجمہ کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ اور مولانا وحید الزماںؒ کو لکھ بھیجا کہ جب تک آپ کا قیام حجاز میں رہے گا۔ پچاس روپے ماہوار برابر آپ تک پہنچتے رہیں گے۔ مولانا نے اس پیشکش کو قبول فرمایا اور یوں صحاح ستہ کے تراجم کا آغاز ہوا۔ بلاشہ یہ سارا مبارک کام مولانا وحید الزماںؒ اور ان کے بھائی کے ہاتھوں سر انجام پایا۔ مگر اس میں حضرت نواب صاحبؒ کے تعاون اور ان کے مشورہ کو بڑا عمل دخل ہے۔ بلکہ یہ سارا کام بھی دراصل انہی کے فیضان کا نتیجہ ہے۔

مولانا وحید الزماںؒ مرحوم نے گو دو درجن سے زائد کتابیں لکھیں مگر حدیث پاک کے سلسلے میں ان کی خدمات کا مختصر اًتعارف حسب ذیل ہے۔

1-" كشف المغطأ عن الموطأ" یہ حدیث پاک کی مشہور کتاب "موطأ امام مالکؒ" کا ترجمہ اور اس کی مختصر شرح ہے۔ اور یہ پہلا ترجمہ ہے جو نواب صاحبؒ کے ایما پر انہوں نے سرزمین حجاز میں لکھا۔ پہلی بار مولانا محمد غزنویؒ نے 1296ھ میں مطبع مرتضوی دہلی سے شائع کیا۔ اور پھر متعدد مطابع میں شائع ہوتا رہا۔

2-"الهدى المحمود ترجمة سنن ابى داود" سنن ابی داؤد کا ترجمہ ہے جو بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں مطبع صدیقی لاہور سے 1301ھ میں طبع ہوا تھا۔ خود مولانا اس ترجمہ کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :

1296ھ کے اوائل میں ترجمہ موطأ اور ترجمہ ترمذی(1) سے فراغت

(1) اس کا تذکرہ عنقریب آرہا ہے۔

حاصل کی، اس کے بعد دل چاہتا تھا کہ پہلے صحیح بخاری کا ترجمہ کیا جاتا۔ اور نواب (2) والاجاہ امیر الملک بہادر کا بھی یہی منشا تھا۔ لیکن کتب ضروریہ نہ ہونے کی وجہ سے بخاری کے ترجمہ کی ہمت نہیں کی۔ اور یہ ترجمہ شروع کر دیا۔ اور 24 ربیع الآخر 1297ھ روز دوشنبہ کو اس سے فراغت حاصل کی۔ (مقدمہ الہدی المحمود)

گویا مولانا وحید الزمانؒ نے اس ضخیم کتاب کا ترجمہ چودہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں مکمل کر دیا۔

3-"روض الربی من ترجمة المجتبی" یہ امام نسائی کی السنن الصغریٰ کا اردو ترجمہ ہے۔ جو دو ضخیم جلدوں میں 1302ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے طبع ہوا۔

4-"المعلم لترجمة صحيح مسلم" یہ صحیح مسلم کا ترجمہ اور اس کی مختصر شرح ہے متوسط تقطیع کی چھ ضخیم جلدوں میں 2872 صفحات پر مشتمل ہے۔ جو پہلی بار 1306ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے شائع ہوئی۔ مولانا نے اس کی تکمیل 1305ھ کے اواخر میں کی تھی۔

5-"تسهيل القاری شرح صحیح بخاری اردو" یہ صرف ترجمہ نہیں بلکہ صحیح بخاری کی شرح بھی ہے۔ مولانا کا ارادہ تھا کہ یہ شرح صحیح بخاری کی معروف تقسیم کے مطابق تیس پاروں میں لکھی جائے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا ہر پارہ علیحدہ چھپنا شروع ہوا۔ پہلا پارہ 1307ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے طبع ہوا۔ جو 833 صفحات پر مشتمل تھا۔ اس سے آپ اس کی عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ابتداء میں 41 صفحات پر مشتمل نہایت محققانہ مقدمہ ہے۔ جس میں امام البخاریؒ اور صحیح بخاری اور اس کی شروح کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ اس میں انہوں نے امام بخاریؒ تک بارہ سندوں کو بھی بیان کیا ہے۔ جس میں ایک سند نہایت عالی ہے۔ جو امام صاحب تک صرف چودہ واسطوں سے پہنچتی ہے۔

مولانا وحید الزمان جس شرح وبسط سے یہ کام کرنا چاہتے تھے ظاہر ہے اس کیلئے بڑی

---

(2) مراد حضرت نواب صدیق حسن خاں مرحوم۔

فرصت درکار تھی مگر افسوس موصوف مصروفیتوں کی بنا پر یہ اہم کام چار پاروں سے زیادہ نہ کر سکے۔

6-"تیسیر الباری ترجمة صحیح البخاری" اردو شرح صحیح بخاریؒ تو مکمل نہ ہو سکی، البتہ صحیح بخاری کا اردو ترجمہ تیسیری الباری کے نام سے مکمل کیا، جو پہلی بار 1321ھ میں حیدر آباد سے طبع ہوا۔ اور پھر کئی بار شائع ہوتا رہا۔

7-"رفع العجاجة عن ترجمة سنن ابن ماجه" یہ سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ مع مختصر شرح پر مشتمل ہے۔ جو تین ضخیم جلدوں میں 1310ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے شائع ہوا تھا۔ ابن ماجه کے ترجمہ کا آغاز دراصل ان کے برادر اکبر مولانا بدیع الزمانؒ نے کیا تھا۔ وہ ابھی کتاب الطہارۃ کے باب ماجاء فی التوقیت للمسح للمقیم والمسافر" تک ہی پہنچے تھے کہ 1304ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جس کی تکمیل احباب کے اصرار سے مولانا وحید الزمانؒ نے تسہیل القاری کی تالیف کے دوران کر دی۔

8-"جائزة الشعوذی ترجمة جامع الترمذی" جامع ترمذی کا یہ ترجمہ دراصل ان کے بڑے بھائی مولانا بدیع الزمان کا ہے۔ مگر ترجمہ ابن ماجہ کی طرح مکمل نہ ہو سکا۔ تو آخری ابواب کا ترجمہ انہی کے برادر خورد مولانا وحید الزمان خاں مرحوم نے کیا۔ جو سب سے پہلے 1296ھ میں مطبع مرتضوی دہلی سے طبع ہوا۔

9-"اشراق الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار"نور الانوار اصول فقہ حنفی کی مشہور درسی کتاب ہے۔ جس کی احادیث کی تخریج مولانا مرحوم نے "اشراق الابصار" کے نام سے کی جو 1288ھ میں مطبع مصطفائی لکھنو سے شائع ہوئی۔ جو بڑی تقطیع کے 32 صفحات پر مشتمل تھی۔ اور عربی زبان میں ہے۔

10-" احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد"(عربی) علم العقائد کی مشہور درسی کتاب "شرح العقائد النسفیہ" کی احادیث کی تخریج ہے جو بڑی تقطیع کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو 1284ھ میں مطبع علوی سے طبع ہوئی۔

11-"وحید اللغات" یہ اردو زبان میں حدیث پاک کی نہایت جامع اور مبسوط

لغت ہے جو متوسط تقطیع کی 28 جلدوں پر مشتمل ہے سب سے پہلے 1326ھ (1908ء) میں مطبع احمدی لاہور سے اس کی ابتدائی پانچ جلدیں شائع ہوئیں۔ مگر اس کے بعد صاحب مطبع شیخ احمد ساتھ چھوڑ گئے۔ اور جو طبع ہوئی تھیں۔ ان میں بھی بکثرت اغلاط تھیں۔ مولانا نے اس پر مزید نظر ثانی فرمائی۔ تو اس میں بہت سے مفید اضافے بھی کئے۔ بالآخر خود انہوں نے 1334ھ میں مطبع فیض عام بنگلور سے طبع کرایا۔ بلکہ کبر سنی میں اس کی کتابت بھی خود کی۔ اس کام کا آغاز مولانا نے 1324ھ میں کیا تھا۔ اس لئے اس کا تاریخی نام "انوار اللغۃ" الملقب بہ وحید اللغات رکھا۔ مگر جب اس میں اضافہ فرمایا تو اس کا نام "انوار اللغۃ" کی بجائے "اسرار اللغۃ" الملقب بہ وحید اللغۃ" رکھا۔ مولانا کے سوانح نگار مولانا محمد عبدالحلیم چشتی لکھتے ہیں :

"مولانا نے یہ لغت لکھ کر اردو دان طبقہ ہی کو فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اہل علم کو بڑی دشواریوں سے بچالیا۔ کیونکہ جو جامعیت اس میں پیدا کر دی گئی ہے۔ وہ تنہا حدیث کی ایک دو لغتوں میں نہیں پائی جاتی۔۔۔۔۔ اس لحاظ سے یہ اردو زبان میں نہایت عظیم الشان کارنامہ ہے۔" (حیات وحید الزمان ص 161)

مگر اس کتاب کے بعض مقامات میں عقیدہ سلف سے انحراف پایا جاتا ہے جس سے ہر قاری کو متنبہ رہنا چاہئے۔

12-"تصحیح کنز العمال" برصغیر کے نامور محدث شیخ علی المتقی المتوفی 975ھ کی مشہور تالیف "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" کو جب 1310ھ میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن نے طبع کرنا چاہا۔ تو اس عظیم کتاب کی تصحیح کا کام آپ ہی نے سرانجام دیا۔ جس کا اظہار ہر جلد کے خاتمہ پر بڑے اچھے انداز سے کیا گیا۔ ابتدائی جلدوں کی تصحیح تو تمام تر انہوں نے خود کی۔ بعد میں بعض دیگر اہل علم نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا۔ مگر موصوف ان میں اپنی وسعت نظر اور ژرف نگاہی کے باعث سب سے ممتاز تھے۔ جس کا اظہار جلد ہشتم کے خاتمہ پر ابوالحسن نے اپنے تبصرہ میں کیا ہے۔ وللہ درہ۔

مولانا شمس الحق ڈیانویؒ المتوفی 1329ھ

محدث ڈیانویؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ حدیث پاک کی نشر و اشاعت میں جو کارہائے نمایاں ان کے ذریعہ سر انجام پائے حدیث کا کوئی طالب رہتی دنیا تک انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔(1)

احادیث اور رجال کی بعض کتابیں جنہیں دیکھنے کے لئے بڑے بڑے علماء کی آنکھیں ترستی تھیں۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے منصۂ شہود پر آئیں۔ چنانچہ سنن دارقطنی آپ ہی کی تعلیقات سے پہلی بار طبع ہوئی۔ جس کی ضروری تفصیل ان شاء اللہ آئندہ آرہی ہے۔ امام ابن قیمؒ کی تہذیب السنن اور علامہ منذریؒ کی تلخیص السنن بھی پہلی بار آپ کے کتب خانہ کے نسخوں سے غایۃ المقصود کے حاشیہ پر شائع ہونا شروع ہوئی تھی۔ مگر ؎

"آن قدح بشکست و آن ساقی نماند"

اس کے علاوہ امام بخاریؒ کی "خلق افعال العباد" علامہ ذہبیؒ کی "کتاب العرش والعلو" بھی آپ ہی کے کتب خانہ کے اصل نسخوں کے مطابق پہلی بار اعلام اہل العصر کے ساتھ طبع ہوئی۔ اسی طرح امام بخاریؒ کی تاریخ الصغیر، الضعفاء الصغیر اور امام نسائیؒ

---

(1) مولانا ابو الحسنات عبد الشکور ندویؒ لکھتے ہیں :

"مولانا ڈیانویؒ وہ مایہ ناز ہستی ہے جس پر اس آخری دور میں ہندوستان جس قدر چاہے فخر کر سکتا ہے۔ تمام عمر خدمت علم حدیث میں بسر کر گئے۔ حدیث کے لئے آپ کے ہاں اکثر مدنی یمنی اور نجدی عرب طلبہ آتے تھے مرحوم نے فن حدیث میں سنن ابی داؤد کی وہ بہترین شرح لکھی جس کو پڑھ کر عرب و عجم کی زبان سے بے ساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی۔ التعلیق المغنی علی الدارقطنی بھی مرحوم کی عمدہ تصنیف ہے۔

"(ہندوستان کی قدیم درس گاہیں ص 47)

کی کتاب الضعفاء والمتروکین بھی آپ ہی کی توجہ خاص سے پہلی بار طبع ہوئی۔ بلکہ ان کتابوں پر بعض مشکل مقامات کی توضیح و تشریح سے متعلقہ حواشی بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ کی "الادب المفرد" جو کہ مطبع خلیلی میں طبع ہوئی۔ اس پر بھی محدث ڈیانویؒ کے نوٹس موجود ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کی شہرہ آفاق کتاب تلخیص الحبیر کی طباعت کا پہلی بار انتظام مولانا تلطف حسین مرحوم نے آپ ہی کے حکم سے کیا۔ مولانا ابو القاسمؒ بنارسی نے لکھا ہے کہ :

" حیدر آباد کے معروف مطبع دائرۃ المعارف کے آپ رکن تھے۔ تہذیب التہذیب اور تذکرۃ حفاظ الحدیث" آپ ہی کے مشورہ سے طبع ہوئیں۔ آخری ایام میں علامہ سمعانی کی الانساب، حافظ ابن حجرؒ کی لسان المیزان اور حافظ ابن عبد البرؒ کی التمہید کی طباعت کا ارادہ فرمایا تھا۔ مگر عمر مستعار نے ساتھ نہ دیا۔ اور اس حسرت کو لئے اللہ تعالی کو پیارے ہو گئے۔

(حیات المحدث ص28)

اسی طرح صحیح بخاری کے متعلق پٹنہ کے ایک غالی حنفی مولوی عمر کریم نے غلیظ قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو ان کا جواب محدث ڈیانویؒ کی ہدایات کے مطابق انہی کے تلمیذ رشید مولانا ابو القاسم بنارسیؒ نے دیا۔ بلکہ ان کے بعض رسالوں پر تقریظ بھی رقم فرمائی۔ حضرت مولانا عبد السلام مبارک پوری مرحوم نے سیرۃ البخاری لکھنے کا عزم کیا تو محدث ڈیانویؒ نے جس طرح علمی تعاون کیا۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا مبارک پوری لکھتے ہیں :

" بے بضاعتی اور مواد کی قلت کسی طرح اس طرف قدم بڑھانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ ایک بار جناب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحقؒ صاحب عظیم آبادی سے اس کا تذکرہ ہوا تو علامہ موصوف نے ہمت دلا کر کتابوں کا پشتارہ لگا دیا۔ اور مواد فراہم کرنے کیلئے دور دراز ملکوں میں خطوط

بھیجے۔ نسخ مطبوعہ اور قلمیہ برابر میرے پاس بھیجتے رہے"

(سیرت بخاری ص35)

قاضی شیخ محمد مچھلی شہریؒ (جو بھوپال کے قاضی اور بلند پایہ محدث تھے) کی تصانیف جن کی تعداد 35 تھی کی طباعت کیلئے محدث ڈیانویؒ نے ان کے صاحبزادوں سے مسودات کی خواہش بلکہ اصرار کیا مگر کامیاب نہ ہوسکے۔

(تراجم علمائے اہلحدیث ص309)

مکتبہ علم و حکمت نے "معرفۃ السنن والآثار" کا جو جزء شائع کیا۔ وہ بھی مولانا کے نسخہ سے منقول تھا۔

اس مختصر داستان سے محدث ڈیانویؒ کی کتب احادیث اور ان کے متعلقات کی نشرو اشاعت سے دلچسپی اور محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت ڈیانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت کے ساتھ ساتھ مال وثروت سے بھی نوازا تھا۔ بلکہ آپ کا خاندان ڈیانواں کے رؤسا میں شمار ہوتا ہے۔ جس کی بدولت آپ نے ایک عظیم کتب خانہ تیار کیا۔ جس میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ بیش بہا نادر وکمیاب کتابوں کا ذخیرہ جمع کیا۔ جس کی تفصیل برہان دہلی جولائی 1951ء ص49' اور ترجمان الحدیث دہلی مئی 1980ء میں دیکھی جاسکتی ہے۔ آپ کے کتب خانہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے مولانا شفیع احمدؒ بہاری لکھتے ہیں:

"آپ کا تصنیفی ھال میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے چاروں طرف دیوار سے لگی ہوئی الماریاں اور اس میں سلیقہ سے ہر فن کی کتابیں سجی ہوئی رہتیں، وسط میں مولانا کی تپائی اور اس پر ضرورت کی کتابیں پڑی رہتیں۔ گویا ایک چھوٹا سا اکیڈیمی تھا۔ جس کا مقصد سنت سنیہ کا احیاء اور بدعت سیئہ کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس کمرہ کے شمال کی جانب برآمدہ اور چھوٹا سا خانہ باغ جس کے بائیں ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جو موسم برسات میں خاص لطف وبہار دیتا تھا۔ لیکن افسوس ؎

آن قدح بشکست وآن ساقی نماند

اسی کمرہ میں بیٹھ کر محدث ڈیانویؒ نے دو درجن سے زائد کتابیں لکھیں جو اکثر و بیشتر حدیث اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہیں۔ ان تصانیف پر تبصرہ اور ان کی اہمیت و حیثیت کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ شائقین حضرات راقم آثم کا اس سلسلے میں وہ مضمون ملاحظہ فرمائیں جو ترجمان الحدیث لاہور 1980،81ء میں 9 قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔ ہم یہاں نہایت اختصار سے حدیث پاک کے سلسلہ میں ان کی تصانیف کا ذکر کرتے ہیں:

1- "غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد" محدث ڈیانویؒ کی یہ سب سے بڑی تصنیف ہے۔ جسے خطیب بغدادی کی تقسیم کے مطابق 32 اجزاء میں مکمل طبع ہونا تھا۔ مگر اس کی طباعت کا کام غالباً تین پاروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ پہلا پارہ مطبع انصاری دہلی سے 198 صفحات میں شائع ہوا۔ جس کے حاشیہ پر علامہ ابن قیمؒ کی "تہذیب السنن" اور مختصر "السنن للمنذری" بھی ہے۔ اسی شرح کے متعلق مولانا عبدالرشید بن مولانا ظہیر احسنؒ نیموی لکھتے ہیں:

هذا شرح نفيس ليس له نظير بين شروحه.

"کہ یہ بہت عمدہ شرح ہے، جس کی دوسری شروح میں کوئی نظیر نہیں۔"

مولانا خلیل احمدؒ سہارن پوری مرحوم بھی "بذل المجہود" کے مقدمہ میں اس کی عظمت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے، لکھتے ہیں:

> "کہ یہ شرح ابو داؤد کے پوشیدہ خزانوں کو کھولنے والی اور تمام جواہرات سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف پر اپنا کرم و فضل فرمائے۔ انہوں نے شرح کا حق ادا کر دیا ہے۔" (بذل ص 11 جلد 1)

افسوس کہ اس کا جزء اول ہی طبع ہو سکا۔ چند سال ہوئے مولانا شیخ عبدالحمید صاحب نشاطی اور ان کے رفقاء نے اس کے مزید دو اجزاء زیور طبع سے آراستہ کر کے شائقین تک پہنچا دیئے ہیں۔

غایۃ المقصود کی ابتدا میں مولانا مرحوم نے ایک مبسوط مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے، جو

بڑے سائز کے 18 صفحات پر مشتمل ہے جس میں سنن ابی داؤد کی عظمت امام ابو داؤد کے حالات، سنن ابی داؤد کے نسخے، شروح و حواشی اور اپنے شیوخ و اساتذہ کا تذکرہ شامل ہے۔ اس میں انہوں نے امام ابو داؤد کا "رسالہ مکیہ" بھی شامل کر دیا ہے۔ جو سنن ابی داؤد کے لئے ایک مقدمہ ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ (وللہ درہ)

2-"عون المعبود شرح سنن ابی داود" یہ شرح دراصل غایۃ المقصود کا اختصار ہے۔ اور مبسوط چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی تین جلدیں 1319ھ میں اور آخری 1322ھ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد دار الکتاب العربی بیروت سے اس کا فوٹو عکس شائع ہوا۔ اور 1388ھ (1968ء) میں شیخ محمد عبدالمحسن الکبتی مالک المکتبہ السلفیہ بالمدینہ المنورۃ نے تیسری بار طباعت کا اہتمام کیا۔ تو اسے 14 جلدوں میں شائع کیا۔ مگر اس میں بہت سی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ 1399ھ میں اس کا چوتھا ایڈیشن بڑی آب و تاب سے ادارہ نشر السنۃ ملتان نے شائع کیا۔ جو ہندی طبع ہی کا عکس ہے۔ اور مناسب کتابی سائز ہے۔

محدث ڈیانویؒ نے ابو داؤد کی شرح ہی نہیں بلکہ 14 قدیم قلمی نسخوں کو پیش نظر رکھ کر سنن ابی داؤد کی تصحیح کا بھی اہتمام کیا۔ دمشق کے نامور فاضل علامہ محمد منیر اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں :

"کل من جاء بعده من شیوخ الهند وغیره استمدوامن شرحه"
(انموذج من الاعمال الخیریة ص 627)

"کہ ہند وغیرہ کے شیوخ میں جو بھی ان کے بعد آیا اس نے اس شرح سے استفادہ کیا۔"

3- "التعليق المغنی علی سنن الدارقطنی" کتب احادیث میں سنن دارقطنی کی اہمیت سے کوئی طالب علم ناواقف نہیں۔ یہ بلند پایہ کتاب بھی ہمارے محدث ڈیانویؒ کی محنت سے منصۂ شہود پر آئی۔ مولانا ڈیانویؒ نے متن کی تصحیح تین قدیم نسخوں سے کی۔ اور جہاں کوئی ابہام محسوس کیا' وہاں اس کی مناسب وضاحت کر دی۔ جو

التعلیق المغنی کے نام سے دارقطنی کے ساتھ ہی طبع ہوئی۔ یہ کتاب پہلی بار 1310ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی جو بڑی تقطیع کے 554 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے بعد 1386ھ میں شیخ عبداللہ ہاشم المدنی کی برائے نام تصحیح سے چار جلدوں میں شائع ہوئی۔اسی نسخہ کا عکس نشر السنۃ ملتان کی طرف سے بھی شائع ہو چکا ہے مگر اس پر سنہ طباعت درج نہیں۔ غالباً یہ ایڈیشن 1400ھ میں طبع ہوا تھا۔

4-"اعلام اهل العصر باحکام رکعتی الفجر" صبح کی دو سنتوں کے متعلق جملہ مباحث پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ مولانا نے کتاب کو دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہر فصل پر محدثانہ وفقیہانہ نقطہ نظر سے بحث کی ہے۔اسانید احادیث کی تحویل و تعلیل دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرن اول کا محدث اسانید پر گفتگو کر رہا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار 1306ھ میں مطبع انصاری دہلی سے بڑے سائز کے 68 صفحات میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد 1975ء میں راقم آثم کی تحقیق و تعلیق سے دوسری بار "ادارۃ العلوم الاثریہ" فیصل آباد کی طرف سے طبع ہوئی۔ جو 286 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے بعد اس کا عکس 1986ء میں مکتبة الثقافة الدينية القاہرہ مصر سے تیسری بار شائع ہوا۔ جسے بڑی ڈھٹائی سے "الطبعة الاولی" قرار دیا گیا اور ادارہ کا تعارف اور مصنف علام کا ترجمہ بھی حذف کر دیا ہے۔ فوا اسفا۔

5-"المکتوب اللطیف الی المحدث الشریف" یہ گو ایک خط ہے جو انہوں نے 1312ھ میں حجاز مقدس سے حضرت میاں صاحبؒ دہلوی کی خدمت میں لکھا ہے۔ لیکن چونکہ اس میں اصول حدیث ہی کے ایک اصولی مسئلہ "الاجازۃ العامۃ" پر تفصیلی بحث قابل مطالعہ ہے۔ اسی لئے ہم یہاں اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ علمائے حجاز نے تقاضا کیا تھا کہ ہمیں میاں صاحب سے اجازہ حدیث ملنی چاہئے۔ اسی پس منظر میں محدث ڈیانوی نے یہ خط لکھا۔ جس کے جواب میں میاں صاحبؒ نے حجاز کے علماء کو اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ جواب بھی اسی "المکتوب" کے ساتھ 1314ھ میں مطبع انصاری دہلی سے طبع ہوا۔ اور اب حال ہی میں اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو گیا ہے۔

6- "فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری" اس کتاب میں صحیح بخاری کی ان احادیث کی شرح ہے۔ جن میں امام بخاریؒ نے تین واسطوں سے روایت کی ہے۔ اور وہ "ثلاثیات البخاری" کے نام سے معروف ہیں۔ جن کی تعداد باعتبار مکررات 22 اور حذف تکرار سے 17 ہے۔ مگر یہ کتاب مکمل نہ ہو سکی۔

7-"النجم الوهاج فی شرح مقدمة الصحيح لمسلم بن الحجاج" اس کا ذکر بھی مولانا عبدالسلام مبارک پوری مرحوم نے سیرۃ البخاری میں کیا ہے۔ مگر ہمیں اس کا سراغ نہ مل سکا۔

8-"هداية اللوذی بنكات الترمذی" اس کا ذکر مولانا عبدالسلام مبارک پوریؒ نے اور مولانا بنارسیؒ نے کیا ہے۔ جس کا ایک ناقص خطی نسخہ خدا بخش پٹنہ لائبریری میں موجود ہے جو بڑے سائز کے صرف 12 صفحات پر مشتمل ہے۔

9-"غنية الالمعی" یہ رسالہ تین سوالات کے جواب پر مشتمل ہے۔ جن میں پہلا سوال یہ ہے کہ محدثین کی اصطلاح "لايصح هذا الحديث" اور "لايثبت ہذا الحديث" میں کیا فرق ہے؟ اسی اصولی سوال کا یہ جواب ہے۔ اسی بنا پر ہم اسے بھی اس فہرست میں شامل کر رہے ہیں۔

10-"تعليق على اسعاف المبطأ. اسعاف المبطأ برجال الموطأ" کے نام سے امام سیوطیؒ کا موطأ کے رجال پر ایک معروف رسالہ ہے جس پر محدث ڈیانویؒ کی تعلیقات ہیں ضبط اسماء اور کنی والقاب میں جہاں علامہ سیوطیؒ سے تسامح ہوا ہے۔ حاشیہ میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے یہ رسالہ مع تعلیقات مطبع انصاری دہلی سے 1320ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

11- "تعليقات علی سنن النسائی" اس کا ذکر مولانا عبدالسلام مبارک پوری مرحوم نے "سیرۃ البخاری" میں کیا ہے مگر ہم اس پر مطلع نہیں ہو سکے۔

12-" جوابات الزامات الدارقطنی علی الصحيحين" امام دارقطنی نے الجامع الصحیح للامام البخاری پر کچھ اعتراضات کئے تھے۔ یہ رسالہ انہی اعتراضات کے

جواب پر مشتمل ہے۔ جس کا ذکر مولانا ابو القاسمؒ بنارسی مرحوم نے الریح العقیم ص 21 اور حل مشکلات البخاری ص 54 میں کیا ہے مگر تا حال اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

ان تصنیفات کے علاوہ بھی بعض رسائل پر ان کی مختصر تعلیقات ہیں مثلاً کتاب القراءت للبیہقی، خلق افعال العباد وغیرہ۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں لیکن انہیں مستقل تصنیف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے ہم نے انہیں یہاں ذکر نہیں کیا۔ ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ مگر ان کا تعلق بعض مسائل اور رجال سے ہے۔

مولانا سید احمد حسنؒ المتوفی 1338ھ (1920ء)

حضرت میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی کے مشہور تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ترجمہ قرآن پاک کے علاوہ قرآن پاک کی تفسیر "احسن التفاسیر" اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے علاوہ حافظ ابن حجرؒ کی "بلوغ المرام" کی شرح عربی میں لکھی جو 2 بار شائع ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث کی تخریج و تنقیح، تنقیح الروا ۃ کے نام سے لکھی جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ 342 صفحات میں مطبع انصاری دہلی سے 1325ھ میں طبع ہوا۔ اور دوسرا مطبع مجتبائی دہلی سے 214 صفحات میں 1915ء میں طبع ہوا۔ اور اب استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء اللہؒ صاحب حنیف مرحوم کی زیر نگرانی المجلس العلمی السّلفی کی طرف سے "دارالدعوۃ السّلفیہ" نے اس کا تیسرا حصہ بھی شائع کر دیا ہے جو 366 صفحات پر مشتمل ہے۔ اور 1403ھ (1983ء) میں طبع ہوا ہے۔ اور ان شاء اللہ جلد ہی اس کا ربع چہارم بھی زیور طبع سے آراستہ ہونے والا ہے۔ جس کی تیاری آخری مراحل میں ہے۔ اللھم وفقھم لما تحب وترضی۔

یہاں اس بات کا اظہار بھی ضروری ہے کہ جناب سید صاحب مرحوم "تنقیح الرواۃ" کا کام صرف کتاب الزکوٰۃ تک ہی کر پائے تھے۔ جس کی تکمیل حضرت مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی مرحوم نے کی۔ مگر وہ تکملہ تمام تر سید صاحبؒ کے بھی زیر نظر رہا۔ جیسا کہ تنقیح الرواۃ کے مسودہ سے عیاں ہوتا ہے۔

مسند احمد کی تخریج کا ذکر بھی ان کے تذکرہ کی کتابوں اور رسائل میں ملتا ہے مگر افسوس کہ وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری المتوفی 1353ھ

برصغیر کے کبار محدثین اور مشاہیر علمائے اہلحدیث میں ان کا شمار ہوتا ہے جنہیں حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحبؒ غازی پوری، شیخ حسین بن محسن انصاریؒ اور دہلی میں حضرت میاں صاحبؒ جیسے اعیان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ایک مدت تک مدرسہ احمدیہ آرہ' مدرسہ دارالقرآن والسنۃ ، مدرسہ عربیہ رام پور' وغیرہ مدارس میں حدیث اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ محدث عبدالسلام مبارکپوریؒ، مولانا عبیداللہ الرحمانیؒ ، مولانا نذیر احمد رحمانیؒ ، مولانا عبدالصمد مبارکپوری ؒ ، مولانا محمد اسحاق آرویؒ ، مولانا تقی الدین ہلالی مغربی، مولانا عبداللہ مجدیؒ، مولانا عبدالرحمٰن نگر نہسویؒ، مولانا حکیم الٰہی بخش مبارکپوریؒ، مولانا شاہ محمد سریانویؒ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ جیسے اعیان نے ان سے کسب فیض کیا۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ دودرجن کے قریب مختلف موضوعات پر کتابیں اور رسائل تصنیف کیئے۔ جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔ البتہ حدیث پاک کے سلسلہ میں ان کی نگارشات حسب ذیل ہیں۔

1- "تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی" امام ترمذیؒ کی "الجامع" کی گو بہت سی شروح لکھی گئی ہیں۔ مگر تاحال "تحفۃ الاحوذی" کے مقام و مرتبہ تک کوئی بھی نہیں پہنچ پائی اور نہ انہیں وہ شہرت دوام حاصل ہوئی۔ جو "تحفۃ الاحوذی" کو حاصل ہے۔"تحفۃ الاحوذی" کے فوائد اور اس کے مباحث کے تعارف کے لئے بھی ایک مقالہ کی ضرورت ہے۔ یہ عنوان اس تفصیل کا متحمل نہیں۔ یہ عظیم شرح چار ضخیم جلدوں میں ہے جو پہلی بار 1353ھ میں طبع ہوئی اور اس کے متعدد ایڈیشن چھپے' 1385ھ میں مدینہ طیبہ کے ایک مکتبہ نے مصر میں طبع کرواکے دس جلدوں میں شائع

کیا۔ آخری ایڈیشن ہمارے دوست حافظ عبدالمنعم صاحب نے فاروقی کتب خانہ ملتان سے شائع کیا۔ اور حواشی میں "فی الباب" کی روایات کی تخریج جو محدث مبارک پوریؒ سے رہ گئی تھی۔ "رشح السحاب" کے نام سے اضافہ کیا۔ جس کے مؤلف ہیں حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ۔

2-"شفاء الغلل شرح كتاب العلل "امام ترمذیؒ کی "کتاب العلل" کی یہ شرح ہے جو "تحفة الاحوذی" کے ساتھ ہی آخر میں مطبوع ہے۔

3-"مقدمه تحفة الاحوذی" تحفۃ الاحوذی کا یہ مقدمہ دوابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب علم حدیث، اس کی فضیلت واہمیت اور حجیت کے علاوہ تدوین حدیث، انواع کتب الحدیث اور کتب احادیث کی شروح کے تعارف پر مشتمل ہے اور دوسرا باب امام ترمذیؒ اور ان کی جامع کا بھرپور تعارف اور کتب احادیث میں اس کی اہمیت، امام ترمذی کی اصطلاحات، شروح ترمذی اور رواۃ ترمذی پر مشتمل ہے۔ جو 344 صفحات میں ہے اور تحفۃ الاحوذی کے ساتھ ہر بار طبع ہو تا رہا ہے۔

اس کے علاوہ آپ عون المعبود کی تصنیف و تالیف میں بھی محدث ڈیانویؒ کے ساتھ ممدو معاون رہے۔ ابكار المنن فی تنقید آثار السنن اور تحقیق الکلام جیسی کتابیں آپ کی علمی یادگار ہیں۔ سوانح نگاروں نے آپ کی ایک درجن سے زائد کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

خدمات علمائے غزنویہؒ

حضرت مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان کے 12 صاحبزادے تھے۔ اور سب کے سب علم و عمل کے درخشاں ستارے تھے۔ تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصنیف و تالیف اور تفسیر واحادیث کی کتابوں کی نشر واشاعت بھی کی۔ سید عبداللہ غزنویؒ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے حد درجہ مداح تھے۔ اور اسی کا اثر ان کی اولاد پر

تھا۔ اسی بنا پر شیخ الاسلام اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن قیمؒ کی متعدد تصانیف پہلی بار انہوں نے طبع کرائیں۔ جن میں تفسیر سورۃ النوم، رسالہ فی القرآن، قاعدۃ فی القرآن، الحقيقة والمجاز، تحفة العراقيه، شرح حدیث النزول شامل ہیں۔ مگر حدیث کے بارے میں انہوں نے جو خدمات سرانجام دیں۔ ان کی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

1-"مصفي مع مسوىٰ" شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی یہ الموطأ کی شرحیں پہلی بار مولانا محمد غزنویؒ نے دہلی سے شائع کیں۔ جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

2-"كشف المغطأ" یہ موطأ کا ترجمہ ہے۔ جو مولانا وحید الزمان مرحوم نے کیا۔ جسے پہلی بار مولانا محمد غزنویؒ نے دہلی سے طبع کروایا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

3-"رياض الصالحين "(مترجم) حضرت مولانا عبداللہ غزنوی مرحوم کے ایماء پر پہلی بار دہلی سے طبع ہوئی۔ اور ترجمہ بھی حضرت غزنوی مرحوم کے ایک مرید مولانا احمد الدین کوموی مرحوم نے کیا۔ جو ریاض الصالحین کا پہلا ترجمہ ہے۔

4-"مشارق الانوار" یہ امام حسن صغانیؒ المتوفی 650ھ کی مشہور تصنیف ہے۔ جو پہلے درسی نصاب میں شامل تھی۔ اس کا ترجمہ بنام تحفۃ الاخیار" پہلی بار علمائے غزنویہ نے شائع کیا۔

5-"ترجمه مشكاة المصابيح" مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ مع مختصر حواشی۔ جو حضرت مولانا عبدالاول غزنویؒ نے لکھا۔ یہ متعدد بار چھپا اور مقبول ہوا۔

6-نصرة الباری ترجمه صحيح بخاری" حضرت مولانا سید عبدالاول غزنویؒ، نے صحیح بخاری کا ترجمہ مع حواشی "نصرۃ الباری" کے نام سے لکھنا شروع کیا، صرف آٹھ پارے مکمل ہو سکے۔

7-"جلاء الافهام فى الصلوٰة والسلام علىٰ خيرالانام" یہ امام ابن قیمؒ کی مشہور تصنیف ہے۔ جو مولانا عبدالاول غزنویؒ و مولانا عبدالغفور غزنویؒ و مولانا عبدالقدوس بن مولانا عبداللہ غزنویؒ کی کوشش سے پہلی بار مطبع القرآن والسنۃ امر تسر سے شائع ہوئی۔

8- "جامع العلوم والحکم" امام ابن رجبؒ نے علامہ نوویؒ کی مشہور کتاب "الاربعین" کے ساتھ دس احادیث کا اضافہ کر کے ان کی شرح لکھی جس کا نام انہوں نے "جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوا مع الکلم" رکھا۔ اپنے موضوع پر یہ بے نظیر اور اسم با مسمّٰی شرح ہے۔ جسے مولانا عبدالغفور و مولانا عبدالاول غزنویؒ نے پہلی بار امرتسر سے شائع کیا۔

9- "شرح حدیث النزول" امام ابن تیمیہ کا یہ رسالہ جس میں نزول باری تعالیٰ کے بارے میں وارد شدہ اعتراضات کا جواب نہایت شرح وبسط سے دیا گیا ہے۔ پہلی بار مولانا عبدالغفور و مولانا عبدالاول غزنویؒ نے مطبع القرآن والسنۃ امرتسر سے شائع کیا۔

10- "حاشیہ سنن الدارمی" مولانا عبدالرحیم غزنویؒ نے سنن الدارمی کا حاشیہ عربی میں لکھا تھا۔ مگر افسوس کہ وہ گم ہو گیا۔ صرف اس کا آخری حصہ قلمی صورت میں موجود ہے۔

ان کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں اس خانوادے کی کوشش سے منصۂ شہود پر آئیں۔ جن کی تفصیل مولانا محمد اسحاق بھٹی کی معروف کتاب فقہائے پاک و ہند حصہ دوم تیرہویں صدی ہجری میں دیکھی جا سکتی ہے۔"

مولانا ابوالحسنؒ سیالکوٹی المتوفی 1325ھ

حضرت میاں صاحبؒ دہلوی کے لائق ترین تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے اتباع سنت اور ابطال تقلید کے سلسلہ میں ان کی "الکلام المبین فی رد تلبیسات المقلدین" اور "الظفر المبین فی الردعلی مغالطات المقلدین" مشہور کتابیں ہیں۔ اور دونوں مطبوع ہیں۔ ان کے علاوہ خدمت حدیث میں ان کی مساعی کا اندازہ ان کی درج ذیل کتابوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

1- "فیض الباری فی شرح و ترجمة صحیح البخاری" یہ ترجمہ مع شرح 30 پاروں پر مشتمل ہے۔ جس میں فتح الباری، ارشاد الساری، الکرمانی، سندھی،

شروح وحواشی کا خلاصہ بھی آیا ہے۔ جسے مولانا فقیر محمد نے مطبع محمدی لاہور سے شائع کیا ہے۔

2-فیض الستار ترجمة كتاب الآثار "امام محمدؒ کی کتاب الآثار کا یہ اردو ترجمہ ہے۔

3- ترجمه مشكوٰة المصابيح .

4- ترجمه الاكمال فى اسماء الرجال.

5- " مناقب مرتضوى" یہ امام نسائی کی کتاب "الخصائص" کا ترجمہ ہے۔

6-"ترجمه تيسيرا الوصول" صرف تیسیر الوصول کے جزء خامس وسادس کا ہی ترجمہ کر سکے تھے۔

7- تلخیص الصحاح۔ اردو

ان کے علاوہ غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب کے تراجم کا بھی ذکر ملتا ہے۔

مولانا عبد التوابؒ ملتانی التوفی 1366ھ

حضرت میاں صاحبؒ دہلوی کے قابل فخر تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کے علاوہ انہیں علامه محمد راغب الطباخ الشامى مرحوم سے بھی اجازۃ حاصل تھا۔ کتب سنت کی نشر واشاعت میں ان کی خدمات کا اعتراف علامہ محمد منیر دمشقی نے نموذج من الاعمال الخیریہ ص 87 میں بھی کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو الحسنؒ سندھی کا حاشیہ صحیح مسلم، امام ابن الاعرابی کی کتاب القبل والمعا نقة والمصافحة، علامہ نووی کی الاشارات الی بیان اسماء المبہمات امام بخاریؒ کی جزء رفع الیدین اور جزء القراءۃ' امام مروزی کی قیام اللیل' علامہ حیات سندھی کی فتح الغفور، معدل الصلوٰۃ علامہ محمد بر کلی التوفی 981ھ کی 'تحفةالودود باحكام المولود' علامہ ابن قیم کی' كتاب اليقين امام ابن ابی الدنیا کی "غاية النفغ فى شرح تمثيل المومن بخامة الزرع علامہ ابن

رجبؒ کی، اور "فضائل ابی بکر الصدیق" امام ابو طالبؒ عشاری کی' انہی کی کوششوں کے نتیجہ میں منصۂ شہود پر آئیں۔

آخر الذکر تینوں رسالے "انعام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری" کے ساتھ 1358ھ (1939ء) میں "مطبع انصار السنۃ المحمدیہ" مصر سے اپنے خرچ پر طبع کروائے۔ یاد رہے کہ انعام المنعم الباری مولانا عبدالتواب کے لخت جگر مولانا حافظ عبدالصبور مرحوم کی ہے۔ اور اس کے ساتھ ان ثلاثیات کے رجال کے تراجم کو بھی علیحدہ مرتب کر دیا گیا ہے۔ آخری دور میں امام ابن ابی شیبۃؒ کی "المصنف" کی طباعت کا بیڑا اٹھایا۔ مگر اس کے صرف دو جز ہی شائع کر سکے تھے کہ جام زندگی چھلک پڑا۔ خود ان کے آثار علمیہ میں سے حسب ذیل کتب کا علم ہو سکا ہے۔

1-" ترجمہ بلوغ المرام" یہ ترجمہ ان کے اپنے مطبعہ سلفیہ ملتان سے 1344ھ میں دو جلدوں میں شائع ہوا۔ پہلی جلد 314 اور دوسری 234 صفحات پر مشتمل ہے۔ لاہور سے مطبع لاہور پرنٹنگ سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ نیز 1995ء میں فاروقی کتب خانہ ملتان کی طرف سے روحانی پریس ملتان سے بھی طبع ہو چکا ہے۔

2-ترجمہ و مختصر شرح مشکوٰۃ المصابیح۔"

3-"ترجمہ صحیح البخاری "اس کے صرف آٹھ پارے مکمل کر پائے تھے۔

4-حواشی علی الاشارات للنووی -

5- حواشی علی قیام اللیل للمروزی -

مولانا ابو سعید شرف الدینؒ المتوفی 1961ء

مولانا عبدالحق ؒ محدث ملتانی سے ابتدائی کتب پڑھیں ۔ پھر مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ ، مولانا حافظ عبدالوہابؒ، مولانا حافظ عبداللہ بیگؒ وغیرہ علماء سے تکمیل کی۔ اور شیخ حسین بن محسن انصاریؒ، حضرت میاںؒ صاحب دہلوی سے اجازۃ حدیث حاصل کی۔ تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ ایک درجن سے زائد کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کے "فتاویٰ ثنائیہ" پر تشریحات "شرفیہ" آپ ہی کے قلم کا نتیجہ ہیں۔ جن سے ان کے علم و فضل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حدیث پاک کے سلسلہ میں ان کی مساعی کا ذکر حسب ذیل ہے۔

1 -تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ۔ جس کا ابتدائی حصہ مولانا ڈپٹی احمد حسن مرحوم نے لکھا۔ اور کتاب الزکوٰۃ سے آگے تکمیل مولانا شرف الدین مرحوم نے کی۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

2-شرح ابن ماجه۔ سنن ابن ماجہ کی شرح کا آغاز کیا۔ صرف چند اجزاء ہی لکھ سکے۔ پھر یہ مبارک کام ادھورا رہ گیا۔ محدث ڈیانویؒ مرحوم نے ان اجزاء کو دیکھا تو پسند فرمایا تھا۔

3-حاشیه نصب الرایة فی تخریج الهدایة۔ موضوع نام سے ظاہر ہے۔

4-شرح مسند احمدبن حنبل۔ مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی مرحوم نے مسند احمد کی تبویب صحیح بخاری کی نہج پر کی تھی۔ جو "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" (دہلی) کو پیش کر دی گئی۔ کانفرنس نے اس کی شرح کے لئے مولانا شرف الدین صاحب مرحوم کو منتخب کیا آپ نے اس کی شرح اور اس کی تنقیح و تہذیب بڑی سرعت سے محدثانہ انداز پر شروع کر دی۔ 60 صفحات طبع بھی ہوئے مگر پھر یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

مولانا عطاء اللہ حنیفؒ المتوفی 1987ء

حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف نور اللہ مرقدہ اس دور میں اپنے اسلاف کی یادگار تھے۔ حدیث پاک اور دین حنیف کی نشر و اشاعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ فقیری میں بادشاہی ان کا امتیاز تھا۔ یوں تو انھوں نے بیسیوں اردو کتابوں کے حواشی اور افتتاحیے لکھے۔ لیکن ہمیں صرف حدیث پاک کے سلسلہ میں ان کی مساعی کا کچھ تذکرہ کرنا ہے۔

1-التعلیقات السلفیه علی سنن النسائی۔ جس سے عجم و عرب یکساں

استفادہ کر رہے ہیں۔ جو اپنی جامعیت اور فنی خوبیوں کی بنا پر اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

2- تعلیق و تحقیق علی اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه۔ جس کا ذکر حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی کے تذکرہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

3- فیض الودود تعلیق علی سنن ابی داود۔ خطیب بغدادیؒ کی تقسیم کے مطابق سنن ابی داؤد پر حواشی کا آغاز کیا۔ مگر افسوس یہ مبارک کام صرف دو اجزاء تک ہی پہنچ پایا۔ اور حضرت اس کی تکمیل نہ کر سکے۔ فوا اسفا۔

اس کے علاوہ "تنقیح الرواۃ" کے ربع ثالث و رابع کی طباعت کا اہتمام و انصرام آپ ہی کی باقیات صالحات میں سے ہے اور حال ہی میں "التواری علی ابواب البخاری" مولفہ خطیب ناصر الدین احمدؒ کو بھی بڑے اہتمام سے طبع کروادیا۔ اسی طرح مشکوٰۃ المصابیح کی بے نظیر شرح مرعاۃ المفاتیح بھی آپ ہی کی تجویز سے مولانا عبید اللہ صاحبؒ رحمانی نے لکھنی شروع کی۔

قارئین کرام! بر صغیر پاک و ہند میں علمائے اہلحدیث کی حدیث کی ترویج و اشاعت اور تصنیف و تالیف کا یہ ایک مختصر خاکہ ہے۔ جس میں تحقیق و تتبع سے اور بہت سا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ چند سال ہوئے الجامعۃ السلفیۃ بنارس ہند کی طرف سے مولانا محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ کی ضخیم کتاب "جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات" شائع ہو چکی ہے جو اس موضوع پر جامع تصنیف ہے زیر نظر کتاب کی طبع ثانی میں اس سے بھی ہم نے بھر پور استفادہ کیا ہے۔ اب ہم پہلے صحاح ستہ مع مشکوٰۃ و بلوغ المرام کے سلسلے کی خدمات کا ذکر کریں گے اس کے بعد دیگر کتب احادیث اور اس کے متعلقات کا ذکر ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

متعلقہ صحیح بخاری شریف

1- شرح تراجم ابواب مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

2- تسہیل القاری شرح صحیح بخاریؒ' مولانا وحید الزمانؒ۔
3- ترجمہ صحیح بخاری، مولانا عبد التوابؒ صاحب ملتانی صرف 8 پارے۔
4- فیض الباری ترجمہ وشرح صحیح البخاری۔ مولانا ابو الحسنؒ سیالکوٹی۔
5- فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری۔ محدث ڈیانویؒ۔
6- انعام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری مولانا عبد الصبور ملتانی۔
7- نصرت الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ مولانا عبد الاولؒ غزنوی۔
8- فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ مولانا فضل حقؒ دلاوری۔ صرف پانچ پارے۔
9- عون الباری۔ نواب صدیق حسن خانؒ۔
10- حل مشکلات البخاری۔ مولانا ابو القاسم سیف بنارسیؒ۔
11- رفع الالتباس عن بعض الناس۔ محدث ڈیانویؒ۔
12- الدراری الناشرات فی ترجمۃ مافی البخاری من الثلاثیات۔ حضرت مولانا محمد مچھلی شہریؒ۔
13- تخریج آیات الجامع الصحیح۔ مولانا شرف الدینؒ دہلوی۔
14- بغیۃ القاری فی ثلاثیات البخاری۔ نواب صاحبؒ۔
15- صمصام الباری علی عنق جارح البخاری۔ مولانا عبد السلام بستویؒ۔
16- منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ۔
17- سیرت بخاریؒ۔ مولانا عبد السلام مبارکپوریؒ۔
18- جواب الزامات الدارقطنی علی الصحیحین۔ محدث ڈیانویؒ۔ غیر مطبوع۔
19- الأمر المبرم لابطال الکلام المحکم۔ مولانا ابو القاسم بنارسیؒ۔

نیز صحیح بخاری کے دفاع میں مولوی عمر کریم حنفی کے جواب میں مزید چھ کتابیں بھی مولانا بنارسیؒ کی یادگار ہیں۔

20- ترجمہ صحیح بخاری۔ مولانا محمدؒ سورتی (صرف سات اجزاء)
21- تعلیقات علی کتاب الصلوٰۃ والمغازی والتفسیر من البخاری۔ مولانا محمد حسینؒ

بٹالوی۔

22- عون الباری لحل عویصات البخاری۔ مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی

23- نصرۃ الباری ترجمہ مع شرح صحیح بخاری۔ مولانا عبدالستارؒ دہلوی۔ جس کی تکمیل مولانا کرم الجلیلی مرحوم نے کی۔

24- تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

25- ترجمہ وشرح بخاری۔ مولانا محمد داؤد رازؒ۔

26- نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری۔ مولانا عبدالرؤفؒ جھنڈانگری

27- مفتاح صحیح البخاری۔ مولانا فضل الٰہی صاحب

28- حاشیہ صحیح بخاری۔ حضرت مولانا عزیز زبیدی صاحب

29- ارشاد القاری الی نقد فیض الباری۔ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان صاحب جس کی جلد اول شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔ باقی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

30- شرح کتاب التوحید۔ صحیح بخاری میں کتاب التوحید کی شرح مولفہ حضرت مولانا سلطان محمود صاحبؒ محدث جلال پور پیروالا۔

31- لأسوۃ ترجمہ وشرح صحیح بخاری۔ مولانا محمد حنیف ندویؒ۔ صرف پانچ پاروں پر کام ہو سکا۔

32- مفتاح صحیح البخاری۔ مولانا محمد خالد گھرجاکھی۔

33- مناسبات تراجم البخاری، تحقیق دکتور محمد اسحاق محمد ابراہیم۔

34- انتخاب الصحیحین، مولانا عبدالمجید سوہدروی۔

35- ترجمہ زبدۃ البخاری، مولانا عزیز الحسنؒ، صحیح بخاری کی تلخیص شیخ عمر ضیاء الدین مصری نے کی اس کا یہ ترجمہ ہے۔

36- الھام الباری جواب تنقید البخاری، مولانا نواب ضمیر الدین۔

37- درس بخاری حضرت الاستاد محدث گوندلویؒ۔

38- عون الباری فی تخریج آیات البخاری، مولانا تمیز الدین مالدہی، صحیح بخاری کی آیات

کتاب التفسیر کی تخریج پر مشتمل ہے۔

39- تصحیح و تعلیق المتواری علی ابواب البخاری، لابن المنیر، جس کو تصحیح و تحقیق کے بعد حضرت محدث بھوجیانیؒ نے المکتبہ السّلفیہ لاہور سے شائع کیا۔

40-ترجمہ تجرید البخاری، مولانا حافظ عبد الستار حماد صاحب حفظہ اللہ۔

41-التعلیق النجیح علی جامع الصحیح، للشیخ السید محب اللہ الراشدیؒ صرف 9 پارے (مسودہ)

42-مشارق الانوار شرح صحیحین و موطأ، مولانا عبد الحق محدث بہاولپوریؒ۔

43-شرح کتاب التوحید' لہ ایضاً۔

44-رجال البخاری، مولانا قاری عبد الوکیل ہاشمی صاحب۔

صحیح مسلم اور اس کے متعلقات

1-السراج الوہاج فی شرح مختصر الصحیح لمسلم بن الحجاجؒ۔نواب صاحبؒ

2-النجم الوہاج شرح مقدمۃ الصحیح لمسلم بن الحجاجؒ۔ محدث ڈیانویؒ

3-البحر المواج شرح مقدمۃ الصحیح لمسلم بن الحجاجؒ۔ حضرت مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوریؒ۔

4-ترجمہ و شرح صحیح مسلم۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

5-کشف الملہم ترجمہ و شرح مقدمہ صحیح مسلم۔ مولانا عبد السلام بستویؒ مطبوعہ جمال پرنٹنگ ورکس دہلی۔ جو 54 صفحات پر مشتمل ہے۔

6-ترجمہ و شرح صحیح مسلم۔ مولانا محمد داود رازؒ (چند پارے)۔

7-ترجمہ صحیح مسلم، جزء اول، مولانا عبد العزیز صمدانی فرخ آبادیؒ۔

8-التعلیق علی الصحیح لمسلم، مولانا عبد الجلیل سامرودیؒ (قلمی)۔

9-انعام المنعم بترجمۃ الصحیح لمسلم، مولانا عبد الاول غزنویؒ۔ مطبوع۔

10-حاشیہ صحیح مسلم جلد اول، مولانا عبدالسلام مدنی، یہ حاشیہ صرف کتاب الصیام تک عربی میں ہے اور غیر مطبوع ہے۔

11-ترجمہ وتشریح صحیح مسلم، مولانا حافظ عبدالعزیز علوی صاحب۔

سنن نسائی اور اس کے متعلقات

1-التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ۔

2- تعلیقات علی سنن النسائی۔ محدث ڈیانویؒ۔(غیر مطبوع)

3-روض الربی من ترجمۃ المجتبی۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

4-تعلیقات مولانا ابو عبدالرحمٰن محمد الفنجابی التوفی 1315ھ جو "الحواشی الجدیدہ" کے نام سے معروف ہیں۔ کتاب عشرۃ النساء تک پہنچے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ جس کی تکمیل مولانا ابو یحییٰؒ شاہ جہانپوری نے کی۔

5-التعلیق علی النسائی۔ مولانا عبدالجلیل سامرودی، یہ تعلیق صرف جلد دوم پر مشتمل ہے۔

6-حاشیہ سنن نسائی عربی، جلد دوم، مولانا عبدالسلام مدنی۔

7- تحقیق و تخریج سنن النسائی' مولانا تاج الدین ازھری حفظہ اللہ جو صرف کتاب الاستسقاء تک مکمل ہو سکی۔ (مسودہ)

سنن ابی داؤد

1-غایۃ المقصود شرح سنن ابی داود، محدث ڈیانویؒ، صرف تین پارے چھپ سکے۔

2- عون المعبود شرح سنن ابی داود۔ محدث ڈیانویؒ۔

3-رحمۃ الودود علی رجال سنن ابی داود (عربی) مولانا محمد رفیع شکرانویؒ 1337ھ۔

4-عون الودود شرح سنن ابی داود۔ مولانا محمد علوی حیدر آبادیؒ۔

5-الہدی المحمود ترجمۃ سنن ابی داود۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

6-فیض الودود تعلیقات علی سنن ابی داود۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ صرف دو اجزاء۔

7-تعلیقات علی سنن ابی داود (عربی) سید عبدالحی حسنی، غیر مکمل۔

8-حواشی سنن ابی داود۔ مولانا حافظ محمد لکھوی جو 1273ھ میں مطبع قادریہ دہلی سے طبع ہوئی۔ اور دوسری بار کانپور سے ہوئی۔

9-حاشیہ ابو داؤد۔ مولانا محمد رفیق صاحب جلال پور پیروالا (قلمی)۔

10-عون الودود شرح سنن ابی داود، ابو الحسنات محمد بن عبداللہ پنجابی مطبوع۔

11-التعلیق علی سنن ابی داود، مولانا عبدالجلیل سامرودیؒ۔

12-تعلیقات سنن ابی داود، مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری۔

جامع ترمذی

1-تحفۃ الاحوذی۔ محدث مبارک پوریؒ۔

2-مقدمہ تحفۃ الاحوذی۔ محدث مبارک پوریؒ۔

3-ہدایۃ اللوذی بنکات الترمذی۔ محدث ڈیانویؒ۔

4-جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع ترمذی مولانا وحید الزمانؒ (تکملہ)۔

5-ترجمہ جامع ترمذی۔ مولانا فضل حق دلاوریؒ۔

6-ترجمہ جامع ترمذی۔ مولانا بدیع الزمان حیدر آبادیؒ۔

7-رشح السحاب فیما ترک الشیخ مما فی الباب۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ (مطبوع)۔

8- صحیح سنن الترمذی، ترجمہ و تشریح، مولانا ابو انس محمد یحیٰ گوندلوی اثری' علامہ البانی کی صحیح الترمذی کا ترجمہ مع تشریح و تفہیم پر مشتمل ہے۔

9- فہرست اسماء الصحابۃ الذین ذکرھم الترمذی تحت قولہ فی الباب، مولانا فیض الرحمٰن الثوریؒ، مطبوع۔

10-شرح الترمذی، عربی، حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ،

11-ترجمہ وتشریح جامع الترمذی، حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علوی صاحب۔

سنن ابن ماجہ

1-رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

2-شرح سنن ابن ماجہ (عربی) مولانا شرف الدین دہلویؒ (چند ابواب)۔

3-شرح ابن ماجہ۔ڈپٹی نذیر احمد صاحبؒ (چند اجزاء)۔

4-شرح ابن ماجہ۔ مولانا محمد علی صاحب جانباز (زیر تسوید)

5- شرح سنن ابن ماجہ (عربی) جو 1947ء کے فسادات میں ضائع ہو گئی۔ مؤلفہ مولانا عبدالسلام بستویؒ۔امام خاں صاحب نے "تراجم" میں اوران کے حالات وسوانح کے عنوان سے اسلامی خطبات میں اسے عربی زبان میں ہی قرار دیا ہے۔ جبکہ امام خاں مرحوم نے "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" ص 45 میں اردو میں کہا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ رفع الحاجہ کے نام سے مولانا مرحوم نے سنن ابن ماجہ کا ترجمہ کیا اور عربی میں اس کی مطول شرح لکھی جو 1947ء کے فسادات میں ضائع ہو گئی۔ ملاحظہ جهود مخلصة فی خدمة السنة المطهرة مولفہ مولانا ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی اور جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات۔

6-رفع الحاجة فی ترجمة سنن ابن ماجة لہ ایضاً۔

7-مفتاح الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ مولانا محمد بن عبداللہ العلوی الحیدر آبادیؒ۔

موطأ امام مالک

1- مسوی (عربی)۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

2- مصفی (فارسی)۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

3- کشف المغطأ ترجمۃ الموطأ۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

4- تسہیل درایۃ الموطأ۔ مولانا وحید الزمانؒ۔

5-تعليقات على اسعاف المبطأ ۔ محدث ڈیانویؒ۔

6- تخریج بلاغات الموطأ۔ شیخ عبدالوہاب دہلویؒ۔

7- موطأ کے بعض اہم حصوں کی شرح۔ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ۔

8-ضوء السالک حاشیہ موطأ امام مالک۔ مولانا محمد رفیق صاحب جلال پور پیروالا۔ مطبوع فاروقی کتب خانہ ملتان۔

مشکوٰۃ المصابیح

1-مرعاۃ المفاتیح ۔ مولانا عبیداللہ مبارکپوریؒ۔

2- تنقیح الرواۃ۔ ڈپٹی احمد حسنؒ دہلوی و مولانا شرف الدینؒ دہلوی۔

3-ترجمہ مشکوٰۃ مع حواشی۔ مولانا سید عبدالاول غزنویؒ۔

4-ترجمہ مشکوٰۃ۔ مولانا ابوالحسنؒ سیالکوٹی۔

5-ترجمہ و مختصر شرح۔ مولانا عبدالتوابؒ ملتانی۔

6-ترجمہ و حواشی۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ جلد اول، جسے مولانا محمد سلیمانؒ کیلانی نے مکمل کیا ہے۔

7-حواشی مشکوٰۃ۔ مولانا محمد کنگن پوریؒ۔

8-انوار المصابیح ترجمہ و شرح مشکوٰۃ المصابیح (اردو)(مطبوعہ)۔ مولانا عبدالسلام بستویؒ مکمل نہ کرپائے تھے۔باقی حصہ شمائل سے آخر تک ان کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب نے مکمل کیا۔

9-الرحمة المهداة الى من يريد زيادة العلم على أحاديث المشكاة ۔ مولانا نواب صدیق حسنؒ صاحب۔

10-تعليقات على المشكاة۔ مولانا عبدالوہابؒ دہلوی۔

11- طریقة النجاة فی ترجمة الاحادیث من الفصل الاول من المشكاة۔
مولانا ابو محمد ابراہیم آرویؒ۔

12- تعليقات على النصف الاول من المشكاة۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ۔

13-شرح مشکوٰۃ۔ الاستاذ حافظ محمد گوندلویؒ۔ (صرف کتاب العلم تک)۔

14-حاشیہ مشکوٰۃ۔ مولانا حافظ محمد لکھویؒ۔ جو غالباً 1272ھ میں طبع ہوا۔

15-حاشیہ مشکاۃ، جلد2، عربی، مولانا عبدالسلام مدنی۔

16-سطعات التنقیح ترجمہ مع فوائد مشکوٰۃ المصابیح، حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ، مطبوع۔

17-حاشیہ مشکوٰۃ، مولانا محمد رفیق اثری مدظلہ تعالیٰ۔

18-شرح مشکوٰۃ، حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ، صرف کتاب القدر تک، غیر مطبوع۔

بلوغ المرام

1-مسک الختام (فارسی) نوابؒ صاحب مرحوم۔

2-فتح العلام (عربی) نوابؒ صاحب مرحوم ۔

3-الروض البسام ترجمۃ بلوغ المرام۔ نوابؒ صاحب مرحوم ۔

4-شرح بلوغ المرام (عربی) ڈپٹی احمد حسنؒ۔

5-ترجمہ وحواشی۔ مولانا عبدالتوابؒ ملتانی۔

6-اتحاف الکرام تعلیق بلوغ المرام (مطبوع) مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔

7-احسن الکلام شرح بلوغ المرام۔ ترجمہ مولانا محمد سلیمان کیلانی۔

8- تعلیم الاحکام۔ ترجمہ و تفہیم حضرت مولانا ابو السلام محمد صدیقؒ سرگودھا۔
جس کا جزء اول طبع ہو چکا ہے۔ اور جزء ثانی تکمیل کے مراحل میں تھا کہ جام زندگی چھلک

پڑا۔ اللهم اغفرله وارحمه

9-حاشیہ بلوغ المرام۔ مولانا محمد خالد صاحب سیف ۔

10-ترجمہ وتشریح بلوغ المرام' مولانا عبدالوکیل علوی زید مجدہ، جو راقم آثم کی نظر ثانی و تصحیح سے مکتبہ دارالسلام لاہور سے شائع ہوئی۔

دیگر کتب احادیث وغیرہ

1- حاشیہ سنن ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ کا ترجمہ از مولانا وحید الزمان، جس پر مختصر حاشیہ مولانا محمد سلیمان کیلانی مرحوم نے لکھا۔

2- ترجمہ المنتقی۔ المنتقی امام مجد الدین ابن تیمیہ کی معروف کتاب ہے جس کی شرح علامہ شوکانی نے نیل الاوطار کے نام سے کی۔ اسی المنتقی کا ترجمہ مولانا محمد داؤد راغب رحمانی نے کیا جو المکتبۃ السلفیہ لاہور سے طبع ہوا۔

3- ترجمہ نیل الاوطار۔ مولانا محمد داؤد راغب رحمانی نے نیل الاوطار کا بھی ترجمہ کیا المکتبہ السلفیہ ہی کی طباعت کے پروگرام میں ہے۔

4- ترجمہ عمدۃ الاحکام۔ مؤلفہ حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق محدث لاہور۔

5- نخبۃ الاحادیث۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی۔ مدارس اہلحدیث کے نصاب میں بھی یہ شامل ہے۔

6- ترجمہ ریاض الصالحین۔ حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ (مطبوع)

7- ترجمہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ۔ الاحادیث الضعیفۃ علامہ البانی رحمہ اللہ کی معروف تصنیف ہے اسی کا ترجمہ حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب نے کیا جس کا جزءاول زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔

8- دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین۔ مؤلفہ حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ۔ جو مکتبہ دارالسلام لاہور میں طباعت کے مراحل میں ہے۔

9- حاشیہ نصب الرایہ فی تخریج الھدایہ مولانا شرف الدین رحمہ اللہ۔

10- ترجمہ وتوضیح مسند الامام احمد، زیرنگرانی مولانا عبدالستار صاحب حماد جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

11- مفتاح المسند للامام احمد علی الابواب۔ مرتبہ مولانا محمد خالد صاحب گرجاکھی،

مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ یادش بخیر: مسند امام احمد بن حنبل کی ترتیب وتبویب صحیح بخاری کی نہج پر حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم نصیر آبادی نے کی۔ جو آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے سپرد کر دی گئی۔ کانفرنس کے منتظمین نے اسی کی شرح کے لئے حضرت مولانا شرف الدین مرحوم کو منتخب کیا جنہوں نے اس کی شرح اور تنقیح وتہذیب بڑی سرعت سے محدثانہ انداز پر شروع کی۔ اس کا ایک جزء ساٹھ صفحات پر مشتمل طبع ہوا مگر افسوس کہ یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

12- العلل المتناهية في الاحاديث الواهية: امام ابن الجوزیؒ کی یہ معروف • تصنیف ضعیف احادیث پر مشتمل ہے۔ راقم اثیم کی تحقیق وتخریج کے ساتھ یہ کتاب پہلی بار دو جلدوں میں 1399ھ بمطابق 1979ء میں ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد سے منصۂ شہود پر آئی اور پھر یہ متعدد بار طبع ہوئی۔ انتہائی ستم کی بات ہے کہ لبنان کے شیخ خلیل المیس نے اپنے نام سے اسے شائع کیا اور ابتداء میں یہ لکھنے پر اکتفاء کیا کہ میں نے شیخ ارشاد الحق اثری کے نسخہ مطبوعہ ہند کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔ اس غریب نے پاکستانی کی بجائے مجھے ہندی لکھا اور لطف کی بات یہ کہ دوسری جلد کے اختتام پر جو میں نے لکھا تھا۔ قال العبد الضعيف ارشاد الحق عفا الله عنه و عن والديه وشيوخه و اخوانه محبيه قد استراح القلم من تسويد هذه التعليقات الخ۔ یہ پوری عبارت بھی اسی طرح شائع کر دی۔ جو اس سرقہ کی بین دلیل ہے۔ اسے کہتے ہیں۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ چراغ بکف دارد

13- مسند الامام ابی یعلی الموصلی۔ شیخ الاسلام الامام ابو یعلی احمدؒ بن علی بن المثنی الموصلی المتوفی 307ھ کی معروف تصنیف ہے۔ جو راقم ہی کی تحقیق وتخریج سے چھ جلدوں میں دار القبلہ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ سعودی عرب 1988ء میں طبع ہوئی۔ یہ مبارک کام بھی ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد میں سرانجام پایا۔ والحمد لله على ذلك۔

14- کتاب المعجم۔ یہ بھی امام ابو یعلی الموصلی کی کتاب ہے جس میں امام موصوف نے اپنے 274 شیوخ کی مرویات کا ذکر کیا ہے۔اس کی تحقیق وتخریج کا کام بھی راقم نے بفضل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا۔ یہ کتاب شوال 1407ھ میں ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد سے ایک جلد میں شائع ہوئی۔ جس کے مقدمہ میں اس ناکارہ نے امام ابو یعلی کے مزید بارہ شیوخ کا تذکرہ کیا اور بعد میں ان کے دو مزید اساتذہ کا علم ہوا جس کا اضافہ ان شاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں کیا جائے گا۔

15- جلاء العينين بتخريج روايات البخاری في جزء رفع اليدين - مؤلفہ شیخ العرب والعجم الشیخ السید بدیع الدین الراشدی۔ راقم ہی نے اس کے مسودہ کو صاف کیا حوالوں کی مراجعت کی اور مولانا فیضؒ الرحمٰن الثوری کی تعلیقات علی جزء رفع الیدین سے مزید فوائد کا اضافہ کیا اور بعض مقامات پر راقم نے ضروری امور کی وضاحت بھی کی۔ اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ رفع الیدین کے موضوع پر عربی میں یہ سب سے جامع کتاب ہے جو 1403ھ بمطابق 1983ء میں ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ بعد ازیں 1996ء میں کویت کے ہماری سلفی بھائی شیخ بدر البدر حفظہ اللہ کی مراجعت سے دار ابن حزم بیروت میں طبع ہوئی۔ جس میں انہوں نے جزء رفع الیدین کے قدیم خطی نسخہ سے جو حافظ ابن حجرؒ کے نسخہ سے نقل ہوا ہے مقابلہ کیا۔ اس میں دو اثر مزید ایسے ہیں جو مطبوعہ نسخوں میں نہیں۔ ان آثار کا بھی انہوں نے اضافہ کیا۔ جزاه الله عنا وعن جميع المسلمين۔

16 فضائل شهر رجب۔ امام ابو محمد الحسن بن محمد الخلال کا یہ رسالہ جو اس موضوع کی احادیث پر مشتمل ہے۔ پہلی بار راقم ہی کی تحقیق وتخریج سے ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد کے زیر اہتمام طبع ہوا۔

17- تبيين العجب بماورد فی فضل رجب۔ حافظ ابن حجرؒ العسقلانی کا یہ رسالہ پہلے طبع ہو کر نایاب ہو چکا ہے۔ سابقہ رسالہ کی مناسبت سے راقم نے اس کی تحقیق وتخریج بھی کر دی اور اسے نئے انداز سے زیور طبع سے آراستہ کر کے ادارۃ

العلوم الاثریہ فیصل آباد نے شائع کیا۔ یہ دونوں رسالے ایک ساتھ 1415ھ میں بمطابق دسمبر 1994ء میں طبع ہوئے۔

18- **اعلام اهل العصر باحكام ركعتي الفجر** ۔ یہ حضرت مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی کی معروف کتاب ہے۔ جو راقم ہی کی تحقیق وتخریج سے دوبارہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد کے زیر اہتمام طبع ہوئی۔ پھر اس کا عکس 1986ء میں **مكتبة الثقافة الدينية القاهره** مصر سے شائع ہوا۔ جس پر ناشرین نے بڑی ہی ڈھٹائی سے یہ بھی لکھ دیا کہ حقوق الطبع و**النشر محفوظة للناشر۔ (فاعتبروا يااولی الابصار)**

19- ترجمہ صحیح ابن خزیمہ جلد اول۔ مترجم مولانا حافظ محمد ادریس سلفی صاحب دارالسلام محمدی مسجد کراچی۔

20- تخریج احادیث مجالس الابرار۔ راقم اثیم ہی نے یہ کام سہیل اکیڈیمی کے ایماء سے کیا۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ اب کن مراحل میں ہے۔

21- **المسند الكبير**، للامام ابی العباس محمد بن اسحاق السراج النیسابوری، امام السراج کی اس کتاب کا ناقص نسخہ دستیاب ہوا۔ جس کی تحقیق وتخریج اللہ تعالی کی توفیق سے یہ ناکارہ مکمل کر چکا ہے ان شاء اللہ یہ بھی جلد زیور طبع سے آراستہ ہوجائے گی۔

22- **تخريج الاحاديث والآثار، لازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء** ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عظیم الشان کتاب کی تخریج بھی راقم مکمل کر چکا ہے **والحمدلله على ذلك** اوران مسودات کی تکمیل میں میرے رفیق کار مولانا عبدالحی انصاری حفظہ اللہ بھی برابر شریک رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اصل کتاب فارسی میں ہے اس کی تعریب وتخریج وغیرہ پر مشتمل ایک جلد کا مسودہ بھی مکمل ہو چکا ہے اور اس کی تعریب ہمارے فاضل دوست مولانا بشیر احمد صاحب نے کی، جو عربی کا سلجھا ہوا ذوق رکھتے ہیں۔

23- ترجمہ اربعین نووی۔ مولانا عزیز زبیدی حفظہ اللہ نے کیا جو 1952ء میں لاہور

سے شائع ہوا۔

24- المنهج الاسعد فی ترتیب احادیث المسند للامام احمد معه الفتح الربانی بشرح الشیخ احمد شاکر۔ مرتبہ حضرت مولانا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ۔ (مطبوع) جس میں مولانا رحمانی نے مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ کے ساتھ ساتھ فہرست میں الفتح الربانی اور شیخ شاکر کے حواشی سے مطبوعہ نسخہ مسند کے صفحات کی نشاندہی کی ہے۔

25- مراسیل ابی داؤد۔ تحقیق وتخریج حضرت مولانا محمد عبدہ الفلاح حفظہ اللہ۔ امام ابو داؤدؒ کی مراسیل کا نسخہ عموماً بلا اسناد طبع ہوا تھا۔ ہمارے مولانا نے اسے بالا سناد تحقیق سے معهد الشریعة والصناعة کوٹ ادو کی طرف سے شائع کیا ہے۔

26- الردعلی الجوهر النقی ۔ مؤلفہ حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ۔ اس کا مکمل مسودہ الجامعۃ الاثریہ جہلم میں محفوظ ہے۔

27- تحقیق وتخریج جزء رفع الیدین ۔ مؤلفہ مولانا فیض الرحمان الثوری جو نشر السنہ ملتان سے مطبوع ہے۔

28- تحقیق وتخریج جزء القراءة للامام البخاری ۔ مؤلفہ حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوریؒ۔

29- تحقیق وتخریج فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور۔ علامہ محمد حیات سندھی کے رسالہ فتح الغفور کی تخریج بھی مولانا فیض الرحمٰن نے کی جسے جمعية الطلبة جلال پور نے طبع کرایا۔

30- تخریج احادیث احسن التفاسیر ۔ مرتبہ مولانا محمد ادریس کیلانی جو المکتبۃ السّلفیہ لاہور سے 1985ء میں شائع ہوئی۔

31- مختصر حاشیه قیام اللیل للامام المروزی۔ مؤلفہ مولانا سید عبدالشکور اثری صاحب حفظہ اللہ مطبوع ہے۔

32- ترجمه قیام اللیل۔ مولانا عبدالرشید حنیف آف جھنگ (مطبوع)

33- جزء علی بن محمد الحمیری ۔تخریج وتحقیق مولانا زبیر علی زئی حفظہ اللہ‘ حدیث اکیڈیمی فیصل آباد۔

34- مسند الامام الحمیدی ۔تخریج وتحقیق مولانا زبیر علی حفظہ اللہ۔ جو مکتبہ دارالسلام میں زیر طبع ہے۔

35- حاشیہ سنن ابی داوٗد۔ مولانا زبیر علی۔ جوان شاء اللہ مکتبہ دارالسلام کے زیر اہتمام طباعت کے مراحل میں ہے۔

36- الجهاد لابن تیمیه۔ تحقیق وتخریج مولانا زبیر علی۔ مسودہ

37- جزء مسائل ابن ابی شیبه " " " " " " " " " "

38- الاربعین لابن تیمیة " " " " " " " " " "

39- تخریج احادیث السیرة النبویة لابن هشام " " " " " " " " " "

40- ارشاد العباد الی تخریج احادیث خلق افعال العباد۔ مولانا ابو حمزہ عبدالحمید المری (مسودہ)

41- ازالة عن حدیث التربة ۔مولانا عبدالقادر حبیب اللہ السندھیؒ مطبوعہ الجامعۃ الاثریہ جہلم۔

42- الاربعون البلدانیة للامام ابی طاهر السلفی ۔تحقیق وتخریج مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب آف ملتان (زیر طبع)

43- کشف النقاب عما روی الشیخان لاصحاب‘ للحافظ کیکلدی‘ تحقیق وتعلیق جناب مولانا ڈاکٹر عبدالروٗف ظفر صاحب صدر شعبہ السیر ۃ بہاولپور یونیورسٹی‘ جو الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور سے شائع ہوئی۔

44- الفوائد من المستخرج علی صحیح مسلم ابن الحجاج ۔للامام ابی العباس محمد بن اسحاق السراج۔ تحقیق وتخریج ودراسہ مولانا الدکتور اکرم حسین علی السندی۔ استاد الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد۔ (مسودہ)

45- الاحادیث المنتقی من عدة الحداد ۔للامام ابی علی الحسن بن احمد

الاصبہانی۔ تحقیق و تعلیق مولانا ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب۔ یہ کتاب مجلّہ علوم اسلامیہ بہاولپور میں 1992ء دسمبر میں شائع ہوئی۔

46- الاحسان الی ترتیب صحیح ابن حبان ۔اس کی جلد چھ پر مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب اسلام آباد نے ڈاکٹریٹ کی سند لی۔(مسودہ)۔

47- تحقیق مرویات ابی امامة الباهلی من مسند الامام احمد ۔مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب (مسودہ)۔

48- تحقیق وتخریج المعجم الصغیر للطبرانی ۔مولانا پروفیسر طالب الرحمٰن شاہ صاحب (مسودہ)۔

49- تحقیق و تخریج المعجم الصغیر للطبرانی ۔مولانا محمد صادق خلیل صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)۔

50- مسند ام المؤمنین عائشة من الجوامع الکبیر للسیوطی ۔تخریج وتحقیق جناب مولانا محمد عثمان مدنی صاحب' یہ 1992ء میں کراچی سے طبع ہوئی۔

51- تخریج احادیث الواردة فی حد شرب الخمر۔ مولانا مسعود الرحمٰن جانباز صاحب (مسودہ)۔

52- تخریج احادیث الوارده فی القصاص۔مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی صاحب منکیرہ (مسودہ)۔

53- تخریج احادیث الفتن من المطالب العالیة ۔دکتور حافظ عبدالقادر صاحب گوندل فیصل آبادی (مطبوع)۔

54- مفتاح الهدی لاحادیث الکنی۔ الکنی للدولابی میں وارد شدہ احادیث کی فہرست۔ مرتبہ مولانا صاحبزادہ برق التوحیدی صاحب حفظہ اللہ (مطبوع)۔

55- التحقیق والدراسة شرح ابی داؤد لابن رسلان ۔مولانا سہیل حسن صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)۔

56- ترجمه تجرید البخاری۔مولانا عبدالستار حماد صاحب (مطبوع)

57- ترجمہ بلوغ المرام مولانا عبدالتوابؒ تصحیح ونظر ثانی مولانا عزیز زبیدی مدظلہ۔ نشر السنۃ ملتان۔

58- المفتاح الکبیر لاحادیث المیزان والتاریخ الکبیر ۔مرتبہ صاحبزادہ برق التوحیدی صاحب بیت التوحید ٹوبہ۔

59- ترجمہ مختصر الترغیب والترهیب۔مترجم مولانا محمد خالد سیف صاحب۔الدعوۃ والقرآن راولپنڈی۔

60- السمط الابریز حاشیه مسند عمر بن عبدالعزیز للامام ابن الباغندی۔مؤلفہ الشیخ السید بدیع الدین الراشدی (مطبوع)

61- المراة لطرق احادیث قراء ة الامام له قراء ة ۔ للشیخ بدیع الدین رحمہ اللہ (مسودہ)۔

62- توفیق الباری لترتیب جزء رفع الیدین للبخاری " " " " " " "

63- غاية المرام فی تخریج احادیث جزء القراء ة خلف الامام: للامام للبخاری " " " " " " " " " "

64- القندیل المشعول فی تحقیق حدیث اقتلوا الفاعل والمفعول "

"

65- صریخ المهمد فی وصل تعلیقات موطا للامام محمد " " " " "

66- الاجابة مع الاصابة فی ترتیب احادیث البیهقی علی مسانید الصحابة " " " " "۔

67- التبویب لاحادیث تاریخ الخطیب " " " " "۔

68- التعلیقات الراشدیه علی شرح اربعین النوویه للشیخ محمد حیات السندهي " " " ""۔

69- ترجمہ جزء رفع الیدین، مولانا محمد سلیمان انصاری (مطبوع)۔

70- ترجمہ جزء رفع الیدین مولانا محمد خالد گھرجاکھی (مطبوع)۔

71- ترجمہ جزء القراءۃ " " " " " " "۔

72- انتخاب حدیث، ترجمہ وتشریح۔ مرتبہ مولانا عبدالغفار حسن متعنا الله بطول حياته ۔

73- بینات، ترجمة مشكلات الاحاديث النبويه ۔ مولانا عاصم الحدادؒ جو پہلے مولانا محمد نصرت اللہ مالیرکوٹلوی کے نام سے معروف تھے۔

74- ترجمہ سنن دارمی۔ مولانا عبدالرشید حنیف آف جھنگ۔

75- مالا يسع المحدث جهله۔ تحقیق مولانا عبدالعزیز نورستانی (مطبوع)

76- فتح الباقی بشرح الفية العراقی للشيخ زكريا الانصاری تحقيق وتعليق مولانا حافظ ثناء اللہ الزاهدی حفظہ اللہ۔

77- القاب الحدیث ۔

78- توجيه القاری الى القواعد والفوائد الاصولية والحديثية والاسنادية۔ لہ ایضاً مطبوعہ مجلس التحقیق الاثری جہلم 1986ء۔

79- تحقيق الغاية بترتيب الرواة المترجم لهم فی نصب الراية " " " " "

80- الحافظ نور الدين الهيثمی وكلامه فی الرجال ۔ للشیخ الحافظ ثناء اللہ الزاهدی حفظہ اللہ (مسودہ)

81- التصريح بمنهج الامام مسلم و عاداته فی الصحيح " " " " "

82- الامام ابن تيميه و علوم الحديث " " " " " "

83- الحافظ بدر الدين العينی و علوم الحديث " " " " " " " " ".

84- ابن حزم الظاهری وعلوم الحديث " " " " " " " "

85- البيهقی وكلامه فی الرجال " " " " " " " "

86- الامام ابن الهمام وعلوم الحديث " " " " " " "

87- ابن الجوزی وکلامه فی الرجال " " " " " " " "

88- النووی وعلوم الحدیث " " " " " " " "

89- تخریج احادیث نور الانوار۔ مع حاشیہ " " " " " " " "

90- اکمل البیان فی شرح حدیث النجد قرن الشیطان ۔ مولانا محمد اشرف سندھو۔ یہ رسالہ دوسری بار شیخ عبدالقادر السندھی کی تقدیم و تحقیق سے دارالمنار الریاض سے بھی طبع ہو چکا ہے۔

91- التعقیب علی التقریب لابن حجر والتعلیقات ایضاً۔ راقم الحروف کی تحقیق سے تقریب التھذیب کے آخر میں دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور سے 1985ء میں شائع ہوئی۔

92- ترجمة تذکرة الحفاظ۔ مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب مدظلہ۔ مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور۔

93- التعلیقات الاثریه علی الفیة الحدیث للعراقی ۔ مولانا محمد رفیق الاثری، جمعیۃ النشر والتالیف الاثریہ جلال پور پیر والا ملتان۔

94- تفهیمات شرح نخبة الفکر ۔ مؤلفہ فضل الرحمٰن کلیم سیالکوٹی مدظلہ (مطبوع)۔

95- اصطلاحات المحدثین ۔ مولانا سلطان محمود محدث جلال پور پیروالا۔

96- تعریب وتعلیق عجالة نافعة ۔ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب اظہر (مطبوع)۔

97- کتابت حدیث عہد نبوی میں ۔ مولانا سید ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ (مطبوع)۔

98- کتابت حدیث تا عہد تابعین ۔ مولانا محمد خالد سیف صاحب حفظہ اللہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد سے طبع ہوئی۔

99- احادیث الصحیحین بین الظن والیقین ۔ مولانا حافظ ثناء اللہ الزاھدی (مطبوع)

100- اهمية الاسناد فی الروایة۔ دکتور وسیم عثمان صاحب مدنی کراچوی۔

101- منهج الامام البخاری الاصولی فی صحیحه۔ مولانا حافظ محمد شریف صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)۔

102- موضوع احادیث تاریخ واسباب۔ مولانا یحییٰ گوندلوی صاحب (مطبوع)

103- موضوع احادیث اور اس کے مراجع۔ مولانا محمد اکرم رحمانی صاحب ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد سے طبع ہوئی۔

104- التصحیف واثره فی الصحیحین۔ جناب پروفیسر طیب شاہین صاحب ملتان (مسودہ)۔

105- رجال سنن الدارقطنی۔ جناب پروفیسر محمد اسماعیل صاحب گورایہ (مسودہ)۔

106- ضعیف احادیث کی معرفت۔ مولانا غازی عزیر صاحب حفظہ اللہ۔ نشر السنۃ ملتان۔

107- اتحاف النبیه فیما یحتاج الیه المحدث والفقیه۔ تحقیق وتعلیق حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ (مطبوع)۔

108- تقیید المهمل۔ تحقیق ودراسہ جناب مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب حفظہ اللہ (مسودہ)۔

109- تحفة ذو العرب فی مشکل الاسماء والنسب۔ تحقیق ودراسہ مولانا ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب (مسودہ)۔

110- اسماء رجال المصابیح۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب (مسودہ)۔

111- تحقیق وتعلیق الاکمال للحسینی۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ (مسودہ)۔

112- تلخیص الکامل لا بن عدی۔ مولانا زبیر علی زئی صاحب (مسودہ)۔

113- تلخیص الضعفاء للعقیلی " " " " " "

114- تسمیة المشائخ الذین روی عنهم الامام البخاری لابن منده۔ تحقیق ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب (مطبوعہ) الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور۔

115- فهرست احادیث اخبار اصبهان ۔ارشاد الحق اثری (مسودہ)

116- فهرست احادیث الفقیه والمتفقه " " " " " " " "

117- فهرست احادیث الموضح للخطیب " " " " " " " "

118- فهرست معجم الصغیر للطبرانی " " " " " " " "

119- تلخیص الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ۔مرتبہ مولانا عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ۔

120- ترجمة الاسماء والصفات للبیهقی " " " " " " "

121- ابواب السعادة فی اسباب الشهادة للسیوطی ۔تحقیق مولانا منیر وقار و حافظ ذکاء اللہ الزاہد صاحبان۔مطبوعہ مرکز الامام البخاری صادق آباد۔

122- مطلع البدرین فی من یؤتی اجره مرتین للسیوطیؒ ۔تحقیق مولانا الطاف الرحمن صاحب۔مطبوعہ مرکز الامام البخاری۔

123- نتیجة الفكر فی الجهر بالذكر للسیوطیؒ - تحقیق الشیخ قمر الزمان صاحبؒ " " " " " " " " " " "

124- عظمت حدیث۔مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ دار العلم اسلام آباد۔

125- حجیت حدیث۔مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ ۔اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور۔

126- اسبال المطر علی قسب السكر ۔تحقیق و تعلیق مولانا محمد رفیق الاثری صاحب۔مطبوعہ جمعیۃ النشر والتالیف الاثریہ جلال پور پیر والہ ملتان۔

127- التاریخ الصغیر للامام البخاری۔ادارۃ ترجمان السنۃ لاہور۔

128- الضعفاء الصغیر للامام البخاری " " " " " " " "

129- الضعفاء والمتروکین للنسائی " " " " " " " "

130- لمعات التنقيح فی شرح مشکاۃ المصابیح للشیخ عبدالحق الدهلوی۔ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور، مولانا مفتی محمد عبیداللہ صاحب کی تحقیق و تعلیق اور مولانا عبدالرحمٰن گوہڑوی صاحب کی تخریج سے 1970ء میں شائع ہوئی اور اس کی صرف تین جلدیں ہی شائع ہوسکیں۔

131- تراجم الرواۃ لکتاب القراءۃ للبیہقی ۔ للشیخ السید محب اللہ الراشدیؒ۔

132- کشف اللثام عن تراجم الرواۃ الذین یروون حدیث لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام، له ایضاً۔

133- طریق السداد وفصل المقال فی تراجم الرجال الثقات ' له ایضاً۔

134- النبال الذین لیس لهم ذکر فی تهذیب الکمال ' له ایضاً۔

135- ثقات الرجال من تاریخ جرجان ' له ایضاً۔

136- تعلیق المحب الحسینی علی التقریب للحافظ العسقلانی ' له ایضاً۔

137- التعلیقات علی صحیح ابن حبان ' له ایضاً۔

138- ایضاح المرام واستیفاء الکلام علی تضعیف حدیث النهی عن الانتعال فی حال القیام ' له ایضا

139- تسکین القلب المشوش باعطاء التحقیق فی تدلیس الثوری والاعمش ' للشیخ السید محب الله الراشدیؒ (مسودہ)۔

140- ترجمة علوم الحدیث للشیخ محمد علی قطب، للشیخ مولانا عمر فاروق السعیدی صاحب مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

141- ترجمہ تیسیر مصطلح الحدیث للشیخ محمود طحان، مترجم مولانا عبدالرشید تونسوی صاحب' مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

142- ضرب حدیث مولانا محمد صادق سیالکوٹی مرحوم۔ نعمانی کتب خانہ لاہور۔

143- اعجاز حدیث " " " " " " " "

144- حدیث رسول کا تشریعی مقام۔ مولانا پروفیسر غلام احمد حریری رحمہ اللہ۔ یہ دراصل ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم کی مشہور کتاب "السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی" کا ترجمہ ہے۔

145- علوم الحدیث۔ علامہ حریری مرحوم۔ یہ بھی ڈاکٹر **صبحی** صالح مرحوم کی معروف کتاب " علوم الحدیث ومصطلحہ " کا ترجمہ ہے۔ جو قبول عام حاصل کر چکا ہے۔

146- شرح الحدیث و الفقه۔ علامہ حریری مرحوم۔

147- **العروة الوثقی لمنبع سنة سید الوری** ، مولانا عبداللہ جھاؤ میاں، فقہی ترتیب پر احادیث کا مجموعہ اور ترجمہ و تشریح۔

148- عمدة الصلاة وفائز النجاة 'لہ ایضا۔ نماز کے متعلقہ احادیث کا ترجمہ و تشریح۔

149- ترجمہ شرح الصدور 'لہ ایضاً۔

150- ترجمہ البدور السافرة 'لہ ایضاً۔

151- **الحرز المکنون من لفظ المعصوم المامون** 'نواب صاحبؒ۔ ثلاثیات بخاریؒ کی شرح و مسائل' (عربی)۔

152- البنیان المرصوص من بیان ایجاز الفقه المنصوص (فارسی) نواب صاحب۔ یہ مسک الختام شرح بلوغ المرام کی تلخیص ہے۔

153- **عین الیقین ترجمه اربعین** 'نواب صاحب۔ امام غزالیؒ کی **الاربعین فی اصول الدین** کا ترجمہ ہے۔

154- غنیة القاری ترجمة ثلاثیات البخاری 'نواب صاحبؒ۔

155- عین الیقین ترجمة اربعین' نواب صاحبؒ امام غزالیؒ کی

الاربعین فی اصول الدین کا ترجمہ ہے۔

156- تمیمة الصبی فی ترجمة الاربعین من احادیث النبیؐ ' نواب صاحب۔

157- اربعون حدیثا فی فضائل الحج والعمرة ' نواب صاحب۔

158- اربعون حدیثا متواترة ' لہ ایضاً۔

159- الادراک لتخریج احادیث ردالا شراک ' لہ ایضاً۔

160- تقویة الایقان (اردو) بشرح حلاوة الایمان ' لہ ایضاً۔

161- ضوء الشمس من شرح حدیث بنی الاسلام علی خمس ' لہ ایضاً (اردو)۔

162- ازالة الحیرة عن معنی حدیث لاعدوی ولاطیرة ' لہ ایضاً (فارسی)۔

163- اطلاق المحبوس عن اسرار احادیث النفوس ، لہ ایضاً (فارسی)۔ ان اللہ تجاوز لا متی عما حدثت بہ الخ کی تشریح پر مشتمل ہے۔

164- جھر الھمس من معنی بنی الاسلام علی خمس ، لہ ایضاً (فارسی)

165- صعود الصفلة فی بیان معنی بعض احادیث الصفات - (فارسی)۔

166- انارة الضمیر المستھام ببیان معنی حدیث التعمیر فی الاسلام ' (فارسی) حدیث ان العبدا ذا بلغ اربعین سنة الخ کی شرح و تخریج پر مشتمل ہے۔

167- تشکیل الصور ببیان حکم احادیث فضائل السور ' لہ ایضاً (فارسی)۔

168- زیادة الایمان باعمال الجنان (اردو) ' لہ ایضاً۔ احادیث فضائل اوقات واماکن کی تشریح۔

169- ثبات القدم على معنى حديث خلق الله آدم (فارسی)' لہ ایضاً۔ جو حدیث خلق اللہ آدم علی صورتہ کی تشریح پر مشتمل ہے۔

170- لب اللباب من طريق الجمع بين حديث تحريم اكل الميتة وحديث الانتفاع بالاهاب، (فارسی)' لہ ایضاً۔

171- مالا بد من الرجوع اليه فى الكلام على حديث رفع عن امتى الخطاء والنسيان وما استكرهوا عليه' لہ ایضاً (فارسی)۔

172- ازالة الضير بتحديدا لقرون الثلاثة المشهود لها بالخير ،لہ ایضاً (فارسی)۔

173- بسط الفرش لاستقراء الخصال الموجبة لظلال العرش ' لہ ایضاً، فارسی۔

174- 2منتخب عمل اليوم والليلة لابن السنى، مولانا نور الحسن قنوجی۔

175- انوار المشارق، لہ ایضاً۔ شرح بلوغ المرام سید احمد حسن عرشی قنوجی۔

176- شرح تیسیر الوصول الی حدیث الرسول' لہ ایضاً۔

177- المواهب اللطيفة على مسند الامام ابى حنيفة، لہ ایضاً۔

178- الكلام المدهش المنيه من سماع علقمة عن ابيه ، مولانا محمد مچھلی شہری۔

179- الروايات المصححه لاثبات رفع المسبحة، لہ ایضاً۔

180- الصراط السوى فى صلاة النبى ' لہ ایضاً ۔

181- تخريج الأحاديث المروية من العشرة النبوية، لہ ایضاً۔

182- تخريج أحاديث بلاغات الموطأ، لہ ایضاً۔

183- القويم فى أحاديث النبى الكريم ﷺ، مولانا سخاوت علی جونپوری، صحیح احادیث کا مجموعہ، ترجمہ مع تشریح۔

184- نظم الدرر فى مسانيد الفريد الاحقر، مولانا فرید الدین کاکوری

1335ھ۔

185- حواشي على مسند عمر بن عبدالعزيز، مولانا عبدالتوابؒ ملتانی۔

186- حواشي على الاشارات الى بيان اسماء المبهمات، لہ ایضاً۔

187- حواشيّ على بعض اجزاء مصنف ابن ابى شيه ، لہ ایضاً۔

188- حواشي على معدل الصلاة ، لہ ایضاً۔

189- حواشي كتاب القبل والمعانقه والمصافحة ، لہ ایضاً۔

190- حواشي على قيام الليل ، لہ ایضاً ۔

191- حواشي على تحفة الودود بأحكام المولود، لہ ایضاً۔

192- شرح الشفاء، سید نذیر الدین احمدؒ 1352ھ۔

193- ترجمة اربعين للنودى پنجابى منظوم ، مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھویؒ

194- حدیث کی پہلی کتاب، مولانا عبدالمجید سوھدروی۔

195- حدیث کی کتاب (تین حصے) لہ ایضاً۔

196- اربعین نووی، ترجمہ، لہ ایضاً۔

197- نجاة المؤمنين فى حفظ الأربعين ، عربی اردو، مولانا الٰہی بخش بڑاکری، بخاری و مسلم کی 40 احادیث متعلقہ ایمان و عقائد کا ترجمہ و تشریح۔

198- شرح حديث ام زرعة، لہ ایضاً۔

199- خيار الدعوات، مولانا عبدالرحمٰن بقاغازیپوری۔

200- اقامة الدلائل على سماع علقمة عن ابيه وائل ۔ مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی۔

201- ترجمة الأدب المفرد للبخاري، مولانا ابو محمد ابراھیم آروی۔

202- اربعين محمدى، مولانا محمد جوناگڑھی۔

203- سيف محمدى، لہ ایضاً۔

204- برهان محمدی،لہ ایضاً۔

205- شمع محمدی،لہ ایضاً۔

206- مائة ثنائیة۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔

207- اربعین ثنائیة' لہ ایضاً۔

208- خصائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم' لہ ایضاً۔

209- قضیة الدحیث فی حجیة الحدیث مولانا ابوالقاسم بنارسیؒ۔

210- لوء لوء الشرع فی حدیث ام زرع 'لہ ایضاً۔

211- حصول المرام' لہ ایضاً۔متعلقہ احادیث احکام۔

212- اربعین محمدی' لہ ایضاً۔

213- ترجمہ کتاب الرد علی ابی حنیفه لابن ابی شیبة،لہ ایضاً۔

214- التعلیق علی سنن الدارمی،مولانا عبدالجلیل سامرودی' غیر مطبوع عربی۔

215- نسیم الریاض من ریاض الصالحین،لہ ایضاً۔

216- اکمال ترجمة اسماء الرجال،مولانا ابوالحسن سیالکوٹی۔

217- البیان المکمل فی تحقیق الشاذو المعلل،مولانا حسین بن محسن انصاری۔

218- التحفة المرضیة فی حل بعض المشکلات الحدیثیة،لہ ایضاً۔

219- البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبین ' مولانا محی الدین نومسلم' مشکوٰۃ کی کتاب الصلاۃ تک کا ترجمہ وتشریح۔

220- ترجمه جزء القراء ۃ' للامام البخاری 'مولانا ابومحمد زین العابدین۔

221- اربعین اصلاحی ۔مولانا محمد مھدی رضا بھاری ۔روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل پر چالیس احادیث مع ترجمہ وتشریح۔

222- انتخاب الحدیث۔ 2 جلد،مولانا ابوالقاسم خالدؒ۔

223- تخریج احادیث شرح العقائد۔مولانا بشیر الدین قنوجیؒ۔

224- احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال،لہ ایضاً۔

225- اربعین سلیمانیه، مولانا عبدالحمید اٹاوی حیدر آبادی۔

226- چہل حدیث در فضائل قرآن شریف،لہ ایضاً۔

227- اربعین حمیدیه ،لہ ایضاً۔

228- تمیمة الصبی من احادیث النبی صلی الله علیه وسلم،لہ ایضاً۔

دو تین حروف پر مشتمل مختصر احادیث تا کہ بچوں کے یاد کرنے میں آسانی ہو۔

229- المصطفیٰ بترجمة المنتقی،مولانا عبدالحمید اٹاوی۔

230- تخریج عسقلانی۔اردو،مولانا احمد اللہ برتاب گڑھی یعنی الدرایہ کا ترجمہ

231- تخریج الزیلعی،اردو، لہ ایضاً۔نصب الرایہ کا ترجمہ۔

232- مشكاة الأنوار لتسهيل مشارق الانوار،مولانا عبدالغفور غزنویؒ۔

233- ریاض الصالحین،مترجم ومحشی،مولانا عبدالغفور غزنویؒ ۔

234- ترجمہ کتاب الروح' مولانا محمد داؤد راغب رحمانیؒ۔

235- ترجمة زبدة البخاری ،شیخ عمر ضیاء الدین مصریؒ نے صحیح بخاری کی تلخیص زبدۃ البخاری کے نام سے کی۔جس کا ترجمہ مولانا عزیز الحسن مرحوم نے کیا۔

236- الوضع والوضاعون فی الحدیث،دکتور محمد ابراھیم محمد ھارون بنارسی۔

237- تحقیق اصول السنة لأبی عبدالله محمد بن عبدالله الاندلسی ،لہ ایضاً۔

238- تحقيق الأربعين لابی الفتح المقدسی ،لہ ایضاً۔

239- تحقیق احادیث مختارة من موضوعات الجوز قانی وابن الجوزی للذهبی،شیخ عبدالرحمٰن فریوائی۔

240- تحقيق جزء الحسن بن عرفه العبدی،لہ ایضاً۔

241- تخریج اضواء علی طریق الدعوة الی الاسلام للجامی،لہ ایضاً۔
242- تحقیق العوالی من جزء ابن عرفة العبدی للذهبی،لہ ایضاً۔
243- تحقیق الزهد لهناد بن السری،لہ ایضاً۔
244- تحقیق الزهد لوکیع بن الجراح، لہ ایضاً۔
245- تحقیق الزهد لابی داؤد' لہ ایضاً۔
246- تحقیق الزهد لابی حاتم'لہ ایضاً۔
247- زهد الثمانیة عن التابعین لعلقمة بن المرثد،لہ ایضاً۔
248- تحقیق الباعث الحثیت فی فضل علم الحدیث للسامرودی ، لہ ایضاً۔
249- تحقیق التذکر ة والاعتبار والانتصار للابرار' لعماد الدین الواسطی،لہ ایضاً۔
250- تحقیق جزء بیبی بنت عبدالصمد الهرثمیة،لہ ایضاً۔
251- تحقیق الموضوعات للذهبی،لہ ایضاً۔
252- تحقیق البرو الصلة لابن المبارک ،لہ ایضاً۔
253- تحقیق الذخیر فی ترتیب احادیث الکامل لابن عدی ،لہ ایضاً۔
254- تحقیق الموضوع لابن الجوزی،لہ ایضاً۔
255- تحقیق نسخة وکیع عن الاعمش' للامام وکیع،لہ ایضاً۔
256- تحقیق الاباطیل والمناکیر للجوزقانی ۔
257- تحقیق تحفة الراکع والساجد فی شرح حدیث لاتشدالرحال الالی ثلاثة مساجد، لہ ایضاً۔
258- تحقیق تذکرة الموضوعات لابن طاهر المقدسی،لہ ایضاً۔
259 تحقیق الاسماء والصفات للبیهقی 'لہ ایضاً۔
260- تحقیق کتاب الادب لابن ابی شیبة ،لہ ایضاً۔

261- تحقیق مرویات سمرة بن جندب فی مسند الامام احمد، للدکتورعبدالعزیز المبارکپوری۔

262- تحقیق الوضع والوضاعون ،للدکتورعبدالوھاب،خلیل الرحمٰن صدیقی۔

263- تحقیق مسائل الامام احمد بروایة ابنه ابی الفضل صالح ، للدکتورفضل الرحمٰن گونڈوی۔

264- تحقیق کتاب الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان صرف دوسری جلد۔دکتورجاویداعظم بنارسی،غیرمطبوع۔

265- تحقیق التوضیح الأبھر فی شرح التذکرة فی الاثر لابن الملقن للسخاوی،لہ ایضاً،غیرمطبوع۔

266- تحقیق مشکل الآثار للطحاوی،مولاناعبیداللہ ابوالقاسم بنارسی غیر مطبوع۔

267- تحقیق مرویات ام سلمة من مسند الامام احمد ،لہ ایضاً' غیر مطبوع۔

268- تحقیق کتاب العظمة لابی الشیخ الاصبھانی دکتوررضاءاللہ مبارکپوری۔

269- تحقیق الفتن لابی عمرو الدانی المقری،لہ ایضاً۔

270- تحقیق فضائل الصحابه للامام احمد،دکتوروصی اللہ محمدعباس۔

271- الاحادیث الوارد ة فی المهدی فی میزان الجرح والتعدیل ' دکتورعبدالعلیم عبدالعظیم۔

272- تحقیق عصمة الانبیاء للجوزقانی ،لہ ایضاً۔

273- تحقیق احادیث الجمعة،دکتورعبدالقدوس محمدنذیر۔

274- تحقیق کتاب الآداب للبیهقی ،لہ ایضاً۔

275- تحقیق مجمع البحرین فی زوائد المعجمین للهیثمی،لہ ایضاً۔

276- تحقیق غایة المقصود فی شرح سنن ابی داؤد،لہ ایضاً۔

277- فهرس الاحادیث الواردة فی المجروحین لابن حبان،لہ ایضاً۔

278- تحقیق تلخیص العلل المتناهیة لابن الجوزی ،دکتور محفوظ الرحمٰن سلفی۔

279- تحقیق البحر الذخار المعروف مسند البزار،لہ ایضاً۔

280-تحقیق الرؤیة لأبی سعید ابن الاعرابی،لہ ایضاً۔

281- تحقیق مسند الهیثم بن کلیب،لہ ایضاً۔

282- المرسل وحجیته ،لہ ایضاً۔

283- تحقیق کتاب حدیث ابن عرفة،دکتور محمد اسحاق محمد ابراہیم۔

284- تحقیق الکتب الستة واسانیدها الی مؤلفیها،لہ ایضاً۔

285- تحقیق رد الاشراك،مولانا محمد عزیر شمس۔

286- الغوامض والمبهات، لعبد الغنی الازدی،لہ ایضاً۔

287- اللألی المنثورة فی الاحادیث المشهوره للزرکشی،لہ ایضاً۔

288- تحقیق الرباعی فی الحدیث لعبد الغنی الازدی،لہ ایضاً۔

289- تحقیق حدیث قس بن ساعدة الایادی،لہ ایضاً۔

290- تحقیق مسألة العلو والنزول فی الحدیث لابن طاهر المقدسی ،مولانا صلاح الدین مقبول۔

291- تحقیق تحفة الأنام فی حدیث خیر الأنام للشیخ محمد حیات سندھی، لہ ایضاً۔

292- زوابع حول السنة قدیما وحدیثا۔لہ ایضاً۔

293- تحقیق ارشاد طلاب الحقائق الی معرفة سنن خیر الخلائق للنووی۔مولانا عبدالباری فتح اللہ سلفی۔

294- تحقیق الفتح السماوی فی تخریج احادیث تفسیر البیضاوی للمناوی، مولانا احمد مجتبیٰ محمد نذیر سلفی۔

295- تحقیق الذخیرة فی الاحادیث الضعیفة والموضوعة لابن طاہر' لہ ایضاً۔

296- تحقیق البدر المنیر لابن الملقن، مولانا محمد اقبال محمد اسحاق گونڈوی۔

297- تحقیق شرح حدیث ماذئبان جائعان لابن رجب ، مولانا ابو القاسم عبدالعظیم مئوی۔

298- تحقیق جزء فیه ثلاثة وثلاثون حدیثا للبغوی۔ مولانا محمد یسین محمد ادریس۔

299- تحفة الاخیار ترجمة مشارق الانوار ۔مولانا خرم علی بلھوری جو 1318ھ میں نول کشور لکھنؤ سے طبع ہوا۔

300- لغات الحدیث ، مولانا وحید الزمان۔

301- ترجمه شرف اصحاب الحدیث، مولانا محمد جونا گڑھی۔

302- مشکلات الحدیث، مولانا سید ابو الخیر الحسنی ، سید موصوف کو علم حدیث میں مولانا عبدالرحمٰن بستوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ امام مالک کی موطاً انہیں یاد تھی۔ اور صحیح مسلم کو یاد کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس کی بھی ہزاروں حدیثیں مع اسناد حفظ تھیں۔ قرآن مجید کی طرح حدیث بڑے دلکش انداز سے پڑھتے۔ انہوں نے امام نووی کی ریاض الصالحین کا ترجمہ اپنی اہلیہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ مرحومہ سے کروایا جو 1945ء میں "زادسفر" کے نام سے طبع ہوا۔ یہ ترجمہ ذیلی عنوانات اور تشریحی نوٹس پر مشتمل ہے۔ جس پر مقدمہ مولانا سید سلیمان ندوی کا ہے۔ (پرانے چراغ جلد 2 ص 352,337)۔

303- تحقیق وتخریج اخبار الطوال للطبرانی ، صاحبزادہ برق التوحیدی صاحب (زیر طبع)۔

304- فضائل الرمي فی سبیل اللہ، امام ابویعقوب، اسحاق بن ابراہیم الھر وی 428ھ جسے مولانا فضل الرحمٰن باقی پوری نے ایڈٹ کیا اور حیدر آباد کے رسالہ اسلامک کلچر 1961ء میں شائع ہوا۔(چند رجال حدیث ص153,152)۔

305- شرح حدیث انما الاعمال بالنیات ،حضرت محدث روپڑی اردو (غیر مطبوع)

306- منہج الوصول إلی اصطلاح احادیث الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (فارسی) صفحات :- 234 ۔ مصنف :- نواب صدیق حسن خاں (1248-1307ھ)۔ مطبع:-شاہ جہانی بھوپال، طبع اول:-1292ھ۔

307- فراسة العریف لبیان العمل بالحدیث الضعیف (فارسی)۔ صفحات 24۔ مصنف: نواب صدیق حسن خاں۔ مطبع: شاہ جہانی بھوپال، طبع: 1295ھ۔

308- التعلیقات الاثریہ علی المقاصد المهمة الألفية (عربی) ۔صفحات 103 مصنف :- مولانا ابوالشفیق محمد رفیق الأثری ۔ مطبع: پاک الیکٹرک پریس ملتان، طبع 1968ء ۔

309- بهجة النظر فی مصطلح أهل الأثر (عربی) صفحات 16 ' مصنف:- مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری (ولادت 1942ء) ' مطبع: سلفیہ پریس بنارس، طبع اول 1403:ء

310- رسالہ اصول حدیث (اردو) ' مصنف:- مولانا ابوبکر بن محمد شیث جونپوری (1297ھ-1359ھ)

311- حاشیہ نزھة النظر (عربی) صفحات 200۔ مولانا عبدالسلام مدنی ۔ مطبع: سلفیہ پریس بنارس، طبع دوم 1983ء۔

312- تحفة أهل الفکر (عربی) صفحات 40۔ مصنف:- مولانا عبدالرحمٰن رحمانی مبارکپوری۔ مطبع .... طبع اول:1393ھ۔

313- تحفة الباقی علی الفية العراقی ۔ مصنف: مولانا محمد حسین

ھزاروی(1896ھ-1314ء)

314- شرح شرح نخبة الفكر لابن حجر -شارح: مولانا محمد حسین ہزاروی (1314ھ-1896ء)

315- تحفة اهل الحديث (عربی) -مصنف: مولانا محمد حسین ہزاروی -اس کا ذکر مقدمۃ غایۃ المقصود کے صفحہ 28 پر ہے۔

316- كشف الأستار عن رجال معاني الآثار (عربی) - تلخیص: مولانا ابوتراب رشد اللہ شاہ (م1340ھ)- یہ کتاب معاني الأخبار من رجال معاني الآثار للعيني کے تین اجزاء کی تلخیص ہے۔

317- عزيز المحدثين. مصنف:- مولانا عبدالعزیز صمدنی (م1341ھ)- اس کتاب کا ذکر اہلحدیث امرتسر فروری 1919ء میں ہے اس میں چند احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

318- رسالہ موضوعات حدیث- مصنف:- مولانا عبدالعزیز صمدنی- (اہلحدیث امرتسر فروری 1919ء)

319- شرح اسماء الرجال - مصنف: مولانا عبدالعزیز صمدنی- (اہلحدیث امرتسر فروری 1919ء)-

320- ابو هريرة فى ضوء مروياته (10 جلدیں)(عربی)- مصنف: ڈاکٹر مولانا محمد ضیاء الرحمان اعظمی-

321- دراسات فى الجرح والتعديل (عربی)- مصنف:- ڈاکٹر مولانا محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی' ناشر:- جامعہ سلفیہ بنارس، طبع اول :1403ھ-

322- رسالة فى الجرح والتعديل للمنذرى (م656ھ)- تحقیق: ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالجبار فریوائی (ولادت 1951ھ)-ناشر: الدار الأقصى الكويت ،طبع اول: 1406ھ-

323- تحقیق شروط الأئمة للمقدسی (م507ھ) قلمی۔ڈاکٹرعبدالرحمٰن عبدالجبارفریوائی۔

324- تحقیق شروط الأئمة لابن منده (م395ھ) صفحات 101، قلمی۔ ڈاکٹرعبدالرحمٰن عبدالجبارفریوائی۔

325- تحقیق شروط الائمہ للحازمی (م 587ھ) صفحات 60 قلمی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالجبارفریوائی۔

326- تحقیق فتح الباب فی الکنی والالقاب لابن منده (م395ھ) صفحات 101، قلمی ڈاکٹرعبدالرحمٰن عبدالجبارفریوائی۔

327- تحقیق شروط الائمه للحازمی (م587ھ) صفحات 60، قلمی ڈاکٹرعبدالرحمٰن عبدالجبارفریوائی۔

328- تحقیق فتح الباب فی الکنی والانقاب لابن منده (م395ھ) صفحات 1800، قلمی ڈاکٹرعبدالعزیزمبارکپوری (ولادت 1368ھ)۔

329- التدلیس والمدلسون (عربی) صفحات 30۔
تحقیق: ڈاکٹر جاوید اعظم عبدالعظیم بنارسی (ولادت 1950ء)۔

330- تحقیق المقنع فی علوم الحدیث لابن الملقن (م806ھ) صفحات 900، قلمی۔ڈاکٹر جاوید اعظم عبدالعظیم بنارسی۔

331- تحقیق الضعفاء والمتروکون ومرویاتهم فی سنن النسائی (303ھ) ڈاکٹروصی اللہ محمد عباس۔

332- تحقیق کتاب العلل ومعرفة الرجال للامام احمد (164-241ھ) ڈاکٹر: وصی اللہ محمد عباس۔

333- الصحابة فضائلهم وعدالتهم (عربی)۔مؤلف: ڈاکٹروصی اللہ محمد عباس۔

334- تحقیق کتاب ترتیب الثقات للعجلی (م621ھ) ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم۔

334- تحقیق کتاب أحوال الرجال للجورقانی (م543ھ)۔
ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم۔

335- تحقیق التدلیس والمدلسون۔ ڈاکٹر عبدالقدوس محمد نذیر۔

336- تحقیق التذکرة فی علوم الحدیث لابن الملقن (م806ھ)
مطبوع۔ مولانا محمد عزیر شمس الحق۔

337- تحقیق المنی فی الکنی للسیوطی (م911ھ) مطبوع۔
مولانا محمد عزیر شمس الحق۔

338- تحقیق من وافقت کنیته کنیة زوجته من الصحابة' لابن
حیویه (م266ھ)۔ مولانا صلاح الدین مقبول احمد گونڈوی۔

339- تحقیق کتاب تاج التراجم في طبقات الحنفیة لابن قطلوبغا
(م879ھ)۔ مولانا عبدالباری فتح اللہ سلفی۔

340- تحقیق کتاب ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل
للذهبی ۔ مولانا احمد مجتبیٰ محمد نذیر سلفی۔

341- تحقیق فتح المغیث للسخاوی (831-902ھ) 4 جلدیں۔
مولانا علی حسین علی سلفی۔ ناشر: جامعہ سلفیہ بنارس، طبع اول: 1409ھ۔1988ء۔

342- تحقیق المخزون فی علم الحدیث للحافظ أبی الفتح الأزدی
(م374ھ)۔ مولانا محمد اقبال محمد اسحاق گونڈوی۔ ناشر: الدار العلمیہ دہلی، طبع اول
:1408ھ

343- ترجمہ مقدمہ مشکاۃ المصابیح مترجم (اردو) ۔ مولانا مختار احمد اختر۔

344- احادیث صحیح بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش۔ ارشاد الحق اثری

345- امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ' لہ ایضاً۔

346- تحقیق و تخریج احادیث نور الانوار۔ مولانا حافظ ثناء اللہ الزاہدی
حفظہ اللہ۔

347- التحدیث فی علوم الحدیث، دکتور عبدالرؤف ظفر۔

348- تحفة اهل النظر فی مصطلح اهل الخبر، مولانا عبدالجلیل اثری نیپال-

349- تقیید المهمل لابی علی الحسین بن محمد الجیانی، تحقیق۔ مولانا محمد عزیر شمس حفظہ اللہ۔

350- تحقیق المطالب العالیه لابن حجرؒ مولانا محمد امین صاحب (مسودہ)۔

351- تخریج مسند الامام الشافعی 'لہ ایضاً (مسودہ)۔

352- کتاب الامثال' لابی الشیخ الاصبهانی ۔ جسے مولانا مختار احمد ندوی صاحب نے دکتور عبدالعلی کی تحقیق سے شائع کیا ہے۔

353- تحقیق تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف' مولانا عبدالصمد کی تحقیق سے پہلی بار طبع ہوئی۔

354- المستدرك علی تحفة الاشراف 'مولانا صغیر احمد شاغف بہاری حفظہ اللہ تعالیٰ۔

355- المصنف لابن ابی شیبة 'مولانا مختار احمد سلفی نے اپنی زیر نگرانی طبع کرائی۔

356- شعب الایمان' للبیهقی ' لہ ایضاً۔

357- المستدرك علی مجمع الزوائد۔ للشیخ صغیر احمد شاغف' علامہ ہیثمی نے جس راوی کے بارے میں کہا کہ مجھے اس کا ترجمہ نہیں ملا۔ ان میں سے جن کے تراجم ملے مولانا شاغف نے اس میں انہیں جمع کر دیا ہے۔

358- المستدرك علی مقدمة محقق کتاب الدعاء للطبرانی' لہ ایضاً۔ یہ استدراک بھی بعض راویوں کے بارے میں ہے جن کے بارے میں محقق کتاب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

359- المستدرك علی تحشیة منهاج السنة' منہاج کی بعض ان روایات

کی نشاندہی مولانا شاغف نے کردی جن کے بارے میں محقق نے عدم علم کا اظہار کیا ہے۔

360- المستدرك على كتاب دراسة حديث نضرالله امرأ ۔ یہ بھی بعض تراجم رواۃ کے متعلق ہے' لہ ایضاً۔

361- المستدرك على تحشية كتاب مبتكرات الآلى والدرر' لہ ایضاً۔

362- زبدة تعجيل المنفعة' لہ ایضاً۔

363- غاية المقصد فى زوائد المسند' تحقیق وتخریج راقم ارشادالحق اثری جو تکمیل کے مراحل میں ہے۔

364- تسهيل الحاجة فى تخريج احاديث سنن ابن ماجه (مجلد واحد)

365- تخريج المجتبى للنسائى' الصغرى (3 جلدیں) الکبریٰ کے ساتھ مقارنہ۔

366- تخريج سنن ترمذى ۔ فی الباب کی روایات کی بھی تخریج' تخریج شمائل ترمذی' تخریج کتاب العلل۔

367- تخريج النهاية فى الفتن والملاحم' مطول۔ (مجلد)

368- تخريج النهاية' فى الملاحم' مختصر۔ (مجلد)

369- تحفة العلماء فى تخريج كتاب الضعفاء للبخارى۔ (مجلد)

بہترین قلمی نسخہ سے تحقیق وتخریج اور راویوں پر حکم بلحاظ جرح وتعدیل' مطبوعہ کے ساتھ مقارنہ' اقوال بخاری کی تخریج' قلمی نسخہ میں ایسے بہت سے راوی ہیں جو کہ مطبوعہ میں موجود نہیں' کمپوزنگ ہو چکی ہے۔

370- تخريج احاديث منهاج المسلم للجزائرى۔ (مجلد)

371- السراج المنير فى تخريج احاديث وآثار تفسير ابن كثير۔ (3 جلدیں) نامکمل ۔

372- الاسانيد الصحيحه فى أخبار الامام ابى حنيفه ۔

پسند فرمودہ استاذ محترم مولانا ابومحمد بدیع الدین الراشدی السندھی رحمہ اللہ۔

373- تحقیق و تخریج احادیث اثبات عذاب القبر للبیهقی (ازمخطوطہ) (مجلد) ۔مقدمہ ازقلم: استاذ محترم مولانا ابو القاسم محب اللہ شاہ راشدی السندھی رحمہ اللہ۔

374- کلام الدار قطنی فی اسماء الرجال فی سننه (مجلد)۔

تخریج و تحقیق مؤطأ امام مالك ۔

375- تخریج و تحقیق بلوغ المرام ۔

376- تخریخ و تحقیق مشکوة المصابیح ۔

377- فی ظلال السنة ' سلسلة فی سیاحة الأمة' اسلام آباد ۔

378- الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة' من السنن الاربعة مع الادلة ۔

379- کتاب الثقات و الضعفاء و المتروکین من المعاصرین ۔ (تحت التکمیل) ۔

380- نور العینین فی اثبات رفع الیدین۔ (مطبوع)

381- القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح۔ (مطبوع)

382- تخریج نماز نبوی (مطبوع)

383- تسهیل الوصول فی تخریج احادیث صلوة الرسول (مطبوع)

384- نور القمرین (رفع الیدین) (مطبوع)

حدیث اور اہل حدیث کے ایک باب کا مکمل جواب

385- الکواکب الدریه فی وجوب الفاتحة خلف اللامام فی الجهرية (مطبوع)' (فاتحه خلف الامام) ۔

386- جنت کا راسته (مطبوع)۔

387 هدية المسلمين (چالیس حدیثیں) (مطبوع) نماز کی چالیس

حدیثیں مع شرح اور فرق ضالہ پر رد۔

388- تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ (مطبوع)

389- نور المصابیح (تراویح) (مطبوع)

390- تخریج ریاض الصالحین (مطبوع)

391- تخریج فتاویٰ اسلامیہ (ج 2-3-4)

392- تخریج احادیث الرسول کانك تراہ۔

393- تلخیص الأحادیث المتواترة۔ (مع شرح)

قارئین کرام! یہ ہے مختصر داستان بر صغیر پاک وہند میں حدیث پاک کے سلسلہ میں علمائے اہلحدیث کی خدمات کی۔ اس کے علاوہ تفسیر، عقائد، دفاع عن السنۃ، رد بدعات، تاریخ و سوانح، فقہ وفتاویٰ، سیرت و اخلاق، رد قادیانیت، رد نیچریت، رد عیسائیت وغیرہ مختلف موضوعات پر ہزاروں کتابوں کی تعداد اس پر مستزاد ہے۔ جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ شائقین حضرات " جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات" ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراف حقیقت

حدیث پاک کی نشر واشاعت اور اس کی تصنیف وتالیف کے سلسلے میں علمائے اہلحدیث کی انہی روشن خدمات کی بنا پر خود بر صغیر کے علماء نے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ آج یہاں جو توحید و سنت کا پرچار ہے۔ اس میں بڑا حصہ انہی سلفی حضرات کی مساعی کا ہے۔ چنانچہ نامور مورخ مولانا سید سلیمان ندویؒ رقمطراز ہیں :

" اہلحدیث کے نام سے ملک میں اس وقت جو تحریک جاری ہے۔ حقیقت کی رو سے وہ قدم نہیں صرف نقش قدم ہے اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانہ سے آج تک ہمارے دور ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی وہ بھی ہمارے لئے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے بہت سی بدعتوں کا استیصال ہوا۔ توحید کی حقیقت نکھاری گئی۔ قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا۔ قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا۔ حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تألیف واشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔ نیز فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی، یہ اور بات ہے کہ کچھ

لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ کہ دلوں سے اتباع نبوی کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا۔ سالہاسال تک کیلئے دوبارہ پیدا ہو گیا۔"

(مقدمہ تراجم علمائے اہلحدیث ص 31،32)

علامہ ندویؒ کے یہ الفاظ پڑھئے اور بار بار پڑھئے جن میں انہوں نے علمائے اہلحدیث کی ان خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ بالخصوص یہ الفاظ کہ :

"دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان ہی کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی۔" الخ

یہی وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ایک بلند پایہ مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی اور علامہ منیر دمشقی نے بھی کیا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علامہ ندویؒ، حضرت میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی، حضرت نواب صدیق حسنؒ، مولانا علامہ حسین بن محسن انصاریؒ، مولانا ابو محمد ابراہیمؒ آروی، مولانا شمس الحقؒ ڈیانوی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ محدث مبارک پوریؒ کی مساعی کا تذکرہ کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں۔

"اس تحریک کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا۔ اور یہ جو خیال ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے۔ رفع ہو گیا۔ اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی۔ اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے ہدایت کے اصل سرچشمہ مصفیٰ کی طرف واپسی ہوئی" (ایضاً ص 33)

اور یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کا کوئی منصف مزاج انکار نہیں کر سکتا۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کا حنفیت میں تشدد اور اہلحدیث سے تعصب کسی اہل علم سے مخفی نہیں "پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت" اور اپنی بعض دوسری تصانیف میں علمائے اہلحدیث اور تحریک اہلحدیث کے بارے میں انہوں نے جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے

۔اور ان فقراء پر اپنی تنقید کے جو نشتر چلائے ہیں اس سے ہم بخوبی واقف ہیں مگر اس تلخی اور تنگ نظری کے باوصف اس حقیقت کے اعتراف کے بغیر وہ بھی نہیں رہ سکے کہ بر صغیر میں تقلید جامد کی بجائے تحقیق کی جو خو پیدا ہوئی ہے اور کتاب و سنت سے جو تعلق پیدا ہوا وہ اسی تحریک کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ ہیں :

"بجائے خود یہ تحریک جو کچھ بھی ہو لیکن اس کو تسلیم کرنا چاہئے کہ اپنے دین کے اساسی سر چشموں (قرآن وحدیث) کی طرف توجہ ہندوستان کے حنفی مسلمانوں کی جو پلٹی اس میں اہلحدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کا بھی دخل ہے عمومیت غیر مقلد تو نہیں ہوئی۔ لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔" (مجلّہ برہان دہلی ص 9 اگست 1958ء)

جامعہ عثمانیہ حیدر آباد کے استاد ہونے کا شرف مولانا گیلانی مرحوم کو بھی تھا۔ انہی کی زیر نگرانی "تدوین اصول فقہ" کے عنوان سے ایک رسالہ مولانا قاضی محمد عبدالرحمٰن صاحب ایم اے عثمانی نے لکھا۔ جس میں انہوں نے اپنے شیخ اور نگران ہی کے انداز میں جو کچھ رقم فرمایا۔ اس کے الفاظ بھی دیکھ لیجئے، لکھتے ہیں :

"اہلحدیث کی یہ تحریک بجائے خود کیا تھی، کیسی تھی، مجھے اس سے بحث نہیں، تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ حنفی مسلمانوں میں "الکتاب والسنہ" کے پڑھنے پڑھانے کا جو عام ذوق پیدا ہو گیا ہے۔ اس میں بہت کچھ دخل اسی تحریک کو ہے" (تدوین اصول فقہ ص 59)

ذرا غور فرمایئے۔ صرف الفاظ کا فرق ہے۔ ورنہ مفہوم اور لب و لہجہ وہی ہے جو قاضی صاحب کے استاد محترم کا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بھی یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ قرآن و سنت کے پڑھنے پڑھانے کا جو شوق علمائے احناف میں پیدا ہوا، اس میں اس تحریک کو بہت دخل ہے۔ (والفضل ماشہدت بہ الاعداء)

اس تحریک نے پہلے کتاب و سنت کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جاتا تھا؟ اس کی ادنیٰ سی جھلک ہم سابقہ صفحات میں دکھلا چکے ہیں۔ مگر اس تحریک کی بدولت کیا رنگ

بدلا ؟ اس کا اظہار کرتے ہوئے مولانا سید رشید احمد ارشد استاد عربی جامعہ کراچی لکھتے ہیں :

"آخری زمانے میں حدیث کی تدریس واشاعت سے ہندوستان میں اہلحدیث کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا۔ جو ائمہ کی تقلید کی مخالفت کرتا تھا۔ اس کی وجہ سے حنفی علماء میں بھی کتب حدیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ اور وہ فقہی مسائل کو احادیث کی روشنی میں ثابت کرنے پر متوجہ ہوئے۔ اس طرح اس فرقے کا وجود علم حدیث کی ترقی کا باعث بنا۔ اس جماعت کے مشہور محدثین میں مولانا نذیر حسین دہلویؒ اور نواب صدیق حسنؒ خاں قنوجی زیادہ مشہور ہیں۔ "الخ

(مجلّہ البلاغ کراچی ص25 ' ذی الحجہ 1387ھ ' مارچ 1968ء جلد1 شمارہ12)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ علمائے اہلحدیث کی خدمت حدیث کے سلسلے میں یہ شہادت بڑی مبارک اور باعث سعادت ہے۔ کیوں نہیں جبکہ یہ امت اور بالخصوص امت کے علماء "لتكونوا شهداء على الناس" کے منصب پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر کتاب و سنت کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے اور اسے ذریعہ نجات بنائے، آمین ثم آمین۔

خادم العلم و العلماء

ارشاد الحق اثری عفی عنہ

☆☆☆☆☆

﴿ادارة العلوم الاثرية فيصل آباد (پاکستان) کی مطبوعات﴾

١۔ العلل المتناهية فی الاحادیث الواہیة.

٢۔ إعلام أهل العصر بأحكام ركعتی الفجر.
للمحدث شمس الحق الديانویؒ.

٣۔ المسند للإمام أبی يعلیٰ أحمد بن علی بن المثنی الموصلیؒ.
(چھ ضخیم جلدوں میں)

۴۔ المعجم للإمام أبی يعلی الموصلیؒ.

۵۔ المقالة الحسنی (المعرب) للمحدث عبدالرحمٰن المباركفوریؒ.

٦۔ جلاء العينين فی تخريج روايات البخاری فی جزء رفع اليدين
للشيخ الأستاذ بديع الدين شاه الراشدی.

٧۔ امام دار قطنیؒ
٨۔ صحاح ستہ اوران کے مولفین۔
٩۔ موضوع حدیث اوراس کے مراجع۔
١٠۔ عدالت صحابہؓ۔
١١۔ کتابت حدیث تا عہد تابعین۔
١٢۔ الناسخ والمنسوخ۔
١٣۔ احکام الجنائز۔
١۴۔ محمد بن عبدالوہابؒ۔
١۵۔ قادیانی کافر کیوں؟
١٦۔ پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز۔
١٧۔ مسئلہ قربانی اور پرویز۔
١٨۔ پاک وہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث۔
١٩۔ توضيح الكلام فی وجوب القراءة خلف الامام.
٢٠۔ احادیث ھدایہ: فنی وتحقیقی حیثیت۔
٢١۔ آفات نظراوران کا علاج۔
٢٢۔ فضائل رجب للامام ابی بکر الخلالؒ۔
٢٣۔ تبيين العجب للحافظ ابن حجر العسقلانیؒ.
٢۴۔ مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں۔
٢۵۔ آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔
٢٦۔ حرز المؤمن۔
٢٧۔ احادیث صحیح بخاری ومسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش۔
٢٨۔ امام بخاریؒ پر بعض اعتراضات کا جائزہ۔
٢٩۔ مسلک اہلحدیث اورتحریکات جدیدہ
٣٠۔ اسباب اختلاف الفقہاء۔